علمائے اہلسنّت بالخصوص خلفائے اعلیٰ حضرت وتلامذۂ خلفائے اعلیٰ حضرت کے
علمی وتحقیقی فتاوے کا ایمان افروز مجموعہ

فتاویٰ برکاتِ مصطفےٰ

﴿ بفیضِ روحانی ﴾

تاجدار اہلسنت شہزادۂ اعلیٰحضرت ہم شبہیہ غوث اعظم مجدد ابن مجدد اعظم

سیدنا سرکار **حضور مفتیٔ اعظم محمد مصطفےٰ رضا** رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ

﴿ باهتمام ﴾

نوری مشن مالیگاؤں

﴿ مرتب ﴾

حضرت علامہ مفتی **محمد اشرف رضا** صاحب قادری مصباحی

قاضی ادارۂ شرعیہ، مہاراشٹر، ممبئی

ناشر

نوری مشن مالیگاؤں

نامِ کتاب : فتاویٰ برکاتِ مصطفےٰ

باہتمام : نوری مشن مالیگاؤں

مرتب : مفتی محمد اشرف رضا صدیقی قادری رضوی مصباحی، قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر، ۴۳ تیجو کایا بلڈنگ، روم نمبر ۱۸، صوفیہ زبیر روڈ، نیو ناگپاڑہ، ممبئی۔ ۸

صفحات : ۲۶۸

تعداد : ۱۰۰۰

کمپوزنگ : نوری کمپیوٹر، مالیگاؤں

سن اشاعت : ۲۰۱۳ء

ناشر : نوری مشن مالیگاؤں

ملنے کا پتا

مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں

اجمالی فہرست

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. الحمد للّٰہ رب العالمین

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ حبیبک سیدنا و مولانا محمد المصطفی الاشرف وعلیٰ کل محبوب لدیک الف الف مرۃ فی کل لمحۃ و لحظہ الی یوم الدین.

اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مطلوب ومحبوب اور تقرب الی اللّٰہ کا مؤثر ذریعہ و وسیلہ، اہل اللہ کا بہترین وطیرہ، غمِ دنیا غلط کرنے اور زادِ آخرت حاصل کرنے کا اہم سبب نماز ہے۔ اور وہ بھی فرض جو تمام فرائض میں افضل و اقدم ہے۔ جس کے لئے گھر سے نکلنا خوب خوب رفع درجات، محوسئیات وحصولِ حسنات کا موجب اور جس کے انتظار میں رہنا اور بیٹھنا بھی عبادت و اس کا اجر پاتے رہنے کا ذریعہ ہے۔ معراج کا عظیم تحفہ بلکہ مؤمنین کی معراج۔ حضراتِ صحابۂ کرام سے ہمارے مشائخ تک تمام بزرگوں نے اس کا طریقہ وسلیقہ بتایا اور اس کی حفاظت وصیانت کے لیے مفصل احکام کتابوں میں تحریر فرمایا۔ سیّدنا و مولانا عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گورنروں کو ہدایت بھرا پیغام بھیجا کہ میرے نزدیک تمہارے کاموں میں سب سے اہم چیز نماز ہے جس نے اس کی حفاظت و پابندی کی اس نے اپنے پورے دین کو بچا لیا۔ اور جس شخص نے اس کو ضائع و برباد کیا وہ اس کے علاوہ دوسرے احکام کو اس سے بہت بڑھ کر برباد و ضائع کرنے والا ہوگا۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کرنے اور اس کی آواز پر ارکانِ نماز ادا کرنے پر سیّدی الکریم مرشدی العظیم عارف باللہ فقیہ النفس مجدد ابن مجدد اعظم مظہر فضل وکمال امام اعظم وغوث اعظم حضور مفتیٔ اعظم ہند رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ نے فسادِ نماز کا حکمِ شرعی صادر فرمایا۔ محتاط محققین نے شرعی دلائل و براہین سے بھرپور کتب و رسائل تصنیف و تالیف فرمائی۔ گویا اس پر اجماعِ اُمّت قائم ہو چکا۔ اہلِ تقویٰ خواص وعوام اپنی نمازوں کو اس فتنۂ عظمیٰ سے بچاتے رہے۔ اور اس کی دل دادہ عوام کو اللہ و رسول کا حکم و ارشاد بتا کر بربادیٔ نماز کے عواقب سے باخبر کرتے رہے۔ سائنسی ایجادات و غیر ضروری امور کو نماز و روزہ وغیرہ عبادات میں داخل و شامل کرنے سے روکتے رہے۔ لیکن غیروں کی دیکھا دیکھی دنیاوی شہرت کے خواہاں ہمارے بعض افراد بھی اپنے اسلاف ومشائخ کی تحقیق و احتیاط سے ہٹ کر سائنسی ایجادات کو عبادتوں میں اپنانے کی پھلجڑیاں و پٹاخے چھوڑ رہے ہیں۔ جس کی چنگاری سے ہماری عبادتیں خاکستر ہو رہی ہیں۔ کوئی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نماز کو جائز کہتا ہے تو کوئی ٹیلی فون و فیکس وغیرہ کی خبر پر رویت ہلال کے ثبوت کا خواہاں ہے۔ تو کوئی ویڈیو و ٹیلی ویژن پہ نام نہاد دینی پروگرام

دیکھنے کونہایت مستحسن کہہ کر گویا اسے گھروں میں رکھنے پر اُکسا رہا ہے۔ یاد رکھیے ایسی تحقیق اپنے محققوں کے لئے دنیا و آخرت میں محاسبہ کا سبب ہوگی۔ ان احباب کے لیے حضرت شارح بخاری علیہ الرحمہ کی یہی دعا ہے کہ اگر سعادتِ ازلی دستگیری کرے تو اپنے اسلاف کی تحقیق و احتیاط کی طرف پلٹ آئیں۔ اور مسلمانوں کی عبادت ضائع و برباد کرنے سے بچیں۔

نمازوں سے غافل، دنیادار سیٹھوں اور فتنہ پرور نوجوانوں کے دباؤ و خواہش پر غلط و بے ہودہ بنیادوں پر نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا چلن عام ہوتا جارہا ہے۔ اور بعض جری ائمہ اللہ و رسول عزوجل و **صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم** کی رضا وخوش نودی کو نظر انداز کر کے سیٹھوں وٹرسٹیوں کو خوش کرنے کے لیے، اور امامت جو نیابتِ رسول کا منصبِ عظیم ہے اسے دنیاوی نوکری و ملازمت سمجھ کر حصولِ زر کے لیے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کر رہے ہیں۔ جبکہ ان کا ضمیر بھی انہیں ملامت کرتا رہتا ہے۔ ایک امام کے بارے میں شرعی شاہدین موجود ہیں جن کے سامنے انہوں نے کہا کہ ”اپنی نماز تو ہوجاتی ہے ان کی (مقتدیوں کی نماز) جائے چولہے بھاڑ میں“ **العیاذ باللّٰہ تعالیٰ**۔

مسلمانو! جو تمہاری نمازوں کو برباد کرنے میں اتنا جری و بے باک ہو، سیدنا و مولانا عمر فاروق اعظم **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے ارشاد کے مطابق وہ تمہارے دوسرے دینی امور کی بربادی و بے احتیاطی میں کتنا پیش پیش ہوگا۔ سب سے پہلے مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ نے علم و تحقیق کی روشنی میں اسپیکر پر جوازِ صلاۃ کا قول کیا مگر سعادتِ ازلی نے دست گیری کی اپنے اس قول سے رجوع فرما کر اپنے مرشد و مربی اور استاذ افقہ الفقہاء اعلم علماء بلد، عالم مطاع، واجب الاتباع کے قول وفتویٰ کی پرزور تصدیق وتصویب کی۔ اب تک جو ان کی تحقیق کو سہارا بنائے ہوئے تھے ان کے اعتماد کا محل زمیں بوس ہوگیا۔ اب ان پر لاؤڈ اسپیکر سے اجتناب واحتراز لازم و واجب ہے۔

مرشدی الکریم عارف باللہ محی الدین ابوالبرکات آلِ رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا نوری قادری بریلوی کے متعدد فتاویٰ مختلف جرائد و رسائل میں چھپے تھے اور اکابرین کے رسائل بھی بار بار چھپتے رہے۔ سب یکجا موجود نہیں تھے۔ اللہ **عزوجل** بھلا کرے **سباق الی الخیر** (اچھے کاموں میں سب سے پیش پیش رہنے والے) ناشر و علمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت خلیفہ و جانثار حضور مفتی اعظم ہند پیر طریقت حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری السیّد سراج اظہر قادری برکاتی رضوی (سربراہ اعلیٰ سُنّی تبلیغی جماعت و بانی دارالعلوم فیضانِ مفتیٔ اعظم ہند، خطیب و امام رضا جامع مسجد، ممبئی۔۳) کا نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کے عدم استعمال کے سلسلہ میں سرگرم حامیٔ سُنّت و ماحی بدعت ہیں۔ انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ سیدی سرکار مفتی اعظم ہند و حضراتِ اکابرین کے جو فتاویٰ و رسائل اس موضوع

پر ہیں سب یکجا شائع کردیا جائے۔ لہٰذا فقیر اپنی سعادت سمجھ اس کارِ خیر میں لگ گیا۔ (۱) **صیانة الصلوات عن حیل البدعات** از: حضور برہانِ ملّت جبلپوری علیہ الرحمہ (۲) **القول الاظھر**۔ از: حضور شیر بیشۂ سنت لکھنوی علیہ الرحمہ (۳) **قصد السبیل**۔ از: مفتی مظہر اللہ دہلوی علیہ الرحمہ (۴) **القول الانور**۔ از: حضور محبوب ملّت لکھنوی علیہ الرحمہ (۵) **التفصیل الانور**۔ از: حافظ محمد عمران رضوی مصطفوی پیلی بھیتی علیہ الرحمہ (۶) افادات از: بدر ملت علیہ الرحمہ، (۷) لاؤڈ اسپیکر پر اقتداءِ نماز، از: مفتی غلام محمد خان رضوی ناگپوری (۸) قرآنی نماز مع مقابلہ مائیکروفونی نماز، از: حضرت علامہ سید حسنین میاں نظمی مارہروی مدظلہ العالی (۹) لاؤڈ اسپیکر پر نماز مع تحقیقاتِ اکابر اہلسنّت، از: حضرت علامہ محمد حسن علی میلسی مدظلہ العالی، (۱۰) **القول الاشرف**۔ از: فقیر قادری راقم الحروف (محمد اشرف رضا قادری مصباحی) کو فتاویٰ مصطفویہ کی سائز پر کمپوز کروادیا۔ مولانا یحییٰ رضا مصباحی ناگپوری، الحاج مولانا محمد نعیم مصباحی کنتوری وغیرہ نے پروف میں تعاون کیا۔ حضرت علامہ مولانا حسن علی صاحب قبلہ کی تحقیقاتِ اکابر سے وہ فتاویٰ نکال دیئے گئے جو مذکورہ بالا کتابوں میں شامل و درج تھے تاکہ تکرار کے سبب صفحات میں زیادتی نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب ومحبوب شارع اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وعلیٰ کل مقبول و محبوب لدیہ وبارک وسلم کے صدقے حضرت سراجِ ملّت قبلہ و اراکینِ انجمن برکاتِ رضا اور اس کی اشاعت میں جن حضرات نے اپنے اخلاص کا مظاہرہ فرمایا سب کو احیاء سُنّت و اماتت بدعت کے صلہ میں دارین میں بہرہ ور فرمائے۔ مسلکِ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مذہبِ اہل سُنّت پر استقامت عطا فرمائے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔ آمین آمین آمین یا رب العلمین یا ارحم الراحمین. **وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه نورِ عرشه زینة فرشه و مظهر لطفه عروس مملکته سیدنا و مولانا محمد النبی الامی الحبیب العالی القدر العظیم الجاه وعلیٰ اٰله واصحابه و ازواجه واهل بیته واصوله وفروعه وعلیٰ کل محبوب و مقبول لدیه وعلینا معهم وبارک وسلم الف الف مره فی کل لمحة و لحظة الی یوم الدین۔**

عبید المصطفیٰ **محمد اشرف رضا صدیقی قادری** رضوی باتھوی

مفتی و قاضی ادارہ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸

۲۵؍ ذی قعدہ ۱۴۲۵ھ/ ۷؍ جنوری ۲۰۰۵ء جمعہ

کیا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے؟

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے خلاف فتوے

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون

فتوائے مبارکہ

صیانۃ الصلوات عن حیل البدعات

تصحیح وتصدیق وتقریظ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت شیخ الاسلام مفتی اعظم ہند

مولانا الحاج الشاہ **مصطفیٰ رضا خاں** صاحب بریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

از

حضور برہان ملت، عبدالباقی **محمد برہان الحق قادری رضوی** سلامی جبلپوری رضی اللہ عنہ

مفتی اعظم مدھیہ پردیش

سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل پاکستان اور ہندوستان میں عام طور مسجدوں اور عیدگاہوں میں عیدین اور جمعہ کی نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بلکہ بعض جگہ مسجدوں میں مستقل طور پر فٹ کردیا گیا ہے اور ہر نماز میں اس سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض مسجدوں کے پیش امام عالم اور مفتی بھی ہیں اور لاؤڈ اسپیکر پر آزادی سے نماز پڑھاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور دوسرے اسلامی ملکوں کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز ہے یانہیں؟ اور اس کی آواز پر نماز درست ہے یانہیں؟ امید ہے کہ تفصیل کے ساتھ مسئلہ کو حل فرمایا جائے گا۔ بینوا توجروا۔ محمد عظیم الدین، از کراچی (پاکستان) ۱۰ نومبر ۱۹۷۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم الله رب محمد صلى عليه وسلما

الجواب اللهم هداية الحق والصواب

لاؤڈ اسپیکر: دورِ جدید کے محدثات سے ہے جو آلات سائنس اپنے اندر رکھتا ہے جن کے اور برق کے اشتراک سے آواز کو دور تک پہونچاتا ہے۔ آواز مختلف پردوں سے ٹکراکر متعدد تبدیلیوں کے بعد اس کے پونگے کے باہر آتی ہے اور برقی قوت سے بلند تر ہوتی اور دور تک پہونچتی ہے۔

ابتداء میں عام طور پر لاؤڈ اسپیکر گانے بجانے، کھیل تماشوں میں لہولعب کے اڈوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ پھر اجتماعات میں، لکچروں تقریروں میں استعمال کیا جانے لگا۔ پھر مجالسِ میلاد مبارک اور وعظ کی محفلوں میں پہونچا پھر مسجدوں میں اذان وخطبہ کے لیے داخل ہوا۔ پھر نماز کے وقت بھی استعمال کیا جانے لگا۔

اذان وخطبہ کے وقت اس کے استعمال میں وہ حرج نہیں جو نماز میں ہے کہ محض اس کی آواز سن کر جو مقتدی

انتقالات کرے گا وہ بجائے اقتدائے امام کے اس دوسری خارجی آواز کی پیروی کرے گا۔ اسے اس سے **تلقن من الخارج** ہوگا جس کی وجہ سے وہ نماز سے خارج ہوجائے گا۔ جس کی بناء اقتداء پر تھی۔

اللہ تعالیٰ نے نماز کے لیے فرمایا **اقم الصلوۃ لذکری** اس سے بالکل واضح ہے کہ ایمان کے بعد اعظم الفرائض نماز ہے۔ نماز کے ہر جزء کے لیے اول سے آخر تک شریعت مطہرہ نے واضح حکم بیان فرمادیئے ہیں۔ **طھارت۔ استقبال قبلہ۔ وقت** کے علاوہ **منفرد** کے لیے جماعت کے لیے **امام** اور **مقتدی** کے لیے **قلیل و کثیر** جماعت کے لیے نماز کے سلسلے میں کوئی ایسا جز نہیں چھوڑا جس میں کوئی نقص ہو جو کسی وقت محتاج تکمیل ہو اور جس نقصان کو پورا کرنے کے لیے آج نئی اختراعات جدید بدعات کا سہارا لیا جائے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوا **صلوا کما رأیتمونی اصلی** یعنی نماز اس طرح ادا کرو جس طرح تم لوگ مجھے نماز ادا کرتا ہوا دیکھتے ہو۔

لاؤڈ اسپیکر نماز میں استعمال کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ امام کی قرأت دور تک سنی جاسکے اور مقتدی امام کی آواز لاؤڈ اسپیکر پر سن کر رکوع وسجود کریں نماز جہری ہو یا سری جماعت کثیر ہو یا قلیل ہر مقتدی تک امام کی آواز پہونچنا ضروری نہیں۔

عیدین و جمعہ : وغیرہ میں جماعتِ کثیرہ کو امام کے تحریمہ ورکوع وسجود وسلام میں اقتداء اور عمل کے لیے بخاری میں ام المومنین عائشہ صدیقہ **رضی اللہ تعالیٰ عنہا** سے حدیث شریف ہے :- **امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابابکر ان یصلی بالناس فی مرضہ فکان یصلی بھم قال عروۃ فوجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃ فخرج فاذا ابوبکر یؤم الناس فلماراہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ ان کما انت فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الی جنبیہ فکان ابوبکر یصلی صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والناس یصلون بصلوۃ ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ.** یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض کی حالت میں ابوبکر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کو حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں اور لوگوں کی امامت کریں۔ حضرت صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** جماعت کی امامت کررہے تھے۔ حضرت عروہ کہتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے مرض میں کچھ تخفیف پائی تو حجرۂ اقدس سے برآمد ہوئے یہاں حضرت ابوبکر صدیق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** لوگوں کی امامت کررہے تھے جب صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** نے محسوس کیا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں تو آپ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور نے اشارہ فرمایا ایسے ہی

رہو جیسے ہو۔ پھر حضور ﷺ صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے برابران کے پہلو میں تشریف فرما ہوئے اور امامت فرمائی تو صدیق اکبر حضور کی نماز پر نماز ادا کررہے تھے اور تمام جماعت کے لوگ صدیق اکبر کی نماز کے ساتھ نماز ادا کررہے تھے یعنی حضور اکرم ﷺ کی تکبیر، تسمیع، سلام پر صدیق اکبر نے تکبیر، تسمیع وسلام کہا اور لوگوں نے صدیق اکبر کی آواز پر نماز ادا کی علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا۔

فیہ دلالۃ ان الائمۃ اذ کانو ابحیث لا یراھم من یاتم بھم جاز ان یرکع الماموم برکوع المکبر۔

یعنی اس حدیث میں اس امر کا ثبوت ہے کہ جب امام اتنی دور ہوں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا انھیں نہ دیکھ سکتا ہوتو جائز ہے کہ مقتدی مکبر کے رکوع پر رکوع کرے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بہت بڑی جماعت کے موقع پر جب کہ امام کی آواز تمام مقتدیوں تک نہ پہونچ سکتی ہوتو مقتدیوں میں سے بعض لوگ امام کی تکبیر پر تکبیر کہیں۔ ان کی آواز بھی امام کی آواز کی نائب ہوگی اور اس مکبر کی تکبیر پر رکوع و سجود امام ہی کی اقتداء میں ہوں گے۔ مکبر کے لیے بھی شرط ہے کہ اس امام کا مقتدی ہو اور تکبیر و تسمیع و سلام کے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ وہ امام کے کلمات کو منتقل کرکے مقتدیوں تک پہونچارہا ہے۔ اس کا یہ مقصد اور ارادہ نہ ہو کہ میرے لحن اور سریلی آواز کی لوگ تعریف کریں۔ کلمات انتقالیہ **اللہ اکبر۔ سمع اللہ لمن حمدہ۔ ربنا لک الحمدہ السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ** صحیح ادا کرے ان کلمات کے ادا کرنے میں اس کا یہ ارادہ نہ ہو کہ میری بلند آواز سب کی آواز پر غالب رہے۔

فتح القدیر میں ہے **الناس یصلون لصلاۃ ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یعنی انہ کان یسمع الناس تکبیر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و فی الدرایۃ و بہ یعرف جواز رفع الموذنین اصواتھم فی الجمعۃ والعیدین و غیرھما۔** یعنی لوگ ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے تھے یعنی ابوبکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ درایہ میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ اور عیدین میں موذنوں کا آواز بلند کرنا جائز ہے۔ اس کے بعد صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں۔

اقول لیس مقصودہ خصوص الرفع الکائن فی زماننا بل اصل الرفع بلاغ الانتقالات اما خصوص ھٰذ الذی تعارفوہ فی ھٰذہ البلاد فلا یبعدانہ مفسد فانہ کان غالباً یشتمل علی مدۃ ھمزۃ اللہ اکبر. او بائہ و ذالک مفسد و ان لم یشتمل فلانھم یبالغون فی الصیاح زیادۃ علیٰ حاجۃ الابلاغ والاشتغال بتحریرات النغم اظھار الصناعۃ النغمیۃ لا اقامۃ الصلاۃ. والصیاح ملحق بالکلام الذی

بساطه ذالک الصیاح. یعنی میں کہتا ہوں اس حدیث کا مقصود وہ خاص رفع نہیں جو ہمارے زمانے میں ہورہا ہے۔ بلکہ اصل رفع ابلاغ انتقالات کے لیے ہو (امام کے انتقالات تحریمہ۔ رکوع۔ سجود۔ سلام کو مقتدیوں تک پہنچانا) یہ خاص رفع جو ان بلاد میں لوگوں نے معروف کرلیا ہے تو یہ دور نہیں کہ مفسد نماز ہو کہ یہ رفع غالبًا (اکثر) مدہمزۂ اللہ۔ یاھمزۂ اکبر۔ یا مد باء اکبر پر مشتمل ہوتا ہے یعنی جو تکبیر کہتے ہیں وہ اللہ کے الف کو مد کے ساتھ **آللّٰہ اکبر** یا **اکبر** کے الف کو بڑھا کر **آکبر** یا باء کو کھینچ کر **اکبار** کہتے ہیں اور یہ کھینچ تان مفسد نماز ہے اور جن کا رفع اس کھینچ تان پر مشتمل نہ ہو اس اینچا تانی سے پاک ہو صحیح لفظ **اللّٰہ** اور صحیح لفظ **اکبر** ادا ہوتا ہو تو بھی اس لیے کہ وہ مکبر ین حاجت ابلاغ سے زیادہ صیاح (بلند آواز کرنے) میں مبالغہ کرتے ہیں اور **اشتغال صناعة نغمیه** میں اپنے کمال کے اظہار کے لیے نہ کہ اقامت عبادت کے لیے۔ اور **صیاح ملحق بالکلام** ہے جس کی بساط وہ صیاح ہے۔ یعنی یہ مکبر ین اپنی آواز کو سنوارنے اور بنا کر نکالنے میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں اور اتنی زور سے چلاتے ہیں جو ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے۔ امام کے انتقالات کو مقتدیوں تک پہونچانا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا مقصد کھینچ تان سے اپنی آواز کو سب سے زیادہ بلند اور کھینچ تان سے راگ راگنی کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ بلکہ آواز کو بنا کر لہریں لیکر نکالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے یہ اپنی نغموں بھری سریلی آواز کو سنانا چاہتے ہیں اور ضرورت سے زیادہ چلانا اور آواز بلند کرنا بھی ایک قسم کا کلام ہے جس کی بساط الفاظ نہیں آواز ہے۔ علامہ **ابن ھمام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه** کی **فتح القدیر** میں اس واضح تصریح نے مسئلہ کو بالکل صاف کردیا کہ امام کی تکبیرات و انتقالات کو مبلغ اور مکبر کے ذریعہ جو خود بھی امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو اور اس کا مقتدی ہو۔ تمام مقتدیوں اور جماعت تک پہنچانا سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت خلیفہ اول صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه** ہے۔ اور حدیث شریف کا ارشاد ہے۔ **علیکم بسنّتی و سنة خلفاء الراشدین من بعدی۔** یعنی تم پر لازم ہے میری سنت پر عمل کرو اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرو۔ اسی حدیث کا ایک حصہ یہ ہے **تمسکو ابها و عضوا علیها بالنواجذ. و ایاکم و محدثات الامور فان کل محدثة بدعة کل بدعةٍ ضلالة** یعنی میری اور خلفاء راشدین کی سنت اور طریقہ کو استعمال کرو اور اس طریقہ کو مضبوط تھام لو اور خبردار نئی نئی باتوں سے بچتے رہو اس لیے کہ ہر نئی بات جو مزاحم ومتصادم سنت اور سنت کی رافع ہو) بدعت ہے اور ہر ایسی بدعت گمراہی ہے۔

(ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجه)

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال :

۱۔ اس سنت مبارکہ قدیمہ کوختم کر دینا ہے اگر اس کے سبب مکبر قائم نہ ہوں۔

۲۔ یہ ایک ایسی بدعت کا اہم ترین عبادت میں ادخال و اجراء ہے جولہو ولعب گانے بجانے کھیل تماشوں میں زیادہ سے زیادہ اور عام طور پر رائج ہے اور آج کل ہر چھوٹی بڑی تقریب میں گندے اور فحش ریکارڈ بجائے جاتے ہیں اور عام طور پر مستعمل ہیں۔

۳۔ یہ ایک ایسی طاقت کے تابع ہے جسے الکٹرک کرنٹ کہا جاتا ہے۔ یہ کرنٹ نماز کے درمیان (ڈس کنکٹ) منقطع اور فیل ہوا تو امام کی تکبیر انتقالات امام ہی تک محدود رہ گئیں جماعت میں ایک فتنہ اور انتشار پیدا ہوگیا کوئی قیام میں ہے کوئی رکوع میں کوئی سجدہ میں ہے اور کوئی تذبذب میں۔

واقعہ: ایک استفتاء آیا کہ عید کی نماز آزاد میدان ممبئی میں ہورہی تھی ایک لاکھ کے قریب مجمع تھا پہلی رکعت میں قرأت کے درمیان لاؤڈ اسپیکر بگڑ گیا اور پوری نماز اس طرح ہوئی کہ کسی کوخبر نہ تھی کہ امام کس حال میں ہے۔ ایسی حالت میں نماز عید ہوئی؟ یانہیں اور کیا نماز دہرائی جائے؟ **بینوا تو جروا.**

یہ سوال کا جواب تو دے دیا گیا۔لیکن یہ ایک تنبیہ ہے کہ اہم ترین سنت کا ترک اور اس جگہ ایک بدعت کو اہمیت دے کر اس پر عمل ایسے ہی افراتفری انتشار اور فتنہ کا باعث ہوتا ہے اور عبادت مخصوصہ میں رخنہ ڈال کر اسے برباد کر کے شیطان کو ہنسی اڑانے کا موقع دیتا ہے۔

۴۔ لاؤڈ اسپیکر میں ایمپلی فائر ایک درمیان واسطہ ہے جو ایک ایسے شخص کے فیصلہ میں ہوتا ہے جو نماز میں شامل نہیں۔ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم ایمپلی فائر کے سوئچ پر اس کا قبضہ ہے۔ آواز گھٹانا بڑھانا اس کے اختیار میں ہے۔ مائک اور ایمپلی فائر کے درمیان اور ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر کے درمیان تار کا سلسلہ ہے ان تمام آلات کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ان تمام آلات و اشیاء کے خارج نماز ہوتے ہوئے نماز میں شامل و داخل کرنا اور ان کے ذریعہ ارکان نماز کا ادا کرنا بالکل مفسد نماز ہے۔

تنبیھ ذوی الافھام میں **علامه ابن عابدین** فرماتے ہیں۔

ادخال مالیس من الصلاة فی الصلاة یوجب فساد الصلاة یعنی نماز میں ایسی چیز کا داخل کرنا جو نماز سے نہیں نماز کو فاسد کرنے کا موجب ہے امام کی تکبیراتِ انتقالات کو کوئی ایسا شخص مقتدیوں تک پہونچانے کے لیے امام کے ساتھ تکبیر کہے جو خود امام کی نماز میں شامل نہیں۔ اس کی آواز پر لوگ رکوع وسجود کریں گے ان

کی نماز فاسد ہوجائے گی شامی میں ہے **المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصد الاحرام فلاصلاۃ لہ ولا لمن یصلی بتبلیغہ فی ھٰذہ الحالۃ لانہ اقتدأ بمن لم یدخل فی الصلاۃ** ۔یعنی مبلغ اور مکبر نے اگر محض تبلیغ کا قصد کیا یعنی امام کی تکبیر مقتدیوں تک پہونچانے کا قصد کیا اور خود تحریمہ کی نیت نہ کی تو ان کی نماز نہ ہوگی کیونکہ ان مقتدیوں نے ایسے شخص کی تکبیر کی اقتداء کی جو نماز میں داخل نہیں اور امام کے ساتھ نماز میں شامل نہیں ہوا۔ اس سے ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے جتنے آلات و اجزا ہیں کوئی نماز میں شامل نہیں اور کسی کا نماز سے کوئی واسطہ نہیں۔

لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز آتی ہے وہ امام کی اصلی اور پہلی آواز نہیں بلکہ امام کی آواز کی نقل اور آواز کا فوٹو ہے جس طرح پہاڑوں کے درمیان یا گنبد میں یا اونچے اور پختہ مکانات اور تالاب کے کنارے آواز کی نقل سنی جاتی ہے جسے عربی میں ''**صدا**'' اور فارسی میں ''صدائے بازگشت'' اردو میں ''گونج'' اور انگریزی میں ''ECHO'' (ایکو) کہتے ہیں اسی طرح امام کی آواز مائک میں پہونچتی ہے۔ اس کے پرزوں سے ٹکراتی ہے پھر اس کی کاپی کرنٹ اور تار کے ذریعہ ایمپلی فائر میں پہونچ کر وہاں سے تار کے ذریعہ کرنٹ کی طاقت سے لاؤڈ اسپیکر میں پہونچ کر پھیلتی ہے۔ یہ بعینہٖ امام کی آواز نہیں بلکہ امام کی آواز کی گونج ہے جو مائک کے پرزوں سے ٹکرا کر بجلی اور تار کے ذریعہ پھیلتی ہے۔ یہ صدا ہے اصل کی نقل ہے اصلی آواز نہیں۔

دستور العلماء میں صداء کے متعلق فرمایا۔ **اعلم ان الھواء المتموج الحاصل للصوت اذا صادم جسما املس کجبل او جدار و رجع ذلک الھواء المصادم بھیئۃ القھقری فحدث فی الھواء المصادم الراجع صوت شبیہ بالاول علی تفاوت قرب بحسب قرب المقام و بعدہ** یعنی ہوا کی موج آواز کو لے کر جب کسی ہموار اور چکنی چیز پہاڑ یا دیوار سے ٹکرا کر الٹے پیر لوٹتی ہے تو اس سے ٹکرا کر لوٹنے والی ہوا میں پہلی آواز کے مشابہ ایک آواز پیدا ہوتی ہے۔ یہی ٹکرا کر دوبارہ سنی جانے والی آواز ''صدا'' ہے جو پہلی آواز کے بعد سنی گئی۔ یہ صدا ٹکرانے والی جگہ کی نزدیکی اور دوری کے مطابق کم وبیش ہوتی ہے۔

اس سے یہ بات تو صاف ہوگئی کہ صدا کی آواز اصلی آواز نہیں بلکہ آواز کی نقل ہے۔ جو حکم اصلی آواز سے متعلق ہے وہ اس آواز سے نہیں۔ اس بناء پر سجدۂ تلاوت کے متعلق فقہائے کرام نے واضح فرمادیا کہ کسی نے آیت سجدہ تلاوت کی۔ یہ تلاوت کی آواز صدا ہوکر ٹکرا کر لوٹی۔ یہ صدا، اور لوٹتی ہوئی آواز جس نے سنی اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

تلاوت کرنے والے کی اصلی آواز جس کے بھی سننے میں آئی وہ **سمع** کا قصد کرنے والا ہو یا غیر قاصد ہر حال میں سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے **السجدة واجبة علی التالی والسامع سواء قصد سماع القراٰن اولم یقصد** یعنی سجدۂ تلاوت واجب ہے تلاوت کرنے والے پر اور سننے والے پر خواہ اس نے قصداً قرآن عظیم سنا ہو یا قصداً نہیں سنا اتفاقاً سن لیا۔لیکن اسی آیت سجدہ کو صدا کے آواز میں سنا تو سجدہ واجب نہیں۔ **فتاویٰ عالمگیریہ** میں ہے **و ان سمعها من الصدی لا تجب علیها**۔یعنی اس آیت سجدہ کو صدا سے سنا تو اس پر سجدہ واجب نہیں۔

مراقی الفلاح میں ہے **لا تجب سماعها من الصدی وهو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ و نحوها** یعنی صدا سے آیت سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اور صدا وہ ہے جو تیری آواز کے مثل تجھے جواب دے۔ پہاڑوں صحراؤں اور ان کی مثل میں۔

ان تصریحات سے ظاہر ہے کہ صدا اصلی آواز نہیں بلکہ آواز کی نقل ہے۔اس لیے نقل کی آواز پر آیت سجدہ سن کر سجدہ تلاوت واجب نہیں۔اسی طرح اگر امام کی آواز کی صدا مقتدیوں کو پہونچے وہ اس پر رکوع وسجود کریں ان کے یہ انتقالات امام کی اقتداء میں نہ ہوں گے کیونکہ **تلقن من الخارج** ہوگا وہ ان انتقالات میں غیر کی اقتدا کرنے والے ہوں گے اس لیے کہ یہ امام کی اصلی آواز نہیں بلکہ امام کی آواز کی نقل ہے

امام کی وہ آواز جس کا پہلا درجہ وہ ہے کہ امام کے منہ سے نکلی اور مقتدی نے سن لی۔اس سمع اول پر سجدہ تلاوت بھی سامع پر واجب اور اس کی اقتدا پر جو تحریمہ ورکوع وسجود ہو وہی درست ہوگا۔

اور اگر صدا کی کوئی حقیقت نہ مانی جائے یہی مانا جائے کہ امام ہی کی آواز ہے جو پرزوں سے ٹکراتی، چکراتی ہوئی برقی لہروں پر پہنچتی ہے۔اس کا یہ سماع پہلے درجے کا نہیں جو محض امام کی قوت سے پہونچتی ہے بلکہ مائک سے ٹکرائی اور برقی لہروں پر تاروں کے ذریعہ ایمپلی فائر میں پہونچی۔پھر بجلی اور تاروں کے ذریعہ لاؤڈ اسپیکر کے پرزوں سے ٹکرا کر مقتدی تک پہونچی ہے۔اس کا سماع سماعِ معاد ہے۔یعنی امام کی پلٹی ہوئی آواز ہے۔اس **سماع معاد** پر نہ سجدۂ تلاوت واجب نہ اقتدا درست۔اعلیٰ حضرت مجددِ دین وملت امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ محمد احمد رضا خاں **رحمة اللّٰه علیه** نے **الکشف شافیا** میں نہایت مختصر الفاظ میں کتنا واضح فیصلہ فرمادیا۔مختصر یہ کہ سجدہ سماع اول پر ہے نہ معاد پر اگرچہ سامع کی نظر سے مکرر نہ ہو۔اور شک نہیں یہ سماع معاد ہے۔جیسے

پہاڑوں، دیواروں،صحراؤں دریاؤں کے کناروں سے پلٹی ہوئی آواز۔ ایسے ہی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پہاڑوں، دیوار وغیرہ سے ٹکرانے والی صورت میں تو ایک ہی ٹکراؤ ہے لیکن لاؤڈ اسپیکر میں کتنے ذرائع، کتنی تبدیلیاں اور کتنی ٹکریں ہیں یہ لاؤڈ اسپیکر کے ماہر لوک ناتھ کی کتاب پبلک ایڈرس ایکوئپمنٹ یعنی ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر میں سے ہے۔

''لاؤڈ اسپیکر آواز کی مدد سے پیدا ہوکر اوسیلیشنز کو پھر سے آواز میں بدلتا ہے۔ یہ اس آواز کو اونچی نہیں کرسکتا جس طاقت کی الکٹرک اوسیلیشنز اسے ملیں اسی طاقت کے مطابق یہ ان کو آواز کی لہروں میں بدل کر آواز کو دہرائے گی۔ اگر ہم مائیکروفون جس میں ہماری آواز کی لہروں کو الکٹرک لہروں میں بدلا جاتا ہے کی تاریں کسی لاؤڈ اسپیکر کو لگادیں تو اس سے کوئی آواز نہیں نکل سکتی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر آواز کو اونچا کرنے کا کام نہیں کرتا یہ تو صرف الکٹرک اوسیلیشنز کو دوبارہ آواز کی لہروں میں بدلنے کا طریقہ ہے۔ مائیکروفون جس کے سامنے کھڑے ہوکر ہم بولتے ہیں وہ ہماری آواز کی لہروں کو الکٹرک اوسیلیشنز میں بدلتا ہے۔ اس اوسیلیشنز کو لاؤڈ اسپیکر میں گذرانے سے پہلے ان کو زیادہ طاقتور بنانے کی ضرورت ہوتی ہے ان کی طاقت کو بڑھانے کے کام کو ایمپلی فیکیشن کہتے ہیں۔ اس لیے اوسیلیشنز کو لاؤڈ اسپیکر میں گذرانے سے پہلے ایمپلی فائر میں سے گذارنا ضروری ہے۔ اس طرح کسی شخص کے گانے اور تقریر کی آواز کو اونچا کرنے کے لیے حسب ذیل چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے

۱۔ مائیکروفون (آواز کی لہروں کو الکٹرک اوسیلیشنز کی شکل میں بدلنے کے لیے)

۲۔ لاؤڈ اسپیکر (الکٹرک اوسیلیشنز کو پھر آواز میں بدلنے کے لیے)

۳۔ ایمپلی فائر (الکٹرک اوسلیشنز کو ایمپلی فائی کرنے کے لیے)

۴۔ الکٹرک (ای۔ایم۔ایف۔ہائی ٹیشن ۲۵ وولٹ کے لگ بھگ اور نوٹینشن ۶ وولٹ کے قریب''

زیر نظر عبارت میں خط کشیدہ فقرے خصوصی طور پر قابل غور ہیں۔

اس تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کی تکبیرات تحریمہ و انتقالیہ کو کئی مرحلوں سے ٹکرا کر متعدد تبدیلیوں سے گذر کر صدا اور صدا کی منزلوں کو پار کرکے مقتدیوں کے کانوں تک پہونچنا پڑتا ہے۔

یہ آواز سماع اوّل میں مائیکروفون میں ختم ہوگئی۔ سماع معاد میں بھی نہ رہی جو صدا میں ہوا کے ساتھ لوٹتی ہے بلکہ الکٹرک اوسیلیشنز تار۔ ایمپلی فائر۔ لاؤڈ اسپیکر میں تار تار اور پاش پاش ہوکر مقتدی تک پہونچتی ہے اس کے اگرچہ برقی طاقت کے سرعت کے ساتھ چشم زدن میں کانوں تک پہونچنے کے سبب سامع اور مقتدی کے نزدیک

کرّات و مرّات کا احساس نہ ہومگر اس میں شک نہیں کہ اس کا سماع سماعِ معاد اور صدا، صدا ہے جس پر رکوع و سجود امام کی اقتداء میں نہیں۔ بلکہ امام کی اس آواز کی اقتدا ہے جو برقی اوسیلیشنز، تار، ایمپلی فائر، لاؤڈ اسپیکر کے پردوں سے ٹکرا کر مائک کے ذریعہ متعدد تبدیلیوں کے بعد کئی گنا بلند ہوکر پہونچتی ہے تو جس طرح ایک آیتِ سجدہ صدا سے سننے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نماز میں اقتدا درست نہیں۔

علاوہ ازیں امام کو یہ معلوم ہے کہ مائک کے ذریعہ لاؤڈ اسپیکر پر تکبیرات انتقالیہ کو مقتدیوں تک پہونچانا ہے تو امام کا دل اس اہتمام کی طرف متوجہ ہوگا کہ آواز کو مائک اچھی طرح پکڑے اور مقتدیوں تک صاف آواز پہونچائے یہ ان کا ارادہ نماز کے درمیان مخل خشوع وخضوع ہے۔

''**بریقه محمود یه شرح طریقه محمدیه** میں ہے **ان شغل القلب بغير جنس الصلاة مانع من الخشوع** ۔یعنی نماز میں دل کا کسی غیر جنس نماز میں مشغول ہونا خشوع اور خوف کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ قلبی سے مانع ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اسٹیج پر قاری یا مقرر بار بار مائک کو دیکھتا ہے۔کبھی کبھی ہاتھ سے مائک کو سنبھال کر منہ کے سامنے برابر کرتا ہے تاکہ آواز کو مائک اچھی طرح قبول کرے۔

امام نماز میں یہ حرکتیں نہیں کرسکتا کہ نماز فاسد ہوجائے گی۔مگر مائک اور لاؤڈ اسپیکر کے مقصد کو پورا کرنے کے لیے عملاً نہ سہی ارادۃً اسے کچھ توجہ کرنی پڑے گی کہ آواز صاف پہونچے یہ نماز کی حالت میں غیر جنس نماز کی طرف متوجہ ہونا ہے ...... **بریقه محمودیه** میں ہے۔ **البدعة فی العبادة حرامٌ** ۔یعنی کسی بھی بدعت کو عبادت میں داخل کرنا حرام ہے ...... اور اوپر گذرا کہ لاؤڈ اسپیکر جو کہ کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے لیے ایجاد ہوا اسے نماز میں بجانا بدعت ہے، یہ کیسے جائز ہوگا۔

بہر حال نماز میں وہی امور جائز ہیں جو مسنون ہوں یا ماثور ہوں۔ جو افعال یا حرکات یا امور مطلقاً ماثور نہ ہوں وہ نماز میں مطلقاً ممنوع ہیں۔

بریقه محمودیه میں ہے **فغير الماثورة مطلقا ممنوع مطلقا** یعنی جو امور مطلقا غیر ماثور ہیں وہ مطلقا ممنوع ہیں۔ اس بناء پر ریڈیو پر جو قرآن عظیم تلاوت کیا جاتا ہے اور اکثر ملکوں سے قرأت کو براڈ کاسٹ کیا جاتا ہے ان میں جو آیاتِ سجدہ سنی جاتی ہیں ان سے سامعین پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ اس طرح ریڈیو پر تلاوت کے وقت اگر کوئی مصروف گفتگو ہے تو گنہگار نہ ہوگا مگر ریڈیو پر تلاوت کے وقت احتراماً سکوت و انصات افضل ہے۔

الغرض لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال ایک بدعت قبیحہ وشنیعہ ہے جو نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ اور خلفاء راشدین وصحابۂ کرام وائمہ عظام علیہم الرضوان کی سنت ماثورہ ومتوارثہ کے اہانت و اختتام کا باعث ہے۔ حالانکہ امام کی تکبیراتِ انتقالات کے لیے اسی امام کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والے کا امام کی نیابت میں امام کی تکبیراتِ انتقالات کو کثیر جماعت میں مقتدیوں تک پہونچانا ایک نہایت عظیم منصب اور اہم مسئلہ ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی نے **تنبیہ ذوی الافہام** میں اس اہم مسئلہ کو کیسے واضح انداز میں روشن فرمایا ہے، گویا وہ آج کے بدلتے ہوئے حالات کو چشم بصیرت سے مشاہدہ فرمارہے تھے، فرماتے ہیں۔ **ان التبلیغ منصب شریف قد قام بہ افضل الناس بعد الانبیاء والمرسلین ذوی المقام المنیف فلا بدمعہ من اجتناب ما احدثہ جھلۃ المبلغین الذین استولت علیھم الشیاطین من منکرات ابتدعوھا و محدثات اخترعوھا لکثرۃ جھلھم وقلۃ عقلھم وعدم اعتنائھم باحکام ربھم و بعد ھم عما ھو سبب قربھم و انھماکھم فی تحصیل حطام الدنیا و ترک التعلیم والموصل الی الدرجات العلیا** ۔یعنی بیشک تبلیغ (امام کی تکبیرات کو مقتدیوں تک پہونچانا) ایک منصب شریف ہے جس کے ساتھ **افضل الناس بعد الانبیاء والمرسلین ذوی المقام المنیف** (صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ**) قیام فرمایا (اس لیے یہ سنت صدیقی ہے) تو اس کے ساتھ ضروری ہے کہ وہ جاہل منکرات سے اجتناب کیا جائے جو وہاں جاہل مبلغین کرتے ہیں جن پر شیاطین مسلط ہو چکے ہیں ان جاہلوں نے یہ ممنوعات نکالی اور نئی باتیں اختراع کی ہیں۔ اپنے کثرت جہالت اور کم عقل اور احکام الٰہی کی طرف سے بے پروائی۔ اور جو باتیں اللہ کے قریب کرنے والی ہیں ان سے دور رہنے کے سبب اور حطام دنیا (دنیا کی لالچ) سمیٹنے کی کوششوں میں مصروف ہونے۔ اور ایسے علوم اور باتیں ترک کردینے کے سبب جو باتیں درجاتِ عالیہ اور بلند مرتبوں تک پہونچانے والی ہیں ان منکرات و بدعات ومحدثات مبلغین جاہلین کا بیان اوپر **فتح القدیر** سے گذرا۔ علامہ ممدوح نے کیسے واضح اور صاف الفاظ میں اور کتنے پیارے انداز میں تبلیغ تکبیرات انتقالیہ امام کو کثیر جماعت میں مقتدیوں تک پہونچانے کے مسئلہ کی اہمیت اور اس اہم مسئلہ میں مبلغین کی بدعات واختراعات کی شناعت پر زور دیا ہے اس سے لاؤڈ اسپیکر کی نماز میں استعمال کرنے کا مسئلہ نہایت آسانی اور تفصیل کے ساتھ حل ہوجاتا ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال یا تو ایک سنت کے مٹنے کا سبب ہوگا اگر مبلغین قائم نہ ہوئے یا پھر بے

ضرورت اس کا استعمال جومخل خشوع بھی ہے اور بے ضرورت اس میں صرف اسراف بھی۔ اور کبھی یہ دوسری آوازیں پکڑلیتا ہے یہ گانے بجانے لکچروں کی تو مسجد وہ بھی حالت نماز میں۔قوالوں اور رنڈیوں کے ناجائز گانوں اور دنیاوی جائز ناجائز باتوں لکچروں تقریروں کی آوازوں کے آجانے کا اندیشہ بھی جس کا وقوع نادرنہیں۔

طریقۂ محمودیہ میں حدیث شریف ہے۔ **عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مامن امۃ ابتدعت بعد نبیھا فی دینھا بدعۃ الااضاعت مثلھا من السنۃ** یعنی کسی امت نے اپنے نبی کے بعد اپنے دین میں کوئی نئی بدعت جاری نہیں کی مگر اس نے اس کی مثل سنت کو ضائع کر دیا۔

حدیقہ ندیہ میں ہے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا۔ **الا اضاعت تلک الامۃ ای ترکت واھملت مثلھا ای مثل تلک البدعۃ یعنی من جنسھا (الی ان قال) واعنیٰ ان الناس کلما ابتدعوا بدعۃ ترکوا من جنسھا سنۃ نبویۃ** یعنی اس امت کے ضائع کردینے کا مطلب یہ کہ اس امت نے ترک کردیا اور چھوڑ دیا اس بدعت کے مثل سنت کہ جو اس کی جنس سے ہے اور معنی یہ ہیں کہ بیشک لوگ جب جب کوئی بدعت نکالتے ہیں تو اس کی جنس سے سنتِ نبویہ کو ترک کردیتے ہیں۔

حدیث شریف کے معنی یہ ہوئے کہ جب کبھی کسی بدعت کو ایجاد کریں گے اس کی مثل سنت نبویہ کو ترک کردیں گے۔

قابل غور ہے کہ دنیا پر چھائی ہوئی لاؤڈ اسپیکر کی بدعت کو نماز میں اس لیے داخل کیا گیا کہ امام کی تکبیرات کی آواز مقتدیوں تک پہونچ جائے اس بدعت کے سبب اس کی مثل بلکہ اہم تر سنت نبویہ وسنت صدیقیہ کا ترک واہمال لازم آئے گا۔ امام کی تکبیرات مبلغ کے ذریعہ مقتدی تک پہونچنے کے بجائے اگر لاؤڈ اسپیکر اس کا ذریعہ ہوگا تو مبلغوں کو بے ضرورت سمجھیں گے اور مبلغ قائم نہ کریں گے۔ اس لحاظ سے اس کا استعمال بدعت مذمومہ مردودہ ہوگا کیونکہ یہ **رافع سنت** ہوگی اور مبلغین کے ہوتے ہوئے اس کا استعمال بےضرورت اسراف اور بہر صورت مانع خشوع اور بعض اوقات بہت زیادہ مانع کہ کبھی بہت بری ناگوار آوازیں پیدا کرتا ہے اور کبھی بند ہوجاتا ہے تو خشوع تو خشوع۔ اس کا بند ہوجانا نماز میں ایسی افراتفری پیدا کرتا ہے کہ توبہ بھی بھلی اور کبھی گانا سناتا ہے کبھی لکچر کبھی ہنسی مذاق، دل لگی کی گفتگو۔ **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

ایسے دور بدعات اور اس زمانۂ شیوع مفاسد کے لیے **عالم ماکان ویکون صلی اللہ علیہ وسلم** کی حدیث شریف **مشکوٰۃ** میں **بیھقی** سے مروی ہے **عن ابی ھریرۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم**

من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجر مائة شهید یعنی جس نے میری سنت کو ایسے وقت میں قائم رکھا جبکہ امت فساد میں مبتلا ہو اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

حدیقه ندیه میں ہے، اس حدیث کی شرح یوں فرماتے ہیں:

من تمسک بسنتی ای احتفظ عن العمل بها عند فساد امتی باتباع الاهواء والبدع بحیث تصیر نفوسهم لا تطمئن فی الاعمال والمعاملات الا الی الوساوس الشیطانیة ولا اختراعات العقلیة مع علمهم بالسنن النبویة والمقادیر والحدود الشرعیة وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا یعنی حدیث میں **من تمسک بسنتی** کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میری سنت پر عمل جاری رکھ کر اس سنت کی حفاظت کرے گا۔ میری امت کے فسادوں کے وقت یعنی نفسانی خواہشات سے بدعتوں میں ایسے مشغول ہوں کہ ان کے نفوس، اعمال و معاملات میں بغیر وساوس شیطانیہ اور اختراعات عقلیہ کے مطمئن نہ ہوں۔ باجود یہ کہ انہیں سنن نبویہ اور مقادیر و حدود شرعیہ کا علم ہو اور وہ بدعتِ مذمومہ پر عمل کریں اور سمجھیں کہ ہم نیک کام کر رہے ہیں۔

اب یہی دیکھئے کہ جہلاء تو جہلاء علماء اس بلا میں مبتلا ہیں۔ نماز کے وقت اس بدعت کے استعمال کو جو واضح بدی ہے نیکی سمجھ رہے ہیں۔ اس کے جواز کے لیے کیا کیا تنگ بندیاں، چک پھیریاں کرتے پھر رہے ہیں۔ اس بدعت قبیحہ کو جو ایک صورت میں رافع سُنّت ہے اور دوسری صورت میں غیر ضروری ہے' ضروری بنا رکھا ہے۔ اور تقریر کے وقت جب مجمع کثیر ہو اس وقت لاؤڈ اسپیکر سے کام لیا جاتا تو اور بات ہے مگر اب تو یہ فیشن میں داخل ہو گیا ہے ضرورت ہو یا نہ ہو، شو بڑھانے کے لیے، شان و شوکت جتانے کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔ بالکل تنگ جگہ جہاں سو پچاس آدمیوں کا مجمع بھی نہ ہو سکے وہاں اس کا ہونا لازمی ہے جیسے اب ریڈیو ہر گھر میں، ٹرانسٹر ہر ہاتھ میں دیکھا جا رہا ہے بلکہ لوازمِ زندگی بنتا جا رہا ہے۔ یہاں تک دیکھا گیا کہ مجمع تین نفر سے زیادہ نہیں مگر لاؤڈ اسپیکر تخت پر یا منبر کے سامنے زینتِ مجلس بنا ہوا ہے اور اب تو مقرر کے لیے اس کا مقرر ہونا ضروری ہے ورنہ مقرر صاحب کو تقریر کرنے میں تکلف و تامل ہوتا ہے۔ **لا حول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم**

بے ضرورت جب لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی تقریر کے لیے بھی اجازت نہیں ہو سکتی۔ اسراف کے پیش نظر اپنے پیسے سے یا اس کے لیے چندہ کے پیسوں سے۔ تو نماز میں بے ضرورت اس کے استعمال کو اگرچہ ان خرابیوں کا اندیشہ سے یہ پاک بھی ہوتا۔ کیسے اجازت ہو سکتی ہے۔ وہ بھی مسجد کے پیسے سے۔ **والعیاذ باللّٰه تعالیٰ**

شانہ۔ آج کل اہل علم بھی لاؤڈ اسپیکر کو جو نماز میں **مصادم سنت** ہونے کے پیش نظر ایک صورت میں اور دوسری صورت میں اسراف کو دیکھتے ہوئے کہ **بدعتِ مذمومہ محرمہ** ہے۔ علاوہ بریں وہ خرابیاں جن کا وقوع ہوتا رہتا ہے اس سب کو نظر انداز کر کے اس کو نماز میں استعمال کرنے کرانے اور اس کے جواز کے اثبات کے درپے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس بدعت کو نماز میں داخل کر کے **سنت نبویہ و صدیقیہ تبلیغ خلف الامام** کو مٹانے والے ٹھہر رہے ہیں۔ اور دوسری صورت میں کس کس خرابی کے مجوز بن رہے ہیں۔ **نسئل اللہ العفو والعافیۃ**

بے انتہا افسوس کہ اکثر مساجد میں اسے مستقل طور پر لگا رکھا ہے ہر وقت کی نماز میں کھلا رہتا ہے۔

فقیر نے **دلائل قاطعہ واضحہ** سے ثابت کردیا ہے کہ نماز میں اس کا استعمال ناجائز اور اس کی آواز پر تحریمہ سے اقتدا نا درست اور محض اس کی آواز پر انتقالات سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

حرمین طیبین اور ممالک اسلامیہ کا حوالہ دیا جاتا ہے حالانکہ آج کے زمانے میں حکومتِ سعودیہ اور ممالک اسلامیہ میں **شرائع و شعائر اسلامیہ** کا **معاذ اللہ** جو مضحکہ اڑایا جا رہا ہے اور **محرمات و ممنوعات شرعیہ** کا جس آزادی کے ساتھ استعمال ہو رہا ہے جس طرح احکام دینیہ کی **نعوذ باللہ** پامالی ہو رہی ہے ناقابل بیان اور ایک سچے صحیح العقیدہ سنی مسلمان کے لیے ناقابل برداشت ہے۔

ع ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے

ع آپ سنئے گا تو شرمایئے گا

کیا ان ممالک کے کھلم کھلا خلاف شرع اعمال و افعال و حرکات کو جہلا سند بنا کر داڑھی کٹانے منڈانے اور تصویر کھینچانے اور ریڈیو کے گانے وغیرہ کو جائز سمجھیں گے ......؟ جن میں ان ممالک کے جدید الخیال مدعیان علم بھی بے دھڑک مبتلا ہیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون**۔ کیا مکہ معظّمہ میں گھر گھر، دوکان دوکان ریڈیو نہیں جن سے علی الاعلان گانے سنے جا رہے ہیں۔ مصر سے گانے والی سے گانا سنا جا رہا ہے اور اب تو سننے میں آیا ہے کہ وہاں گھر گھر ٹیلی ویژن ہو گیا ہے۔ کیا مکہ معظّمہ میں کسی نے تصاویر لٹکی نہیں دیکھیں؟ دیکھنے والوں نے تو خاص حرم شریف کے بیرونی دیوار پر ابن سعود کی بہت بڑی سائز کی تصویر لٹکتی دیکھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ہم پر صرف شریعت مطہرہ کا اتباع لازم ہے قرآن کریم میں حضور اکرم ﷺ کو مخاطب کر کے فرمای گیا ہے ...... **ثم جعلنک علی شریعۃ من الامر فاتبعھا ولا تتبع اھواء الذین لا یعلمون**۔ (**سورۃ الجاثیۃ ۱۸**) یعنی پھر ہم نے دین کے کام کے عمدہ راستہ پر آپ کو کیا تو آپ اسی راستہ پر چلو اور نادانوں کی خواہش کا ساتھ نہ دو ...... حضرت سیدنا داؤد

خلیفہ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کر کے فرمایا لا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ (سورہ صٓ ۲۶) یعنی خواہش کے پیچھے نہ جا کہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے۔

عیدین جمعہ اور بعض مساجد میں پنجگانہ نمازوں میں حرمین شریفین میں تو ہر نماز میں لاؤڈ اسپیکر اس قدر عام ہے کہ ان لوگوں کی اس جدت طرازی اور بدعت نوازی اور سنت نبویہ صدیقیہ کے ساتھ بغاوت اور عبادت مخصوصہ نماز میں بدعت یورپ کی دخل اندازی پر جتنا بھی ماتم کیا جائے کم ہے۔

عالم اسلام کے بڑے بڑے علماء بھی اس بدعت فاسدہ کی طرف توجہ نہیں فرماتے ہیں اور اس امر پر غور نہیں کرتے کہ اس کے سبب ایک اہم سنت نبوی وصدیقی اور منصب شریف تبلیغ خلف الامام کی اضاعت اور اہانت لازم آتی ہے اور ان مسلمانوں کی نمازیں فاسد و برباد ہوتی ہیں جو محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر ارکان نماز ادا کرتے ہیں۔اس بدعت شنیعہ کے نماز میں استعمال کے خلاف اقدام (احتجاج وقت کی اہم ضرورت ہے۔ ہر مسلمان کو اپنے کردار و گفتار سے اس بدعت کے خلاف آواز اٹھانا چاہئے۔ ہر شخص وسعت بھر نماز میں اس کے استعمال سے بیزاری کا اظہار کرے لاؤڈ اسپیکر کو نماز کے وقت معطل کر کے تبلیغ مسنون کے لیے مبلغین کے تقرر کا پر زور مطالبہ کرنا لازم جانے۔

فقیر نے مدینہ طیبہ میں محکمۂ امر معروف کے نائب امیر سے پینتالیس منٹ تک بے تامل بغیر کسی جھجک اور خوف کے اس بدعت کے نماز میں استعمال پر آزادانہ بحث کی اور اس کا عدم جواز ثابت کیا پینتالیس منٹ کی بحث کے بعد اس کا صرف یہ جواب تھا اعرضک عند القاضی۔

آج بھی بعونہ تعالیٰ و توفیقہ فقیر کا۔ایۃ کریمہ۔ واستقم کما امرت ولا تتبع اھوائھم (سورۃ الشوریٰ ۱۵) پر عمل ہے کہ جیسا تجھے حکم دیا گیا اس پر مستقیم رہ اور ان کے نفسانی خواہشات کی پیروی نہ کر اور یہ بھی دیکھ رہا ہے۔ ان کثیرا لیضلولن باھوائھم بغیر علم، بے شک بہترے اپنے ہواء نفس اور خواہشوں سے گمراہ کرتے ہیں بغیر علم کی جہالت سے نئی روشنی والے جدت پسند جدید الخیال بااثر مدعیان علم کو جو نماز جیسی عبادت عظیمہ میں اس نو ایجاد بدعت لاؤڈ اسپیکر کو داخل کرنا اچھا سمجھتے ہیں۔ ان کو فقیر اس آیت کریمہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ.

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو سمجھنے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اپنے حلقۂ اثر میں بحمد اللہ تعالی و توفیقہ حدیث شریف۔ من رأ منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ

(یعنی تم میں سے جو کوئی کسی منکر اور ممنوع و خلاف شرع کام کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے مٹادے) پر عمل ہے اور یہاں اہلسنّت و جماعت کی کسی مسجد میں اس کا استعمال نہیں ہوتا اور کبھی کسی ایسی جگہ جانا ہوا جہاں لاؤڈ اسپیکر نماز میں استعمال ہوتا ہے وہاں حدیث شریف **ومن لم یستطع فبلسانه** (جو اپنے ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے اس کی مذمت اور برائی بیان کردے) پر عمل کر کے حدیث شریف **الدین نصیحة** (یعنی دین اسلام نصیحت ہی ہے) کے مطابق مسئلہ کو سمجھا کر نصیحت کردی اور اپنی موجودگی میں اس کے استعمال سے باز رکھا۔ اور مختصر تقریر میں عرض کردیا کہ نماز اہم رکن اسلام اور عظیم فرض اور افضل ترین عبادت ہے۔ نماز کو صحیح طور پر عبادت اور فرض الٰہی سمجھ کر جب ارشاد نبی کریم **علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔ صلوا کما رائیتمونی اصلی.** اسی مخصوص طریقہ سے ادا کرنا چاہئے جس طرح حضور اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین وصحابہ کرام وائمہ عظام **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم** نے ادا فرمائی۔ حدیث شریف میں ہے **الصلوۃ عماد الدین**۔ یعنی نماز دین کا ستون ہے اس کی شرح **مناوی** نے **تیسیر** میں فرمای۔ **فالصلوۃ تحقیق العبودیة واداء حق الربوبیة** یعنی نماز بندگی کا اثبات ہے اور اپنی عبدیت اور مالک حقیقی کا حق ربوبیت ادا کرنا ہے۔ اور بھی حدیث شریف میں ہے **الصلوۃ عماد الدین** (یعنی نماز دین کا عماد (کھمبا) ہے۔ مناوی میں ہے۔ **فقوام الدین لیس الا بھا کما ان البیت لا یقوم الا علی عمودہ** یعنی دین نماز کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ مکان کھمبوں کے بغیر قائم نہیں ہوتا۔ اور بھی حدیث شریف میں ہے......**الصلوۃ میزان ای ھی میزان الایمان فمن اوفیٰ بھا ای حافظ علیھا بمواجب و مندوبھا استوفی ماوعد به من الفوز بدار الثواب والنجاۃ من عذاب الیم.** یعنی نماز ایمان کا ترازو اور کانٹا ہے تو جس نے پوری دیانتداری اور مقررہ ضابطہ کے ساتھ ادا کیا اس طرح کہ نماز کے تمام واجبات اور مندوبات کے ساتھ نماز کی حفاظت کی اسے اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا جس کا اس سے وعدہ کیا گیا ہے **دار ثواب** حشر میں کامیابی کا اور **عذابِ الیم** سے نجات کا۔

ظاہر ہے کہ عمارت کے ستون کو تعمیر کے مقررہ قواعد وضوابط کے مطابق پختہ اور مضبوط بنیاد پر قائم کیا جاتا ہے کیونکہ اس ستون پر عمارت کے استحکام کا دار و مدار ہوتا ہے اندر سے کھوکھلا ستون پوری عمارت کو کمزور رکھے گا خواہ اوپر ظاہری نمود ونمائش اور لیپ پوت کو کتنا ہی خوبصورت ورنگین بنادیا جائے۔

نماز دین کا ستون ہے مرکز ہے۔ ایمان کا میزان ہے اس لیے نماز کو ہر حیثیت سے مقررہ ومنضبط قواعد و ضوابط کی پوری پابندی کے ساتھ پختہ اور مضبوط رکھنے کے لیے اس بنیاد کو مستحکم رکھنا فرض ہے جو حضور اکرم ہادیٔ

اسلام علیه الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرماتا ہے اسے ہر لغو سے بچانا ضروری ہے۔

لاؤڈ اسپیکر ہو یا اور کوئی لغو چیز۔ **قال اللہ تعالیٰ. قد افلح المومنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون** ۔ بیشک فلاح کو پہونچے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں خشوع اور عاجزی سے گڑگڑاتے ہیں اور جو لغوبات سے اعراض کرتے ہیں اور بچتے ہیں۔

تفسیر کبیر میں۔ **عن اللغو معرضون** کے تحت ہے **انه یدخل فیه کل ماکان حراما او مکروها اوکان مباحا لکن لا یکون بالمرء الیه ضرورة و حاجة** یعنی لغو میں ہر وہ چیز داخل ہے جو حرام ہے یا مکروہ ہے یا مباح ہے لیکن انسان کو اس کی نہ ضرورت ہے نہ حاجت۔

لاؤڈ اسپیکر کے نماز کے وقت استعمال کو اگر کوئی مباح سمجھے تو وہ بھی اس کے بے ضرورت ہونے سے انکار نہیں کرسکتا۔

اس آلہ کے ایجاد ہونے سے پہلے بھی حضور اقدس ﷺ کے زمانۂ مبارک سے اب تک بڑی بڑی جماعتوں کے ساتھ نمازیں ہوتی رہیں کبھی اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ سنت صدیقی تبلیغ تکبیراتِ انتقالات امام جیسے منصب شریف وجلیل سے ضرورت و حاجت پوری ہوتی رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ یہ تبلیغ بھی داخل عبادت ہے اسے چھوڑنا اور ضرورت کے لیے اسے استعمال نہ کرنا کتنی حماقت و جہالت اور لاؤڈ اسپیکر میں صرف کتنا بد اسراف ہے۔

قرآن عظیم کا ارشاد ہے **والذین هم علی صلواتهم یحافظون اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون.** یعنی وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں (یعنی وقت پر ادا کرتے ہیں کوئی نماز قضا نہیں کرتے اور کبھی کسی عذر شرعی سے قضا ہوجائے تو اسے ادا کرلیتے ہیں اور فضول باتوں سے بچالیتے ہیں! ایسے ہی لوگ فردوس کے وارث ہیں اور فردوس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چونکہ نماز اہم ترین عبادت ہے اسے عبادت ہی کی طرح ادا کرنا چاہئے اور اجتماعات ومجالس کی طرح لاؤڈ اسپیکر کے شور وشغب سے پاک رکھنا چاہئے۔ قرآن عظیم کی سورۂ ماعون میں۔ **هم عن صلاتهم ساهون.** کے متعلق (درمنثور میں ہے۔ **عن صلاتهم ساهون قال مجاهد لاهون** یعنی مجاہد نے ساهون کا مطلب لاهون فرمایا ہے (**اخرج ابن جریرو ابن المنذر وابن ابی حاتم عن مجاهد**) یعنی اپنی نمازوں کو لہو اور کھیل بناتے ہیں یوں بھی اس کھیل تماشے اور باجے گاجے سے نماز کو بچانا اور محفوظ رکھنا چاہئے۔

عیدین جمعہ اور ہر نماز وعبادت کی روح خشوع وخضوع ہے جسے سکون و اطمینان کے ساتھ طریقۂ مسنونہ و متوارثہ کے مطابق ادا کرنا تقاضائے عبدیت و ادائے حق ربوبیت ہے جو کام یا چیز مخل خشوع وخضوع وسکون و اطمینان ہو اس سے احتراز لازم ہے۔ لاؤڈ اسپیکر ہو یا کچھ اور۔

اگر کوئی کہے کہ مبلغ تو صرف تکبیرات انتقالیہ کی تبلیغ کرتا ہے قرأت کی آواز نہیں پہونچا سکتا۔ لاؤڈ اسپیکر اس ضرورت کے لیے استعمال کرتے ہیں کہ امام کی آواز سارے مقتدیوں تک پہونچے۔ ایسا کہنا اور خیال کرنا زیادتی ہے اور یہ اس کی نادانی ہے کہ وہ اسے ضرورت سمجھ رہا ہے حالانکہ شرعی نقطۂ نگاہ سے یہ بلکہ غیر ضروری ہے اگر سارے مقتدیوں تک قرأت کا پہونچنا ضروری ہوتا تو شــــارع نے اس کا بھی کوئی طریقہ مقرر فرمایا ہوتا۔ حسب ارشاد قرآن حکیم **الیوم اکملت لکم دینکم.** میں نے تمہارے دین کو آج مکمل فرمادیا۔ دین کامل ومکمل میں کوئی ایسی کمی اور نقص نہیں جسے اب یا کبھی کسی طرح پورا کرنے کی حاجت ہو۔ خود امام کے لیے میانہ روی کا حکم ہے کہ قرأت میں آواز نہ بہت بلند کرے نہ بہت پست۔ اللہ عزوجل نے حضور اکرم ﷺ کو ارشاد فرمایا **ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها و ابتغ بين ذالک سبيلا** ۔یعنی اپنی نماز میں آواز نہ بلند کیجئے نا بالکل پست اور درمیان راہ اختیار کیجئے۔ حدیث شریف ہے حضور اکرم ﷺ ایک رات حضرت ابوبکر صدیق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** پر گذرے حضرت صدیق پست آواز میں تلاوت فرمارہے تھے پھر حضرت فاروق اعظم **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کی طرف تشریف لے گئے آپ نہایت بلند آواز سے تلاوت فرمارہے تھے۔ حضور نے دونوں کی وجہ پوچھی صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** نے عرض کی **اسمعت من انا جيه** یعنی جس سے مناجات کررہا ہوں اسے سناتا ہو اوروں سے کیا کام۔

فاروق اعظم **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** نے عرض کی **اطرد الشيطان و اوقظ الوسنان** یعنی میں شیطان کو بھگاتا ہوں اور سوتوں کو جگاتا ہوں۔ یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی شیطان بھاگے گا اور تہجد کرنے والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو وہ جاگ کر تہجد ادا کرے گا، اس لیے اس قدر بلند آواز سے تلاوت کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ **کلکم قد اصاب** تم سب ٹھیک خیال پر ہو۔ مگر اے صدیق تم قدرے آواز بلند کرو اور اے فاروق تم قدرے پست کرو۔ (از ملفوظ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ بقدر حاجت) فاروق اعظم کی کتنی محمود نیت تھی۔ پھر بھی حضور نے انہیں آواز قدرے پست کرنے کی ہدایت فرمائی۔

جہاں تک امام کی آواز تکبیر وغیر پہونچ رہی ہے وہاں تک مبلغ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ امام کی معتدل آواز

ہی اگر مقتدیوں کے لیے کافی ہوتو مبلغ کی حاجت نہیں جب جماعت کثیر ہوں تو جہاں تک امام کی آواز کافی ہوتو مبلغ کی حاجت نہیں مبلغ کے ذریعہ سنت صدیقی پرعمل کرکے حسب ضرورت مبلغ قائم کئے جائیں اور امام یا مبلغ حاجت سے زیادہ ہرگز آواز بلند نہ کریں۔عیدگاہ، ہو یا مسجد یا میدان کہیں بھی اعتدال شرعاً وعقلاً محمود ومطلوب و محبوب ومرغوب ہے۔ بے اعتدالی نامحمود وسخت معیوب ہے۔ بے حساب چیخنا، بے تک چلانا بیہودہ کام ہے۔مسجد میں چلانے سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔حدیث شریف میں فرمایا۔ **جنبوا مساجد کم صبیانکم و مجانینکم و خصوماتکم و رفع اصواتکم** او کما قال **علیہ الصلاۃ والسلام.**

جب مسجد میں اس کی ممانعت ہوتو اس گلے پھاڑ لاؤڈ اسپیکر کی بیہودگی کا نماز میں **رب قھار و جبار** کے حضور میں ہونا کتنی شنیع بات ہے۔مبلغوں کی کان پھاڑ آواز کی کثرت ایک شور برپا کردیتی ہے۔

امام ہی کا وقت خطبہ وقرأت ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا مکروہ ہے اور ان کا حد سے زیادہ چلانا سخت معیوب اور ناحق اپنی جان کو تعب میں ڈالنا ہے اور یہ ہر عاقل کے نزدیک بھی شدید عیب ہے۔اگر مقصود ریا ہے جب تو ظاہر ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم۔

تنبیہ ذوی الافھام کی اوپرعبارت گذری **فلا بدمعہ من اجتناب ماأحدث جھلۃ المبلغین استولت علیھم الشیاطین من منکرات ابتدعوھا.**

وہیں علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں۔ **ومن ذالک دفعھا لصوت زیادۃ علی قدرالحاجۃ بل یکون المقتدیون قلیلین یکتفون بصوت الامام فیرفع المبلغ صوتہ حتی یسمعہ من ھو خارج المسجد و قد صرح لی السراج بان الامام اذا جھر فوق حاجۃ الناس فقد اساء فکیف بمن لا حاجۃ الیہ اصلا.**

یعنی جہلاء نے استیلائے شیاطین کے سبب جومنکرات و بدعات ومحدثات اپنے کثرت جہل وقلت عقل اور احکام الٰہیہ کے عدم امتیاز اور قربِ الٰہی سے بُعد اور دنیاوی نام آوری کے لیے اختراع کئے اور جن سے اجتناب اور بچنا ضروری ہے ان میں سے ایک آواز کو حاجت سے زیادہ بلند کرنا ہے کہ کبھی مقتدی اتنے ہی ہوتے ہیں کہ ان کے لیے امام کی آواز ہی کافی ہوتی ہے اور مبلغ اتنی زور سے چلاتے ہیں کہ ان کی آواز مسجد سے باہر کے لوگ بھی سنتے ہیں زور سے چلاتے ہیں جہاں تک ایک مبلغ کی آواز پہونچے وہاں تک دوسرا مبلغ نہ ہو۔پہلی ہی صف میں مبلغ ہوتا ہے اور پھر اورصفوں میں بےضرورت کتنے مبلغ بن جاتے ہیں جب بےضرورت مبلغ کا قیام اساء

ت ہے تو ان مبلغوں کی اس بے تکی چلاہٹ آس پاس کے مقتدیوں کے لیے سخت باعث اذیت اور یہ چلاہٹ لوگوں کے خشوع وخضوع کی بربادی کی علت ہے اور سبب انتشار ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی یہ بدعت عظیم شناعت ہے۔ سراج میں تصریح ہے کہ امام نے نے مقتدیوں کی حاجت سے زیادہ زور سے آواز بلند کی تو اس نے برا کیا۔ بلکہ حضرت **امام ابن الهمام** صاحب **فتح القدير بانه مرتبه اجتهاد** نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ **صياح ملحق بالكلام** ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی شناعت کا کیا جو بے محل اور قطعی بے حاجت ہے۔ بلند آواز جو ضرورت سے زیادہ ہو جب سوء ادب ہے۔ اور جب کہ صحابۂ کرام **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم** کو حضور اقدس ﷺ کے حضور ایسے جہر اور بلند آواز سے قرآن عظیم نے ممانعت فرمائی **تجهر إنْ بالقول (سوره طٰه ۷)** اس سے معلوم ہوا کہ بڑوں کے سامنے ضرورت سے زیادہ تکبیر کے وقت چلاّنے کی بدترین شناعت ظاہر ہوئی۔ اور پھر حالت نماز میں حضور خداوندی میں ایسا چلانا کتنا بد ہے ۔اور اگر اظہار صناعات نغمیہ کے لیے راگ راگنی پر مشتمل ہو، جب تو **معاذ الله**، اسکی شناعت کا کیا کہنا۔ **العياذ بالله**۔

حضرت علامہ **ابن عابدين شامی** نے **تبليغ خلف الامام** کے سلسلہ میں جو تحقیق فرمائی اس سے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی شناعت بالکل ظاہر ہے۔

اگر کوئی احمق جاھل، وہابی کی طرح اس کے قرآن وحدیث یا ائمہ کی ممانعت کا جزئیہ طلب کرے تو اس کا منہ بند کرنے کے لیے بھی علامہ شامی **قدس سره** نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ اسے بھی نقل کردینا مناسب ہے۔ **تنبيه ذوی الافهام** کے آخر میں توضیح وتصریح فرمائی۔ **ليس كل مسئله مصرحا بها فان الوقائع والحوادث تتجدد بتجدد الازمان ولو توقف على للتقرر بكل حادث لشق الامر على العباد. بل يذكرون قواعد كلية تندرج فيها مسائل جزئية فيجوز لمفتى استخراجها من ذالک.**

یعنی ہر مسئلہ ایسا نہیں جس کی تصریح کی گئی۔ کیونکہ وقائع وحوادث زمانہ کے تجدد سے نئے نئے پیدا ہوئے ہیں۔ تو اگر ہر مسئلہ کو تصریح پر موقوف رکھا جائے تو بندوں پر امر شاق ہوجائے۔ بلکہ فقہا **قواعد كليه** بیان فرمادیتے ہیں جن میں **مسائل جزئيه حادثه** کا حکم مندرج ہوتا ہے تو مفتی کے لیے جائز ہے کہ **قواعد كليه** سے مسائل جزئیہ کو نکالے اس کے چند سطور کے بعد حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه** کی **شرح هديه ابن العماد** سے نقل فرمایا **ان المسائل المدونه فی الفقه ما يتكلمون عليها من حيث كلياتها لا من حيث جزئياتها فلا يقال فی الجزئيات التی انطبق عليها احكام الكلية انها غير منقولة ولا**

مصرح بها. یعنی فقہ کے مدون و مرتب مسائل میں فقہا کلیات کی حیثیت سے کلام کرتے ہیں جزئیات کی حیثیت سے نہیں تو ایسے جزئیات جن پر کلیات کے احکام منطبق ہوں ان جزئیات کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ جزئیات غیر منقولہ اور غیر مصرح ہیں۔

ان واضح ارشادات وتصریحات کے پیش نظر آخر میں علامہ ابن عابدین نے **تنبیہ ذوی الافہام** میں مبلغین ومکبرین کے عین نماز میں منکرات وقبائح متعارفہ کے متعلق جو فرمایا وہی کلمات حرف بہ حرف لاؤڈ اسپیکر کے نماز میں استعمال پر منطبق ہیں **ھذا الذی ذکرنا من المنکرات التی یفعلھا المبلغون نبذۃ من قبائحھم التی تعارفوھا فی نفس الصلاۃ.** یعنی یہ جو ہم نے ذکر کیا ان منکرات کا جنہیں مبلغ کہتے ہیں یہ ان قباحتوں، بدیوں، برائیوں سے کچھ ہیں۔ جن کو انھوں نے متعارف کر رکھا ہے نماز کے اندر مزید برآں **طریقہ محمدیہ** میں ہے۔ **اذا تردد فی شئی بکونہ سنۃ و بدعۃ فترکہ لازم**۔ اس کی شرح **حدیقہ ندیہ** میں ہے **وما تردد بین البدعۃ والسنۃ ترکہ کان ترک البدعۃ لازم و اداء السنۃ غیر لازم.** یعنی جس امر کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہوتو اسے ترک کرے کہ بدعت کا ترک کردینا لازم ہے اور سنت کا ادا کرنا لازم نہیں جب بحالت تردد ترک بدعت لازم، تو لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال تو یقینی **بدعت محرمہ** ہے کہ **رافع سنت قدیمہ** ہے اور یہ بات آفتاب کی طرح روشن ہے جس میں ذرا بھی شک وتردد کی گنجائش نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد لہو ولعب میں استعمال کے لیے ہوئی۔ یورپ کے تھیٹروں کلبوں اور ڈانس گھروں اور گانے بجانے میں اس سے کام لیا جاتا رہا ہے۔

اس کی نماز میں استعمال سے ایک سنت عظیمہ شریفہ، سنت صدیقیہ **تبلیغ خلف الامام** پر سخت ضرب پڑتی ہے۔ نماز میں اس کا استعمال بہت سے مفاسد کا مجموعہ ہے۔ اس لیے فقیر کے نزدیک نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع اور اس پر ان کی نماز ناجائز، جو بھی اس کی آواز پر نماز پڑھیں۔

ھذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ عز مجدہ اتم و احکم فنسئال اللہ تعالیٰ. دوام التوفیق والھدایۃ الی اقوم الطریق و ان یوفقھا الی الساعۃ والقیام علی السنۃ فی الصلاۃ و سائر العبادت و یحفظنا من الخطا و الخلل و یحمینا من الزیغ والزلل و یرزقنا الاخلاص فی القول والعمل و احسن ختامنا عند انتھاء الاجل و صلی اللہ تعالیٰ وسلم و بارک علی سیدنا و مولانا محمد مظھر لطفہ الاکمل و نور عرشہ الاجمل علیٰ آلہ و اصحابہ ذوی المقام الاعز و الاجل قد فرغت عن

تسوید ھٰذا الفتویٰ یوم الجمعہ ثمان و عشرین من الشھر الفاخر الربیع الاخرسنۃ الف و ثلث مائۃ و تسعین والحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سید الاولین والاٰخرین سیدنا مولانا محمد رسول اللہ. صادق الوعد الامین و علیٰ آلہ و صحبہ الطیبین الطاھرین. آمین

الفقیر عبدالباقی محمد برھان الحق القادری

تقریظ لطیف و تصدیق منیف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہندمولانا الحاج الشاہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی متع اللہ تعالیٰ المسلمین بفیضہ الصوری والمعنوی۔

۷۸۶

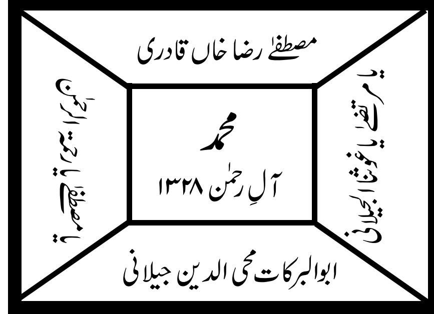
الحکم الحکم الجواب الجواب حضرت المجیب سلمہ القریب المجیب الحفیظ الرقیب قد اصاب بعون اللہ العزیز الوھاب واللہ تعالیٰ عزجلالہ و عم نوالہ اعلم بالصواب۔

فی الواقع کوئی بھی صورت سمجھی جائے اصل آواز کے بجائے اس کی نقل دور کے لوگ سنیں یا یہی کہ اصل آواز ہی انہیں پہنچی۔مگر خود امام کی قوت سے نہیں پلٹی۔ یہ پلٹی ہوئی آواز دوسری قوت سے پہنچی۔ اعتبار اس کا ہے جو بلا شرکت غیر سے پہونچے امام کی قوت سے جو فضا میں خلا پیدا ہوا امام کی آواز اس کی قوت سے جن لہروں نے اپنے کاندھوں پر لیا ہوہ لہریں ٹکراتے ہی ختم ہوگئیں۔اس ٹکر سے دوسری لہریں پیدا ہوئیں جو اس آواز کو لے کر آئیں اور سامعین کے کانوں تک ان کی لہروں پر آواز پہونچی۔

بہرصورت اس پلٹی ہوئی آواز کی اقتدا درست نہیں جو کسی وقت بھی محض اس پلٹی آواز پر کاربند ہوں گے ان کی نماز نہ ہوگی اور واقعی ایک صورت میں لاوَڈ اسپیکر کا استعمال رافع سنت ہے اور ایک صورت میں نہیں۔ اس میں صرف اسراف جس سے شریعت مانع ہے۔

جناب مجیب دام فضلہ و عم فیضہ نے اس حق کی خوب تحقیق فرمائی۔فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ ۱۲/ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ



الجواب صحیح محمد اعظم ٹانڈوی،

الجواب صحیح ریاض احمد چھپروی غفرلہ، خادم رضوی دارالافتاء محلّہ سوداگران یوپی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

ماشاء اللّٰہ مفتی اعظم مدھیہ پردیش کا فتویٰ۔ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم مدظلہ کی تصدیق وتقریظ کی بعد ہم جیسے خوشہ چینوں کی تصدیق سے بالاتر ہے۔ ہاں یہ میرے لیے باعثِ فخر ہے کہ اس تحریرِ منیر کے ذیل میں اس خادم کا بھی نام ہو فالجواب الجواب و اللہ اعلم بالصواب

الفقیر عبدالعالی تقی الدین محمد محمود الحق

القادری الرضوی السلامی الجبلفوری غفرلہ

۲۸/ ماہ فاخر ربیع الآخر ۱۳۹۰

تصدیق

حضرت فیض درجت عالی منقبت اشرف السادات الکرام مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب عم فیضہ و دام فضلہ زیب سجادہ سلسلہ مقدسہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

صیانۃ الصلوات عن حیل البدعات کا مطالعہ کیا فاضل مصنف کے فقیہانہ اور متکلمانہ اسلوب بیان نے بہت متاثر کیا۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی اس نیک کوشش کا انھیں اجر عطا فرمائے اور ان کے سایہ علم و ہدایت کو جملہ اسلام پر دراز فرمائے۔ آمین۔ فقط۔ سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین، کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد

۱۶/ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ یوم دوشنبہ

تصدیق

فاضل نوجوان واعظ شیریں بیان خطیب ابن الخطیب مولانا سید شاہ محمد مدنی میاں اعزہ اللہ تعالیٰ وزاد خلف سعید شہنشاہ خطابت منبع رشد و ہدایت حضرت علامہ محدث اعظم ہند قدس سرہ العزیز کچھوچھہ شریف۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم۔

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز نہیں۔ اور اس سے امام کی تکبیرات انتقالیہ سن کر رکوع وسجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں'' ...... ان دونوں امور مذکورہ کی وضاحت صرف زیرِ نظر تالیف ''صیانة الصلوٰة'' ہی میں نہیں دیکھی بلکہ ان سے متعلق بہت سے اکابرین اہلسنّت اور عمائدین دین اسلام کے ارشادات کو بھی دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ سارے اکابرین وعمائدین وہ مقام رکھتے ہیں جن کی اطاعت ہی میں صلاح و فلاح اور احتیاط ونجات ہے۔ ہم جیسوں کے لیے تو ان کی اطاعت و اتباع کے سوا چارۂ کار نہیں۔ یہ تو ان کی ذرہ نوازی اور کرم فرمائی ہے کہ اپنے ارشادات کی تائید وتصدیق ہم جیسوں سے بھی چاہتے ہیں حالانکہ ان کے ارشادات کو نہ تو اس تائید وتصدیق کی ضرورت ہے اور نہ کسی کی عدم تائید سے نقصان۔ والسلام علی من اتبع الهدیٰ.

محمد مدنی اشرف جیلانی غفرلہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۷۳ء

تصدیق و تقریظ

حامیٔ سنّیت واقف اسرار شریعت نائب مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب دام بالمعالی والمواجب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرامپور ضلع گونڈہ مع تصحیح مولانا محمد اسلم بستوی ومولانا غلام محمد صاحب۔

برادرانِ ملت! قاطع بدعت حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالباقی برہان الحق دامت برکاتھم العالیہ، مفتی اعظم مدھیہ پردیش کا مصنفہ رسالہ مبارکہ۔ صیانة الصلوات عن حیل البدعات کے مطالعہ یہ خادم مشرف ہوا۔ جس میں حضرت موصوف مدظلہ العالی نے یہ ثابت فرمایا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا مفسد نماز ہے۔ حضرت مخدوم گرامی دامت برکاتھم اس دور کے صفِ اول کے عمائدین ملت میں بہت ہی ممتاز فرد ہیں۔ آپ کا علم وفضل، ذہانت ذکاوت، فقاہت، دیانت مسلم الثبوت ہے اور کیوں نہ ہو، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے حضرت موصوف کو قرة عینی درة زینی سے مخاطب فرمایا۔ برھان الحق خطاب عطا فرمایا۔

حضرت موصوف کا ارشاد ہمارے لیے حجت ہے اور کافی وافی حجت اس رسالہ میں بہت عرق ریزی کے

ساتھ لاؤڈ اسپیکر کے ساخت کو سامنے رکھ کر دلائل شرعیہ کی روشنی میں لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کے مفسد نماز ہونے کو مبرہن فرمایا ہے۔حضرت مصنف کے فتویٰ کے بعد یہ مسئلہ ہم جیسے عوام کی تصدیق سے قطعاً مستغنی ہے **لا عطر بعد العروس**۔مگر تعمیل ارشاد کے لیے یہ سطریں حاضر ہیں۔

یہ خادم، مدت مدید تک لاؤڈ اسپیکر کی ساخت اور اقتداء کی حقیقت پر غور کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہے کہ واقعی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا، **تلقن من الخارج** ہونے کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔اسے بار بار اپنے متعدد فتاویٰ میں، دلائل و براہین سے ثابت کر چکا ہوں جن کا خلاصہ یہ ہے۔

قطع نظر اس کے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز عین آواز متکلم ہے یا غیر، اتنی بات یقینی اور اول بدیہیات سے ہے کہ لاؤڈ اسپیکر، متکلم کی آواز پر غیر معمولی اثر ڈالتا ہے جس کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز سے کئی گنا زیادہ بلند اور زور دار ہوجاتی ہے۔متکلم کی آواز پر لاؤڈ اسپیکر کے اس خارجی اثر نے اس کو کم از کم حکماً۔غیر آواز متکلم کردیا ہے۔اس کی نظیر ''صدیٰ'' آواز بازگشت ہے۔بر بناء تحقیق ''صدیٰ'' اگرچہ متکلم ہی کی آواز ہے مگر فقہا نے ارشاد فرمایا ہے کہ صدیٰ سے آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔اس لیے کہ یہ قرأت نہیں محاکات ہے۔غنیة میں ہے **ولو سمعها من الطائر والصدیٰ لا تجب لانه محاکاة ولیس بقرأة. طحطاوی علی المراقی** میں ہے۔**لا اجابة فی الصدی و انما هو محاکاة**۔

ہر منصف عاقل غور کرے کہ صدیٰ آواز پہاڑ وغیرہ سے ٹکرا کر پلٹی تو محاکاۃ ہوگئی۔کیوں؟ صرف اس وجہ سے کہ پہاڑ وغیرہ خارجی چیز آواز پر اثر انداز ہوئی۔اگر صدیٰ صرف ایک خارجی اثر سے متاثر ہونے کی وجہ سے محاکاۃ ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز بدرجہ اولیٰ محاکاۃ ہوگی۔اس لیے کہ صدیٰ پر صرف ایک خارجی اثر پڑا ہے اور لاؤڈ اسپیکر نے تو متکلم کی آواز پر کئی کئی طرح سے پورا پورا اپنا اثر ڈالا ہے۔

اول آواز متکلم کے منہ سے لاؤڈ اسپیکر میں گئی۔

دوم مائک نے اسے بجلی کرنٹ کے ذریعہ تاروں میں بھیجا۔

سوم۔بجلی کے تاروں سے ایمپلی فائر میں گئی۔

چہارم۔ایمپلی فائر نے آواز کو اپنی قید میں لے کر اس پر اپنی قوت بھر اثر ڈالا

پنجم۔پھر ایمپلی فائر نے اسے بجلی کے تاروں میں پہنچایا۔

ششم۔ ان بجلی کے تاروں نے اسے ہارن کے حوالے کیا۔

ہفتم اب ہارن نے آواز کو مکمل طور پر اپنے قبضہ میں کرنے کے بعد بقوت ہوا میں پھینکا۔ تو سامعین کے کانوں میں پہنچی۔ اس بناء پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے بارے میں کسی قسم کے ادنیٰ سے بھی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ یہ ضرور بالضرور یقیناً۔ حتماً بلاشبہ حکماً محاکاۃ ہے۔ قرأۃ ہرگز ہرگز نہیں۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی جانے والی تکبیر تکبیر نہیں محاکاۃ ہے۔ لہٰذا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی جانے والی تکبیر پر اقتدا کرنے والا یقیناً خارج سے تلقن کررہا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ **تلقن من الخارج** مفسد نماز ہے۔ اس وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے والوں کی نماز قطعاً فاسد، **کالعدم**۔

حضور مفتی اعظم مدھیہ پردیش نے رسالہ مذکورہ تصنیف فرما کر مسلمانوں پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔ آج کل تجدد پسندی ہی کی وجہ سے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وبا کی طرح پھیلا ہوا ہے۔ اس کے باوجود کہ متعدد جگہ بارہا لاؤڈ اسپیکر فیل ہوجانے کی وجہ سے نمازوں میں گڑبڑی ہوئی۔ مگر لوگ نہیں مانتے۔ یہ فیشن پرست شوقین اس رسالہ کو دیکھیں۔ سعادت ازلی گر دستگیری کرے تو نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرکے مسلمانوں کی نمازیں برباد کرنے سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں۔

اللہ عزوجل حضرت برہان ملت **دامت برکاتھم العالیہ** کو اسلام و مسلمین کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ اور فیوض و برکات سے اہلسنّت و جماعت بیش از بیش متمتع فرمائے۔ اور ان کا ظل عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے آمین۔ **بجاہ حبیبہٖ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین و بارک وسلم. واللہ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم و احکم**

کتبہ: محمد شریف الحق امجدی

جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرامپور ضلع گونڈہ (یوپی) ۱۷؍شول المکرّم ۱۳۹۲ھ



الجواب صحیح : محمد اسلم بستوی غفرلہ ۔ خادم جامعہ عربیہ انوار القرآن بلرامپور ضلع گونڈہ

احق ان یتبع۔ **کتبہ الفقیر محمد عبدالرشید غفرلہ** خادم دارالافتاء جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

القول الازہر فی الاقتداء بلائوڈ اسپیکر

تصنیف لطیف

حضور شیر بیشۂ سنت مظہر اعلیٰ حضرت مناظر اعظم علی الاطلاق

محمد حشمت علی خان

قادری رضوی لکھنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۸۶
۹۲

استفتاء

مسئلہ آمدہ از دارالافتائے قادریہ ۲۳۶ کیولرے روڈ معسکر بنگلور مسئولہ حضرت مولینا المکرّم المضخم عبدالنبی الامی السید حیدر شاہ القادری پیر بھڑ والا۔

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین، مسائل ذیل میں کہ آلۂ نو ایجاد جس کی عربی مکبر الصوت اور انگریزی لاؤڈ اسپیکر ہے جس کا استعمال مجالس ومعابد نصاریٰ میں مجمع کثیر کو آواز پہنچانے کی غرض سے ہوا کرتا ہے۔ اگر اہل اسلام پنجگانہ یا جمعہ وعیدین کے وقت مصلیون کو آوازِ امام پہنچانے کے لیے اپنی مساجد وعیدگاہ میں نصب کریں اس کی آواز پر مصلی تکبیر تحریمہ وانتقالات وعیدین ادا کریں قرأت وخطبہ سنیں جو قوت برقی ہے اس آلہ کے ذریعہ ہوا میں ٹکراتی ہوئی غیر جنس سے ان کو پہنچی جسے تلاوت کا حکم نہیں جیسے آیات سجدہ ہوا صدائے گنبد وجبال، طوطی، مونوگراف ٹیلیفون سننے سے سجدۂ تلاوت کا حکم نہ ہوا کہ غیر جنس سے سننے میں آئی جو تلاوت نہیں پس اس نماز کے لیے کیا حکم ہوگا؟ صحیح و درست ہے یا فاسد وتباہ؟ اور یہ نو ایجاد آلہ مساجد وعیدگاہ میں نصب کرنا من سن فی الاسلام سنة حسنة اور مارأه المسلمین حسنا میں داخل ہیں۔ یامن سن فی الاسلام سنتهً سیئهً اور من احدث فی امرنا اور من عمل عملا لیس علیه امرنا اور کل بدعة ضلاله اور من تشبه بقوم میں اور جن تکلفات سے ہم مساجد میں منع کئے گئے ہیں یہ آلہ ان تکلفات سے ہے یا نہیں؟ منتظمین مساجد وعیدگاہ پر اس کے ارتکاب سے توبہ لازم ہوگی یا نہیں۔ بینوا تو جروا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

الجواب : و توفیق الصدق و الصواب من الله الملک الوهاب حضور پرنور مرشد برحق امام اہلسنّت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ مولینا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی بریلوی رضی اللّٰه تعالیٰ عنه و ارضا ہ عنا نے اپنے رسالۂ مبارکہ مسمی بنام تاریخی ''الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا'' میں صوت وصدا کے متعلق اپنے ابحاث رائقه و تحقیقات فائقه سے چند امور روشن فرمائے پہلے انہیں کا بیان کیا جائے کہ انہیں سے حکم مسئلہ رنگ ایضاح پائے۔ مقدمۂ اول میں فرماتے ہیں۔

نفعنا الله تعالیٰ بعلومه المبارکه فی الدارین و رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ۔ ایک جسم کا دوسرے جسم سے

بقوت ملنا جسے قرع کہتے ہیں۔ یا بسختی جدا ہونا کہ قلع کہلاتا ہے جس ملاء لطیف مثل ہوا یا آب میں واقع ہو اس کے اجزائے مجاورہ میں ایک خاص تشکل وتکیف لاتا ہے۔ اسی شکل و کیفیت مخصوصہ کا نام آواز ہے اس صورت قرع کی قرع سے کہ زبان وگلوئے متکلم وقت تکلم کی حرکت ہوائے دہن کو بجا کر اس میں اشکال حرفیہ پیدا کرتی ہے یہاں وہ کیفیت مخصوصہ اس صورت خاصہ کلام پر بنتی ہے۔ جسے قدرت کاملہ نے اپنے ناطق بندوں کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ ہوائے اول یعنی جس پر ابتداء وہ قرع وقلع واقع ہوا جیسے صورت کلام میں ہوائے دہن متکلم اگر بعینہٖ ہوائے گوش سامع ہوئی تو یہیں وہ آواز سننے میں آجاتی مگر ایسا نہیں لہٰذا حکیم عزت حکیم نے اس آواز کو گوش سامع تک پہنچانے یعنی ان تشکلات کو اس کی ہوائے گوش میں بنانے کے لیے سلسلۂ تموج قائم فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایسے نرم وتر اجسام میں تحریک سے موج بنتی ہے۔ جیسے تالاب میں کوئی پتھر ڈالو۔ یہ اپنے مجاور اجزائے آب کو حرکت دے گا۔ وہ اپنے متصل کو اپنے مقارب کو جہاں تک کہ تحریک کی قوت اور اس پانی کی لطافت اقتضا کرے یہی حالت بلکہ اس سے بہت زائد ہوا میں ہے کہ وہ لینت و رطوبت میں پانی سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا قرع اول سے کہ ہوائے اول متحرک مشکل ہوئی تھی اس کی جنبش نے برابر والی ہوا کو قرع کیا اس سے وہی اشکال ہوائے دوم میں بنی اس کی حرکت نے متصل کی ہوا کو دھکا دیا اب اس ہوائے سوئم میں مرتسم ہوئیں یوں ہی ہوا کہ حصہ بروجہ تموج ایک دوسرے کو قرع کرتے اور بوجہ قرع وہی اشکال سب میں بنتے چلے گئے یہاں تک کہ سوراخ گوش میں جو ایک پٹھا بچھا اور پردہ کھینچا ہے یہ موجی سلسلہ اس تک پہنچا اور وہاں کی ہوائے متصل نے مشکل ہوکر اسے پٹھے کو بجالیا یہاں بھی بوجہ جوف ہوا بھری ہے۔ اس قرع نے اس میں بھی وہی اشکال و کیفیات جن کا نام آواز تھا پیدا کیں اور اس ذریعہ سے لوحِ مشترک میں مرتسم ہوکر نفس ناطقہ کے سامنے حاضر ہوئیں۔ اور محض **باذن اللہ تعالیٰ** ادراک سمعی حاصل ہوا **الحاصل** ہر شئی کا سبب حقیقی **ارادۃ اللہ** ہے، بے اس کے ارادے کچھ ممکن نہیں، وہ ارادہ فرمائے تو اصلاً کسی سبب کی حاجت نہیں مگر عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یہ قرع وقلع ہے اس کے سننے کا وہ تموج وتجدد قرع وطبع تا ہوائے جوف سمع ہے متحرک اول کے قلع سے ملا مجاور میں شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے نہ اور قسم کی آواز اس کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش بھی دی اس کی جنبش نے اپنے متصل کو قرع کیا اور وہی ٹھپا کہ یہاں اس میں اتر گیا یوں ہی آواز کی کاپیاں ہوتی چلی گئیں اگرچہ جتنا فصل بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے ہیں۔ تموج وقرع میں ضعف آتا جاتا ہے اور پٹھا ہلکا پڑتا جاتا ہے۔ لہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور حرف صاف سمجھ میں نہیں آتے یہاں تک کہ ایک

حد پر تموج کہ موجب قرع آئندہ تھا ختم ہوجاتا ہے اور عدم قرع سے اس شکل کی کاپی برابر والی ہوا میں نہیں اترتی، آواز یہیں ختم ہوجاتی ہے۔ یہ تموج ایک مخروطی شکل پر پیدا ہوتا ہے جس کا قاعدہ اس متحرک ومحرّک اول کی طرف ہے اور اس کے تمام اطراف مقابلہ میں جس طرح زمین سے مخروط ظلی اور آنکھ سے مخروطی شعاعی نہیں بنی بلکہ جس طرح آفتاب سے مخروط نوری نکلتا ہے کہ ہر جانب ایک مخروط ہوتا ہے بخلاف مخروط ظلی کے کہ مقابل جرم معتی اور بخلاف مخروط شعاع بصر کے کہ تنہا سمت مواجہ میں بنتا ہے ان مخروطات تموج ہوائی کے اندر جو کان واقع ہوئی ایک ایک ٹھپا سب تک پہنچے گا سب اس آواز کوسنیں گے ٹھپوں کی تعداد سے آواز متعدد نہ سمجھی جائے گی یہ کوئی نہ کہے گا کہ ہزار آوازیں تھیں کہ ان ہزار اشخاص نے سنیں بلکہ یہی کہیں گے کہ وہی ایک آواز سب کے سننے میں آئی اس تقریر سے بحمد اللہ تعالیٰ منکشف ہوگیا کہ آواز اس شکل و کیفیت کا نام ہے کہ ہوا یا پانی وغیرہ جسم نرم وتر میں قرع یا قلع سے پیدا ہوئی۔

۲۔ اس کا اور تمام حوادث کا سبب حقیقی محض ارادۂ الٰہی ہے۔ دوسری چیز اصلا نہ موثر نہ موقوف علیہ اور آواز کا ظاہری و عادی سبب قریب قلع وقرع ہے۔

۳۔ سننے کا سبب ہوائے گوش کا متشکل بہ شکل آواز ہوتا ہے اور تشکل کا سبب ہوائے خارج متشکل کا اسے قرع کرنا، اور اس قرع کا سبب بذریعہ تموج حرکت کا وہاں پہنچنا۔

۴۔ ذریعہ حدوث قرع قلع میں وہ آتے ہیں حادث ہوتے ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ مشکل و کیفیت جس کا نام آواز ہے باقی رہتی ہے تو وہ معدات ہیں جن کا معدوں کے ساتھ رہنا ضروری نہیں، آواز ضرور کان سے باہر بھی موجود نہیں ہے بلکہ باہر ہی سے منتقل ہوتی کان تک پہنچتی ہے

۵۔ وہ آواز کنندہ کی صفت نہیں بلکہ ملاء متکیف کی صفت ہے، ہوا ہو یا پانی وغیرہ آواز کنندہ کی حرکت قرعی و قلعی سے پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا اس کی طرف اضافت کی جاتی ہے جبکہ وہ آواز

۶۔ کنندہ کی صفت نہیں بلکہ متکیف سے قائم ہے تو اس کی موت کے بعد بھی قائم رہ سکتی ہے

۷۔ انقطاع تموج انعدام سماع کا باعث ہوسکتا ہے کہ کان تک اس کا پہنچنا بذریعہ تموج ہی ہوتا ہے۔ نہ انعدام صوت کا بلکہ جب تک وہ تشکل باقی ہے صوت باقی ہے۔

۸۔ دوبارہ تموج ہو تو اس سے تجدید سماع ہوگی نہ کہ آواز دوسری پیدا ہوئی جب کہ تشکل وہی باقی ہے۔ وحدت آواز وحدت نوعی ہے کہ تمام امثال متحدہ میں وہی ایک آواز مانی جاتی ہے ورنہ آواز کا شخص اول کے مثلاً ہوائے

دہن متکلم میں پیدا ہو کبھی ہمیں مسموع نہیں ہوتا اس کی کاپیاں ہی چھپی ہوئی ہمارے کان تک پہونچتی ہے اور اس کو آواز کا سننا کہا جاتا ہے انتھی ملخصا۔

مقدمہ ثانیہ میں فرماتے ہیں قدسنا اللّٰہ تعالٰی باسرارہ القدیم گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں اس کے سننے سے بھی سجدہ واجب نہیں نہ خود قاری پر نہ سامع اول پر جس نے تلاوت سن کر دوبارہ یہ گونج سنی نہ نئے پر جس نے پہلی تلاوت نہ سنی یہ صدا ہی سنی کہ حکم مطلق ہے۔ تنویر و در میں ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدا.** بحر الرائق میں ہے۔ **تجب علی المحدث والجنب وكذا علی السماع بتلاوة هؤلآء الا المجنون لعدم اهلية لانعدام التميز ما يسمع من الصدا كذا فی البدائع والصدىٰ ما يعارض الصوت فی الاماكن الخالية** ۔ اب صدا میں علماء مختلف ہیں کہ صدا اس تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہو کر تموج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہو کر ہم تک آتا ہے مواقف و مقاصد اور ان کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں بعض اس طرف جاتے ہیں کہ پلٹی وہی ہوا ہے، مگر اس میں تموج نیا ہے۔ یہی ظاہر شرح مواقف و طوالع و بعض شروح طوالع میں ہے، بعض تصریح کرتے ہیں کہ ہوا ہی دوسری اس کیفیت سے متکیف ہو کر آتی ہے۔ یہ نص مواقف و مقاصد شروح ہے مطالع الانظار کی عبارت پھر متحمل ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ مفہوم ایسے الفاظ میں ادا کیا کہ دونوں معنیٰ پیدا کرے اقول تقدیر ثانی ظاہر وہی معنیٰ ثانی ہے کہ راجع ہوائے ثانی ہے۔

اولاً صدمہ جبل نے اگر ہوائے اول کو روک لیا اس کا تموج دور کر دیا تو دوبارہ اس میں تموج کہاں سے آیا وہ تصادم تو اس کا مسکن ٹھہرا (نہ محرک)

ثانیاً اثر قرع دو تھے تحرک و تشکل جو صدمہ تحرک سے روک دے گا تشکل کب رہنے دے گا جو نقش بر آب سے نہایت جلد مٹنے والا ہے پانی کو جنبش دینے سے جو شکل اس میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساکن ہوتے ہیں معاً جاتی رہتی ہے اور جب وہ تشکل جاتا رہا ہے تو اب اگر کسی محرک سے پلٹے گی بھی تو بلا اشکال حرفیہ کہاں سے لائے گی کہ وہ تحریک غیر ناطق سے عادۃً ناممکن ہیں تو اس قول ثانی کی صحیح و صاف تعبیر وہی ہے، جو مواقف و مقاصد میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جبل سے یہ ہوا تو رک گئی۔ مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کی قرع سے اس میں تشکل و تحرک آیا آواز کا ٹھپا اس میں اتر گیا اور یہ رک گئی کہ اس میں نہ تحرک رہا نہ تشکل۔ بہر حال اتنا یقینی ہے

کہ آواز وہی آواز متکلم ہے خواہ پہلی ہی ہوا اس کے لیے پلٹ آئی یا اس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر شرع مطہر نے اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا۔ **قول ثانی** پر یہ کہنا ہوگا کہ سمع میں ایجاب سجدہ کے لیے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور **قول اول** پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جوتحریک گلو د زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت واقعہ بھی شریک ہوگئی۔ انتھیٰ **ملخصاً** اب کہ صوت وصدا دونوں کی حقیقت ان کے حدوث کی کیفیت ان کے احکام کی تفصیل یا وضاحت ہوگئی تو آلۂ لاؤڈ اسپیکر کی طرف چلیے یہ بھی اسی مصادمت صوت کی اصل پر بنایا گیا ہے کہ جو آواز اس میں پہنچے آلہ اس کے ساتھ مقاومت کرکے اس میں گونج پیدا کرکے دور تک پہنچائے گنبد کی گونج اور اس آلہ سے سنی ہوئی آواز دونوں صدا ہونے میں برابر ہیں فرق اسی قدر ہے کہ عموما گنبدوں میں جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ گنبد کے اندر ہرطرف پھیل جاتی ہے اور یہ آلہ اس گونج کو مقید ومحفوظ کرلیتا ہے جس کو لاؤڈ اسپیکر تک مقید ومحفوظ صورت میں برقی رو پہنچا دیتی ہے اور وہی گونج لاؤڈ اسپیکر سے خارج ہوکر سنائی دیتی ہے اسی تقید وتحفظ کے سبب لاؤڈ اسپیکر کے اس حصے سے جس کے مقابل تلاوت یا گفتگو کی جاتی ہے، اگر آلہ بہت عمدہ ہوتو بہت خفیف گونج کی صورت میں صدا سنائی دیتی۔ اور اگر آلہ خراب ہوتو نہایت ہی بھیانک اور مکروہ آواز کی شکل پر وہ گونج سننے میں آتی ہے ایک آواز تو خود تالی یا متکلم اپنی تلاوت یا گفتگو کی اپنے کان سے سن رہا ہے اگر آلہ مکبر الصوت سے سنائی دینے والی آواز صدانہیں تو تالی یا متکلم خود اپنی آواز کے علاوہ یہ دوسری صدا گونج کی شکل میں کیونکر سن رہا ہے اگر کسی لاؤڈ اسپیکر کا منہ خود تالی یا متکلم کے کان کے مقابل اس کے قریب کردیا جائے تو وہ بالکل اسی طرح اپنی آواز کی صدائے بازگشت اپنی آواز سے علیحدہ متمیز طور پر سنتا ہے اس کی صدا کا اصل صوت ہے علاحدہ متمیز ہوکر مسموع ہوتا ہے۔ اس کے صدا ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ تالی یا متکلم اپنی صوت تو اپنے کان سے سن چکا اس کی زبان وگلو کی تحریک نے ہوا میں تموج وتحرک وتشکل کا سلسلہ پیدا کردیا تھا اور اسی سلسلہ کی ایک کاپی خود اس کے ہوائے گوش میں مرتسم ہوکر حس مشترک کے ذریعہ نفس ناطقہ کو مدرک ومسموع ہوچکی پھر بغیر کسی مصادمت ومقاومت کے اس سلسلہ تموج کا دوبارہ اسی طرح واپس آنا کیا معنٰی رکھتا ہے تو یہ نہیں مگر صدا رہا یہ شبہ صدائے گنبد اپنی اصل صوت سے مختلف ہوتی ہے لیکن لاؤڈ اسپیکر کی صدا اصل صوت کے مثل ہوتی ہے تو اولاً صدائے آلہ بھی یونہی اصل صوت سے ضرور فی الجملہ مختلف ہوتی ہے اگرچہ آلہ کے عمدگی کے سبب اختلاف بہت کم محسوس ہوا اور اگر آلہ خراب ہوا تو پھر تو میکروفون بالکل مکروہ فون ہی ہوجاتا ہے،

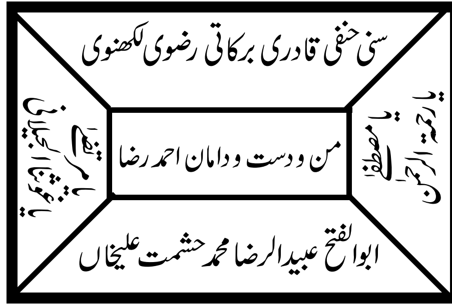
ثانیا صدائے گنبد کا بھی اپنی اصل صورت سے اختلاف محسوس ہونا ضروری نہیں، بیجاپور کا مشہور گول گنبد بہت زائد وسیع و بلند وفراخ ہے اس میں یہ صنعت اب تک مشاہد کہ اگر گنبد کے اندر دو شخص ایک دوسرے سے قطر بھر کے فاصلے پر دیوار گنبد کے پاس بیٹھ کر بہت ہی آہستہ آواز کے ساتھ باہم گفتگو کریں تو ہر ایک شخص دیوار گنبد سے کان لگا کر دوسرے کی گفتگو بخوبی سنتا ہے۔ اور دیوار گنبد سے جو صدا مسموع ہوتی ہے۔ اس کا اصل صوت سے کچھ بھی اختلاف نہیں ہوتا بعینہ اصل متکلم کی آواز معلوم ہوتی ہے بلکہ جو خوبی سلطان ابراہیم عادل شاہ کے مزار کے اس گول گنبد میں ہے وہ اب تک کسی بہتر سے بہترین لاؤڈ اسپیکر میں پیدا نہ ہوسکی۔سینکڑوں برس کا ایک پرانا گنبد جس میں برقی رو بھی نہیں اور اس میں دو آدمی ایک دوسرے سے پورے قطر بھر کے فاصلے جو تقریباً ۱۰۰ سوگز ہوگا بیٹھ کر اس طرح آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں جس کی سرگوشی کہا جاتا ہے۔ ہماری اس تقریر سے واضح ولائح ہوگیا کہ صدائے لاؤڈ اسپیکر درحقیقت صدا ہی ہے تو اس آلہ سے سنی ہوئی آواز اگرچہ وہی اصلی متکلم کی آواز ہے خواہ پہلی ہی ہوا اسے لیے ہوئے پلٹ آئی یا اس آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر بحکم شریعت مطہرہ اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں، قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع سے ایجاب سجدہ کے لیے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور یہاں اس آلے کی ٹھیس ہوا کا وہ تموج اول زائل ہوکر تموج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہم تک آتا ہے اور قول اول پر یہ قید بڑھانی ہوگی کہ وہ تموج محض اس طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو و زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں تنہا نہ رہی بلکہ آلے کی مصادمت کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی۔ جب بحکم فقہ صدا سے آیت سجدہ سننا سجدہ واجب نہیں کرتا تو اس کی اتباع کر کے اقتدا کیونکر صحیح ہوسکتی ہے جو لوگ محض اس آلہ ہی سے تکبیر تحریمہ سن کر اسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھیں گے ان کی نمازیں باطل اور جو لوگ امام کی تکبیر تحریمہ پر علاوہ اس آلے کے کسی اور ذریعہ سے اطلاع پا کر تحریمہ باندھ چکے مگر تکبیرات انتقالات یا تکبیرات واجبہ کو اس آلہ سے سن کر انہیں کو امام کی تکبیرات تصور کر کے ان کا اتباع کریں گے ان کی نمازیں فاسد ہوں گی بالجملہ اس آلے کے متعلق اس فقیر کفش بردار علمائے اہلسنّت **غفر له بهم** کے نزدیک حکم شرعی یہی ہے کہ عین نماز میں اس کا استعمال کرنا عوام مسلمین کی نمازوں کے بطلان و فساد کا سبب ہوگا جو گناہ و حرام ہے جن منتظمین مساجد وعیدگاہ نے ایسا کیا ہے ان پر توبہ فرض ہے شریعت مطہرہ نے مقتدیوں پر نفس قرأت کا صرف سننا ہی فرض نہیں کیا بلکہ امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہونچنے یا نماز سرّی ہو تو مقتدیوں کے لیے **انصات** یعنی خاموش رہنے کو **استماع** یعنی سننے کا قائم مقام ٹھہرایا اور اس کو بھی فرض فرمایا یا تحریمہ و انتقالات امام پر مقتدیوں کو

اطلاع دینے کے لیے شریعت مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے ہیں جن کو عرف عوام میں مکبرین کہتے ہیں تو نیچریوں آزاد خیالوں نئی روشنی کے پرانے نمک حلالوں کی طرف سے نماز میں اس آلے کی جو ضرورت بتائی جاسکتی ہے وہ بذریعہ مبلغین شرعی طریقے پر پوری ہوجاتی ہے۔ اور مبلغین کی آوازوں کو سن کر کسی عامی کو بھی یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی ان مبلغین کی اتباع کرتا ہے بلکہ مقتدیوں نے تو جس امام کی اقتدا کی ہے۔ ان تکبیرات مبلغین سے اپنے اس امام کا انتقالات پر اطلاع پاکر اسی کا اتباع کرتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بنا پر کسی مبلغ کا ہی اتباع کرے تو وہ مبلغ اس مقتدی کا اسی نماز میں شریک اور اسی کے امام کا مقتدی تو من لم یدخل فی الصلاۃ کی اقتدا نہ ہوتی فافھم منہ لہٰذا وقت نماز اس آلے کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے اور وقت خطبہ اس آلے کا استعمال نہ کرنا اچھا ہے۔ شرع مطہر نے خطبے کا مقصود اصلی ذکر الٰہی بتایا فاسعوا الیٰ ذکر اللہ اور خطبے کا صرف سننا ہی فرض نہیں ٹھہرایا کہ خطبے کے متعلق قرآن پاک میں فاسعوا الی ذکر اللہ نہ آیا بلکہ اگر مقتدی اس قدر فاصلے پر ہو کہ خطیب کی آواز نہ پہنچ سکے تو بھی اس پر خاموش رہنا فرض فرمایا اور فقہ حنیف نے اس انصات پر بھی قائم مقام استماع ہونے کا حکم سنایا تو خطبہ میں بھی یہ آلہ بے ضرورت ٹھہرا اور خطبہ اگرچہ نماز نہیں لیکن نماز کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے لہٰذا وقت خطبہ اس نو ایجاد آلے کے استعمال سے اجتناب واحتراز ہی بہتر ہے خطبے کا مقصود اعلیٰ ذکر الٰہی دور فاصلے پر جگہ پانے والے مقتدی کو بھی قلبی طور پر محض انصات ہی سے حاصل ہے اور وہ اپنی حضور جسمی کے ساتھ احترام خطبہ و امتثال حکم شرعی کے لیے خاموش بیٹھ کر بھی فاسعوا الی ذکر اللہ پر عمل کرنے والوں میں داخل، البتہ وعظ کی مجلسوں میں اس کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا کہ وعظ کا مقصود اصلی تبلیغ وتعلیم وتذکیر وتفہیم ہے جو بغیر سنے محض انصات ہی سے حاصل نہیں ہوتا علامہ سید محمد امین المعروف بابن عابدین شامی رحمۃ اللّٰہ علیہ. ردالمحتار میں فرماتے ہیں المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصدالاحرام فلا صلاۃ لہ ولا لمن یصلی بتبلیغہ فی ھٰذہ الحالۃ لانہ اقتدیٰ بمن لم یدخل فی الصلاۃ فان قصد تکبیرہ الاحرام مع التبلیغ للمصلین فذالک ھوالمقصود منہ شرعا کذا فی فتاوی الشیخ محمد بن محمد الغزالی الملقب بہ شیخ الشیوخ دو جھان تکبیرۃ الافتتاح شرط او رکن فلابدلہ فی تحققھا من قصدالاحرام ای الدخول فی الصلوٰۃ وامام التسمیع فی الامام التحمید من المبلغ و تکبیرات الانتقالات ھٰھنا اذا قصد بما ذکر من الاعلام فقط کذا فی القول البلیغ فی حکم التبلیغ للسید احمد الحموی واقرہ السید ابوالسعود

فی حواشی مسکین والفرق ان قصد الذکر والاعلام غیر مفسد کما لو سبح لیعلم غیرہ انہ فی الصلاۃ ولما عان المطلوب ھواالتکبیر علی قصد الذکر والاعلام فاذا لحظ قصد الاعلام فکانہ لم یذکر و عدم الذکر فی غیر التحریمۃ غیر مفسد و قد اشبعناء علی ھذا المسئلۃ فی رسالتنا المسماۃ تنبیہ ذوی الافھام علی حکم لتبلیغ خلف الامام (صفحہ ۴۴۳ من الجلد الاول) یعنی مبلغ جب نماز میں داخل ہونے کی نیت سے خالی ہوکر صرف تبلیغ ہی کا ارادہ کرے یعنی اس کی نیت صرف یہی ہو کہ مقتدیوں کو امام کی تکبیر تحریمہ پر اپنی تکبیر کے ذریعہ سے اطلاع پہنچانے اپنی تکبیر سے خود اپنا نماز میں داخل اس کو مقصود نہ ہوتو نہ اس کی نماز ہے نہ ان لوگوں کی نماز ہے جو اس حالت میں اس کی تبلیغ پر نماز ادا کر رہے ہیں اس لیے کہ انھوں نے ایسے شخص کی اقتدا کی جو نماز میں داخل ہی نہیں ہے تو اگر مبلغ اپنی تکبیر سے نماز میں داخل ہونے کے ساتھ مصلیوں کو امام کے تحریمہ پر اطلاع پہنچانے کا بھی قصد کرے تو شرعاً اس سے یہی مقصود ہے۔ ایسا ہی شیخ الشیوخ محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز شروع کرنے کے وقت کی تکبیر شرط ہے یا رکن ہے تو تکبیر تحریمہ ادا ہونے کے لیے نماز میں داخل ہونے کا ارادہ ضروری ہے لیکن امام کا سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مبلغ کا اللّٰھم ربنا لک الحمد کہنا امام و مبلغ دونوں کا ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا دوسرے رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجالاتے ہوئے تکبیریں کہنا اگر ان چیزوں سے صرف یہی مقصود ہو کہ مقتدیوں کو خبر دی جائے تو بھی نماز فاسد نہ ہوگی، ایسا ہی علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالے القول البلیغ فی حکم التبلیغ میں ہے اور علامہ سید ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ نے حواشی مسکین میں اس کو مقرر رکھا اور فرق یہ ہے کہ خبر دینے کی نیت کرنا متحد نہیں ہے جیسا کہ نمازی نے نماز میں سبحان اللہ اس نیت سے کہا کہ دوسرے کو اپنا نماز میں مشغول ہونا بتادے اور چوں کہ شرعاً یہی مطلوب ہے کہ ذکر الٰہی اور اعلام مصلین کی نیت سے تکبیر کہے تو جب اس نے صرف یہی نیت کی کہ مصلیوں کو خبر دے تو گویا اس نے نماز نہ پڑھا اور تحریمہ کے سوا دوسرے انتقالات کے وقت ذکر نہ کرنا متحد نہیں۔ اور بیشک اس مسئلہ پر ہم نے اپنے رسالے تنبیھہ ذوی الافھام علی حکم التبلیغ خلف الامام میں مفصل بحث کی ہے۔ یہ بحمد اللہ تبارک و تعالیٰ اس مسئلہ کا گویا جزئیہ صریحہ ہے کہ جو شخص نماز میں داخل نہیں اس کی اقتدا مفسد نماز ہے اور آلہ لاؤڈ اسپیکر نماز میں داخل ہونے کی قطعاً صلاحیت ہی نہیں رکھتا تو اس سے تکبیر تحریمہ کی صدا سنکر اس کی اقتدا کرنے والا نماز میں قطعاً داخل ہی نہیں ہوا اور جس نمازی نے اقتدا تو اپنے امام کی کرے نماز تو شروع کردی

نماز شروع کرنے میں لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی اقتدا قطعاً نہ کی اس کی نماز ہوگئی۔ لیکن درمیان نماز میں کسی ایک رکن سے فارغ ہوتے ہوئے یا کسی رکن کو شروع کرتے ہوئے یا کسی واجب کو بجالاتے ہوئے اگر صدائے لاؤڈ اسپیکر کی اقتدا کر لی تو نماز فوراً جاتی رہی، بخلاف مبلغ کے جس نے تکبیر تحریمہ سے نماز میں داخل ہونے کی نیت بھی کرلی تو وہ نماز میں داخل ہوگیا۔ اب اگرچہ تحمید وتکبیرات انتقالات سے صرف اعلام مصلین ہی کی نیت کرے تو بھی نماز سے خارج نہ ہوگا۔ لہٰذا کوئی مصلی اگر اپنی ناواقفی یا کم فہمی کے سبب اسی مبلغ ہی کی اقتدا کرے گا تو ایسے ہی کی اقتدا کرے گا جو اس کے ساتھ اس کی نماز میں داخل ہے تو یہ **من لم یدخل فی الصلاۃ** کی اقتدا نہ ہوئی۔ اور لاؤڈ اسپیکر تو بہرحال **من دخل فی الصلاۃ** ہونے کی ہرگز صلاحیت ہی نہیں رکھتا۔ اس کی اقتدا تو بہرحال مبطل صلاۃ ومفسد نماز ہے۔

فافهم ولا تكن من الغافلين و اخردعوانا ان الحمد لله رب العلمين والصلاة والسلام على سيدنا و مالكنا محمد و اٰله و صحبه اجمعين والله و رسوله اعلم جل جلاله و صلى الله تعالىٰ عليه و على آله و سلم فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ساکن محلّہ بھورے خاں پیلی بھیت،۔ جمعہ مبارک ۱۶؍ رجب المرجب ۱۳۶۱ھ



تصدیقات علمائے کرام

تصدیق حضور پرنور حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت سیدی مرشدی و مولائی حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ محمد ضیاء الدین صاحب قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیلی بھیت شریف

۹۲/۷۸۶

بیشک لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر افعال نماز بجالانا اور اسی سے تکبیر تحریمہ کی صدا سن کر نماز میں داخل ہونا اس کی اقتدا ہوئی جس کی اس میں صلاحیت ہی نہ تھی تو نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔ جن مصلیوں نے اس کی صدا پر تحریمہ باندھا ان سب کی نماز فاسد ہوئی۔ اس آلے کا مسجد میں لاکر مبلغین ومکبرین کا اس سے کام لینا تمام نمازیوں کی (جنھوں نے) اس کی صدا پر تکبیر تحریمہ باندھا) نمازوں کا تباہ و برباد کرنا ہوا جو سخت تر معصیت ہے اس مسئلہ میں مجیب علامہ کا شامی سے اسناد درست وصحیح ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ شانہٗ ان کو بہتر وافضل جزا بخشے۔
ابوالمساکین محمد ضیاء الدین پیلی بھیتی عفی عنہ۔

تصدیق عالم ذیشان حضور پرنور علمبردار شریعت آفتاب ہدایت ماہتاب طریقت نور معرفت وحقیقت حضرت بابرکت بالا درجت والا مرتبت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت سیدی وسندی و مولائی مولینا مولوی مفتی شاہ سید محمد صاحب محدث اعظم کچھوچھوی دامت فیوضھم الاقدس.

کذالک الجواب. واللہ و رسولہ اعلم فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہ اشرفی جیلانی

تصدیقات علماء کرام و مفتیان ذوی الاحترام

دارالعلوم مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی صاحبہ مرحومہ بریلی شریف۔

الجواب ھو الجواب :-واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب الحمد للہ حضرت علامہ شیر بیشہ اہلسنّت نے دورِ حاضرہ کے اہم مسئلہ کا حل فرمادیا جس میں علماء کے قلم سے لغزش کا اندیشہ تھا مسئلہ کو واضح و روشن فرماکر مسلمانانِ اہلسنّت پر احسان عظیم فرمایا۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ان کو فردوس اعلیٰ میں جگہ عطا فرمائے آمین۔

ثناء اللہ الاعظمی غفرلہ خادم درجۃ الحدیث مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف

ما قال الفاضل العلامہ المحقق شیر بیشۂ سنت، فھو صحیح رجیح مجیب الاسلام نسیم اعظمی مدرس جامعہ رضویہ مظہر اسلام بریلی۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح مظفرحسین رضوی مدرس مظہراسلام مسجد بی بی جی بریلی

تصدیق حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت تاج الشریعت رفیع الدرجت حضرت بابرکت والا مرتبت بالا درجت جناب استاذ الاساتذہ مولینا مفتی شاہ احسان علی صاحب **دامت برکاتھم العالیہ** مدرس دارالعلوم منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف۔

الجواب الجواب ھو اعلم بالصواب فقیر احسان علی عفی عنہٗ مظفر پوری مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی ۲۴؍صفر المظفر ۱۳۸۰ھ

تصدیقات حضرات علمائے کرام ومفتیان ذوالاحترام۔ مدرسہ اجمل العلوم سنبھل ضلع مراد آباد

الجواب صحیح والمجیب مصیب محمد اجمل غفرلہ مفتی سنبھل

الجواب صحیح والمجیب مصیب بذیل احمد خاں اجملی قصبہ حسن پور مراد آباد

الجواب صحیح محمد حسن قادری غفرلہ مدرس مدرسہ اجمل العلوم سنبھل

تصدیق حضور پرنور عالم ذی شانِ رہبر راہِ شریعت آفتاب ہدایت علمبردار سنیت حضرت بابرکت بالا درجت والا منزلت حضرت مولینا مولوی مفتی شاہ سید آل مصطفٰی صاحب **دامت برکاتھم القدسیہ** صدر مرکزی آل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء بمبئی.

الجواب الجواب والمجیب الفاضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصیب متاب انا الفقیر ابوا لحسنین آل مصطفی القادری البرکاتی خادم السجادہ العالیۃ القادریۃ بست و البرکاتیہ فی المارھرۃ المطھرۃ دوم صفر المظفر ۱۳۸۰ھ سہ شنبہ

تصدیق حضرت مولانا مولوی مفتی شاہ نظام الدین صاحب قبلہ **دامت برکاتھم** سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ بدایوں شریف۔

الجواب صحیح ۔فقیر خواجہ غلام نظام الدین قادری خادم آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں تصدیقات حضرت علماء کرام ومفتیان ذوی الاحترام پیلی بھیت شریف

الجواب صحیح :- نذیر احمد قادری پیلی بھیتی صدر مدرس آستانہ شیریہ پیلی بھیت شریف

الجواب صحیح. بیشک رسالہ مبارکہ **القول الازھر فی الاقتداء** بلاؤڈ اسپیکر مصنفہ حضرت شیر بیشۂ سنت علامۂ زماں مظہر اعلیٰ حضرت مولینا مولوی مفتی حافظ حاجی قاری شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب قبلہ رضـــی

اللہ عنہ سے جو دلائل رسالہ مبارکہ مذکورہ میں تحریر فرمائے ہیں وہ حق صحیح ہیں۔

فقیر محمد جعفر غفرلہ محلّہ محمد واصل پیلی بھیت ۱۸رصفر المظفر ۱۳۸۰ھ جمعہ مبارکہ

قد اصاب فیما اجاب و علیہ الاجر و الثواب فقیر محمد مشاہد رضا خاں رضوی حشمتی عفی عنہٗ

جواب صحیح ہے۔ محمد شمس اللہ صدیقی بستوی محلّہ بھورے خاں پیلی بھیت

فقیر اس رسالہ مبارکہ کی تصدیق پہلے ہی کر چکا ہے بہترین رسالہ ہے مولیٰ تعالیٰ مجیب صاحب کو بہتر جزا عطا فرمائے آمین۔ محمد وجیہہ الدین قادری رضوی امانی غازی پوری غفرلہ آستانۂ ضیائیہ پیلی بھیت۔

تصدیق حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب مولانا مولوی مفتی حافظ قاری شاہ محبوب علی خاں **دامت برکاتھم العالیہ** خطیب وامام جامع مسجد اہلسنّت مدنپورہ بمبئی نمبر۔۸

الجواب ھوالصواب: فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ خطیب جامع مسجد اہلسنّت مدنپورہ بمبئی نمبر ۸

تصدیق حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب مولینا مولوی مفتی شاہ محمد طیب صاحب دانا پوری **دامت برکاتھم العالیہ** مفتی شہر جاورہ ضلع رتلام۔

نعم المجیب و نعم الجواب واللہ و رسولہ اعلم بالصواب فقیر ابوطاہر محمد طیب قادری رضوی دانا پوری غفرلہ مفتی شہر جاورہ ضلع رتلام ایم پی۔

تصدیق حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت جناب مولینا مولوی مفتی شاہ محمد باقر علی خاں صاحب **دامت برکاتھم العالیہ** صدر مدرس مدرسہ اہلسنّت بنارس۔

الجواب حق صحیح بلاریبً فقیر عبدالرسول محمد باقر علی خاں فاروقی الاشرفی غفرلہ صدر مدرس مدرسہ فاروقیہ اہلسنّت بنارس۔

تصدیق حضرت مولینا مولوی شاہ سید زاہد علی صاحب **دامت برکاتھم العالیہ** جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور پاکستان۔

الجواب صحیح والمجیب مصیب فقیر سید زاہد علی غفرلہ خادم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائیپور ۲۴رصفر المظفر ۱۳۸۰ھ

تصدیق جناب مولینا سید انوار حسین صاحب **دام ظلھم العالی** شاہجہانپور

الجواب صحیح ۔سید انوار حسین قادری رضوی شاہجہانپور **عفی عنه**

تصدیق جناب مولینا تراب علی صاحب کانپور **دام ظلھم العالی**

الجواب ما اصاب تراب علی خطیب جامع مسجد چمن گنج کانپور۔

تصدیق جناب مولینا محمد یعقوب صاحب **دام ظلھم العالی** دھانے پور

نعم الجواب ھوالصواب واللہ ھو رسولہ اعلم فقیر عبید الحشمت محمد یعقوب قادری رضوی حشمتی غفرلہ دھانے پوری مقیم وارد حال مکان نمبر ۴۶ محلّہ بھورے خاں پیلی بھیت۔

فتویٰ مبارکہ پرنور مرشد برحق مخدوم اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت گلبنِ باغ رضویت حضرت مفتی اعظم ہند مولینا الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب زیب سجادہ عالیہ قادریہ رضویہ دامت برکاتھم القدسیہ۔

۷۸۶۔نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں اگر میکروفون میں امام آواز ڈالے گا بے اس کے وہ آواز نہ لے گا تو اس عمل سے امام کی نماز جاتی رہے گی امام کی جائے گی تو مقتدیوں کی بھی جائے گی اور اگر ایسا لاؤڈ اسپیکر ہو کہ اس کے میکروفون میں آواز نہ ڈالی جاتی ہو فرض کیجئے وہ خود لیتا ہو امام کے منہ کے سامنے نہ ہو قریب ایک طرف رکھا ہوا ہو امام اس میں آواز نہ ڈال رہا ہو تو امام کی تو ہو جائے گی اور ان مقتدیوں کی بھی جو خود آواز سن کر اتباع امام کررہے ہوں مگر دور دور کے وہ مقتدی جن تک امام کی آواز پہونچ ہی نہ سکتی ہو وہ لاؤڈ اسپیکر ہی کی آواز کا اتباع کررہے ہیں ان کی نماز نہ ہوگی کہ لاؤڈ اسپیکر میں پہونچ کر امام کی آواز اس سے ٹکرا کر ختم ہوجاتی ہے جیسے گنبد میں بولنے والے کنوئیں میں بولنے والے کی آواز ختم ہوجاتی ہے پانی اور گنبد کے اس ٹکراؤ سے اور آواز پیدا ہوتی ہے ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر میں اور پیدا ہوتی ہے کئی بار ہم نے خود محسوس کیا ہے مقرر جو لفظ بولتا ہے ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر سے اسی طرح سے ہے جیسے گنبد اور کنوئیں سے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذالک سبیلا. (بنی اسرائیل ۱۱۰)

یہ مختصر فتویٰ نافع تقویٰ دافع طغویٰ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز اور متعلقات نماز میں ناجائز ہے۔

المسمیٰ بہا

قَصدُ السَّبِیل

از افادات

حقائق آگاہ و دقائق پناہ حامئ مذہب امام اعظم

الحاج مولینا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب

نقشبندی مجددی قادری چشتی امام شاہی مسجد فتحپوری دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

(۱) آلہ مکبّر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) پر خطبہ یا اذان پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اس آلہ پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ نماز صحیح ہوگی یا فاسد یا مکروہ؟

(۳) اگر آلہ مکبّر الصوت، مکبّر کے سامنے ہو تو نماز کا کیا حکم ہے؟

سائل۔ قیصر حسین۔ از کراچی راپسن روڈ، کوکنی مسلم جماعت خانہ

الجواب و هوالموفق للصواب

(۱) اگر نظر غائر سے کام نہ لیا جائے تو ظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ و اذان میں اس آلہ کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا۔ لیکن اگر بغور ملاحظہ کیا جائے تو اس کے جائز بلا کراہت ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی اس لیے کہ شریعت مطہرہ نے ان افعال کو ایک خاص ہئیت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے جس میں کسی قسم کی تغییر کو جائز نہیں، رکھا یہی وجہ ہے کہ جب فقہانے دیکھا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے قیام کی حالت میں خطبہ فرمایا تو بیٹھ کر خطبہ پڑھنے کو مکروہ فرمایا۔ اس طرح جب دیکھا کہ دوخطبوں کے درمیان قعود فرمایا ہے تو اس کے ترک کو ممنوع قراردیا۔ اور باوجودیکہ قیاس چاہتا تھا کہ اردو میں خطبہ یا اس کا کوئی حصہ غیرعربی میں پڑھا جائے لیکن جب دیکھا کہ عجم میں پہنچ کر بھی صحابہ رضی اللہ عنہ نے اس قیاس پر عمل نہ کیا تو غیرعربی میں خطبہ کے خلاف سنت اور مکروہ قراردیا۔ بلکہ صاحبین کے نزدیک تو بلا عذر غیرعربی میں خطبہ جائز ہی نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس زمانے میں اس مسئلہ میں اختلاف ہورہا ہے کہ اذان خطبہ کا مقام کہاں ہونا چاہیے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے عہد مبارکہ میں تو وہ اذان مسجد میں دی جاتی تھی۔ اسی طرح اور بہت سے مقام ہیں جس میں اس زمانہ پاک کے عمل پر نظر رکھتے ہوئے اس کے خلاف کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ اونہی میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے جس میں کلام کیا جارہا ہے کہ باوجودیکہ اذان میں رفع صوت مطلوب ہے چنانچہ شامی میں ہے و ینبغی للموذن ان یؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران و یرفع صوته لیکن اس کے واسطے بھی ایک حد مقرر ہے کہ موذن اپنی قوت کے موافق سے میں آواز بلند کرے اس سے زیادہ تکلف کی اس کو اجازت نہیں۔

عالمگیری میں ہے وی کرہ للموذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ۔ پس اس پرنظر رکھتے ہوئے فقہانے باوجودیکہ بگل جیسی چیزیں پائی جاتی تھیں جو آواز کو بلند کرنے والی تھیں۔لیکن ان کو اختیار نہ کیا۔اور انسانی قوت سے زیادہ جہر مفرط کے متعلق فرمایا کہ یہ کلام کے حکم میں ہے اور کلام اذان میں مکروہ ہے چنانچہ درمختار میں ہے الصیاح ملحق بالکلام فتح اور اسی میں ہے ولا یتکلم فیھما ای فی الاذان والا فامۃ اصلا ولو ردالسلام اور بھی اوسی میں ہے کہ بکرۃ تکلمہ فیھا ابے فی الخطبہ الالامر معروف۔ یونہی خطبہ کے درمیان سننے والے پر بھی کلام اور اس کی طرف التفات بلکہ وہ ہر شے جو اس کے لیے خطبہ سننے میں حارج ہو۔ مکروہ ہے۔منحۃ الخالق میں ہے قال فی البدائع یکرہ الکلام حال الخطبۃ وکذا قرأۃ القرآن وکذا الصلاۃ وکذا ما یشغل بالہ عن سماع الخطبہ انتھی اور طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے وفی شرح الزاھدی یکرہ لمستمع الخطبہ ما یکرہ فی الصلاۃ من اکل و شرب و عبث والالتفات نحوذالک و فی الخلاصۃ کل ما حرم فی الصلوٰۃ حرم حال الخطبہ انتھی اور غایت درجہ ظاہر کہ ہو نہیں سکتا کہ اس آلہ کی آواز اور اس کے تغیرات کی طرف التفات نہو تو اس صورت میں خطیب اور سامعین دونوں ہی اس فعل مکروہ کے مرتکب ہوں گے فقیر کو بارہا ایسی مجالس میں شرکت کا اتفاق پڑا جس میں مقرر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے تقریر کررہا تھا تو مجھے تو کبھی بھی ایسا موقع میسر نہ آیا جس میں پوری تقریر صاف سن سکتا ہمیشہ اس کے تغیرات ہی پریشان کرتے رہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ چونکہ مجھے مقرر کے قریب بیٹھنے کا اتفاق ہوتا رہا اس کا تو مجھے یقین ہے کہ پاس والے تو ہرگز مقرر کی پوری تقریر اس طرح نہیں سن سکتے کہ کسی وقت بھی اس آلہ کی طرف ان کی التفات نہ ہو اور سکون قلب کے ساتھ پوری تقریر سن لیں۔ممکن ہے کہ دور والے اس طرح سن سکتے ہوں۔ بہر حال بعض حصہ سامعین کا وہ بھی ہوتا ہے جن کے لیے اس کے تغیرات کی طرف التفات سے چارہ نہیں۔ اور یہ عبارات مذکورہ فقیہہ سے ثابت کیا جاچکا کہ غیر خطبہ کی طرف سامعین یا خود خطیب کا اثنائے خطبہ میں التفات مکروہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ شے اور بھی مفسدہ عظیمہ کی سبب ہوتی ہے جس کی وجہ سے نماز میں قرآن کریم کو جہر قوی کے سامنے پڑھنے کی ممانعت فرمائی گئی کہ مخالفین اسلام کو اس کے ساتھ استہزاء اور گستاخی کا موقع ملتا ہے لہٰذا ایک مقدار جہر سے جب فعل واجب یا سنت ادا ہوگیا تو اب اس سے زائد جہر بلاضرورت ہوگا جس کی اس مفسدہ کی وجہ سے اجازت نہیں دی جاسکتی فقال تعالیٰ ناھیالا تجھر بصلاتک ولا تخافت بھا وابتغ بین ذالک سبیلا وفی التفسیرات الاحمدی بیانہ ما قیل ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

کان یرفع صوتہ بقرأۃ فاذا سمع المشرکون لغو و سبوا فامر بان یخفض من صوتہ بھذہ الایۃ والمعنی لا تجھر بقرأۃ صلاتک حتی یسمع المشرکون ولا تخافت فبھا حتی لا یسمع من خلفک وابتغ بین ذالک ای بین الجھر والاخفاء سبیلا وسطا.

وفی انوار التنزیل فان الاقتصاد فی جمیع الامور محبوب انتھی ھکذا فی عامۃ التفاسیر اس آیۃً کریمہ اور اس کی تفاسیر نے جس امر پر تنبیہ فرمائی ہے وہ کسی پر پوشیدہ نہیں یہی حال مشرکین کا اذان کے باب میں تھا۔ **فقال تعالیٰ واذانا دیتم الی الصلوٰۃ اتخذوھا ھزوا ولعبا** ۔یعنی جب تم نماز کے لیے اذان دیتے ہو تو یہ لوگ اس کو ٹھٹھا وکھیل بناتے ہیں یہی حال خطبہ میں ہوسکتا ہے پھر جب تو ہنسی اور ٹھٹھا ہی تھا لیکن اب تو مقابلہ کے لیے بھی کھڑے ہوجاتے ہیں ہاں جب بس نہیں چلتا تو پھر گالیوں کے ساتھ پیش آتے ہیں تو ایسی حالتیں ان کلمات طیبات کے ساتھ بلاضرورت اس قدر بلند آواز کرنا کہ بازاروں اور کوچوں تک پھیل جائے اور ہرکس و ناکس کے کان اس کی طرف لگ جائیں یقیناً اس مفسدہ کے لیے مستلزم ہے۔ پھر اس زمانہ میں تو سوائے اقامتِ سنت کے دوسرا فائدہ بھی بہت کم ہے کہ عموماً اوقاتِ نماز کی گھنٹوں کے ساتھ تعیین ہے اسی وقت معین پر لوگ آتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس آلہ کے وجود کے وقت اذان کی ایک سنت اور مفقود ہوتی ہے کہ **حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح** کے وقت مؤذن کی تحویل وجہ چاہیے۔ اس وقت وہ بھی متعذر ہے۔ اور یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اب تحویل وجہ کی ضرورت ہی کیا ہے اس لیے کہ وہ مطلقاً اذان کی سنت ہے اگرچہ بچہ کی کان ہی میں کیوں نہ کہی جاتی ہو چنانچہ درمختار میں ہے **ویلتفت فیہ یمینا ویسار لصلوٰۃ و فلاح وللوحدہ اولمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقاً انتھیٰ** غرض ان وجوہ و دلائل مذکورہ سے ثابت ہے کہ اذان و خطبہ میں اس آلہ کا استعمال باعثِ کراہت ہے۔

(۲) وہ دلائل جو ہم نے اذان و خطبہ میں ذکر کئے کراہت نماز کے اثبات کے لیے بھی کافی ہیں خصوصاً آیۃً کریمہ **لا تجھر بصلاتک الایۃ** لہٰذا ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں کہ اختصار مدنظر ہے لیکن اس میں ایک ایسا امر **اقبح القبائح** اور بھی پایا جاتا ہے جس کے سامنے وہ مفاسد جو ذکر کئے گئے کوئی حقیقت نہیں رکھتے اور وہ ہے جو سرے سے نماز ہی باطل کرتا ہے اس لیے کہ نمازی کا ایسے کے ساتھ تعلیم وتعلم کا علاقہ جو اس کی نماز میں شرکت نہیں رکھتا مبطل نماز ہے اور یہ شے یہاں موجود ہے۔

اس سے پہلے کہ اس دعوے کے لیے دلیل پیش کی جائے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ آواز کیا شئے ہے اور وہ

کیونکر پیدا ہوتی ہے اور کہاں تک کام کرتی ہے تو یہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ کیا شئے ہے رہا اس کے پیدا ہونے کا سبب سو اس کا سبب قرع یا قلع ہے ایک شئے کا مقابلہ والی سے شئے سے سختی کے ساتھ ملنا قرع کہلاتا ہے اور اس سے بسختی جدا ہونے کو قلع کہتے ہیں متکلم کے گلو وزبان کی حرکت جب ہوائے دہن پر قرع کرتی ہے تو اشکال حرفیہ پیدا ہوکر کلام کی صورت جلوہ گر ہوتی ہے پھر اس سے جدا ہوکر ہوائے مجاور کو قرعِ کرتی ہے یونہی جب تک قرع اوّل کی قوت یاری دیتی ہے ہوا کے اگلے حصوں میں قرع وقلع ہوتا ہوا چلا جاتا ہے جس سے ہوا کے اندر ایک تموج اور لہر پیدا ہوجاتی ہے پھر جس قدر اس میں ضعف آتا جاتا ہے یہ لہر بھی ہلکی پڑتی جاتی ہے یہاں تک کہ ایک حصہ پر جاکر ختم ہوجاتی ہے۔ یہی وہ لہر ہے جس کے ہر حصے میں متکلم کی آواز اور اس کا کلام ساری ہوتا ہے کہ پہلے قرع سے جو کلام پیدا ہوا تھا اس ہی کا سلسلہ یہاں تک پہونچا ہے پس اس لہر کے درمیان اگر کسی کا کان واقع ہوجاتا ہے تو وہ یہ کلام سن لیتا ہے اور جس کے کان تک یہ سلسلہ نہیں پہنچتا وہ نہیں سن سکتا اور ضعف کی حالت میں پہونچتا ہے تو کچھ سنتا بھی ہے تو سمجھ نہیں سکتا۔ شرح مطالع میں ہے **والمشهور ان السبب الاكثرى للصوت هو تموج الهواء بقرع اوبقاع عنيف والتموج عبارة عن امر يحدث فى الهواء بصدم بعد صدم و سكون بعد سكون هذ التموج سببه القرع وهو امساس عنيف او القلع وهو تفريق عنيف فان القرع والقلع كل منهما يموج الهواء الى ان ينقلب من المسافة التى سلكها لقارع انتهى مافيه** صفحہ ۹۱۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ آواز وکلام کی پیدائش کا سبب یہ قرع یا قلع ہے جہاں تک بھی اس کی قوت کا کام کرتی ہے سننے والوں کو منتفع کرتی ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی دریا پر پتھر زور سے مارے تو اس پتھر کا قرع جس قوت سے سطح دریا پر واقع ہوگا۔ اسی قدر دور تک اس کی لہریں جائیں گی۔ جب یہ شئے ذہن نشین ہوچکی تو اب غور فرمائیں کہ امام کے گلو زبان کا قرع تو ایسا قوی نہ تھا جو ہوا کی لہروں کو میلوں تک پہنچاتا تو لامحالہ یہی کہا جائیگا کہ اس لہر میں جو قرعات کا سلسلہ جاری تھا اس میں سے کوئی قرع اس آلہ میں واقع ہوا ہے اور اس نے اس قرع کو برقی قوت سے ایسا قوی کردیا ہے جس سے اگلے قرعات وقلعات کا سلسلہ دراز ہوگیا۔ یا یوں کہیے کہ یہ ہوائے متکیف بالکلام اس آلہ میں پہنچی اور اس نے اُس پر قرع کرکے اگلی ہوا میں ایک نیا تموج قائم کردیا بہرحال اگلی ہوا کے تموج کا سبب قریب یہ آلہ ٹھیرے گا اور اس کی نسبت اس آلہ کی طرف کی جائے گی۔ اس ہی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز آرہی ہے اس کی مثال یوں خیال کیجیے کہ ایک بچہ گیند پھینکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس وقت یہ گیند دس پندرہ قدم پر جاکر رک جاتی ہے لیکن ابھی اس کی رفتار ختم ہونے نہیں پاتی کہ

ایک قوی پہلوان اوس پر اور ٹھوکر لگا دیتا ہے تو اب وہ گیند بجائے دس پندرہ قدم کے دس پندرہ سو قدم پہونچے گی تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس قدر دور اس بچہ نے گیند پھینکی ہے ہرگز نہیں اب وہ اس ہی پہلوان کی طرف نسبت کی جائیگی یہی حال گنبد وغیرہ کی گونج کا ہے کہ متکلم سے جو قرع وقلع کا سلسلہ چلا تھا اس میں گنبد کے تصادم سے اس کا تصرف بھی ہوگیا اور اس کے ٹکرانے سے یہ سلسلہ واپس آیا تو اب واپسی کے بعد جو کلام مسموع ہوگا وہ اگرچہ متکلم کا ہی ہوگا لیکن چونکہ اس میں غیر کا تصرف ہوگیا اس لیے اب اس کا وہ حکم نہ رہے گا جو بلا شرکت غیرے میں تھا۔ چنانچہ تالی یہ سجدہ تلاوت کرتا ہے اور اس کو جو مکلّف سنتا ہے اس پر سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے لیکن اس ہی کو اگر اس گونج سے سنا ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا کہ اب اس کو ایک غیر مکلّف کے ساتھ نسبت ہوگئی چنانچہ تنویر میں ہے **لا تجب بسماعة من الصدا انتھٰی** اور اگر غور کیجئے تو یہ قصہ بھی **مانحن فیه** میں پایا جاتا ہے کہ یقیناً اس میں ایک قسم کی گونج پائی جاتی ہے۔ اور اس آلہ میں کلام کی وہ شان نہیں رہتی جو بلا آلہ کے کلام میں ہوتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح گیند کی ٹھیس اس تموج کی حیثیت بدل دیتی ہے یہ بھی اسی طرح بدلتا ہے فرق صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ گنبد آواز کو واپس کرتا ہے اور یہ آگے بڑھاتا ہے تو یہ شے اس کو متکلم کا عین قرار نہیں دے سکتی بلکہ اس میں ایک مزید فرق یہ اور ہے کہ لہریں ایک جدید قوت عظیم پیدا کر دیتا ہے جس میں یہ اس سے منفرد ہے تو جو حکم گنبد کی آواز کے لیے ہوگا اس کے لیے بالاولی ہوگا۔ یہاں ایک شبہ واقع ہوسکتا ہے جب صدور کلام کے باعث متکلم ہے تو کیا وجہ ہے کہ اس کی طرف اس کلام کی نسبت نہ کی جائے۔ سو ہماری اس تقریر کا یہ منشا نہیں۔ نسبت تو اس کلام کی ضرور کی طرف کی جائے گی۔ اور کلام اسی متکلم کا کہا جائے گا۔ لیکن ہم تک جو اس کلام پہنچانے کا واسطہ پڑا ہے اس کو بھی **کالعدم** نہیں کیا جاسکتا کہ ہمیں تو اس آلہ ہی نے اس کلام سے منتفع کیا ہے تو یہ کیسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ تأمل کی جائے گا۔ تو ایسے نظائر بہت مل جائیں گے جن میں وسائط سے احکام بدلنے لگتے ہیں مثلاً اسی کلام کو ایک دوسری جہت سے ملاحظہ کیجئے کہ اس تموج کی حالتیں جس میں یہ مسموع ہوتا ہے اس کو فوٹو گراف کی پلیٹوں میں محفوظ کرلیا جاتا ہے پھر اس قدر مدت کے بعد کہ اس کا متکلم انتقال بھی کر جاتا ہے فوٹوگراف کے ذریعہ پھر اس پر جدید قرع واقع کیا جاتا ہے تو پھر وہی کلام سننے میں آنے لگتا ہے تو کیا اب بھی آپ فونو کو نظر انداز کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ مرنے والا کلام کررہا ہے۔ ہرگز نہیں کہ کلام تو متکلم ہی کا ہے لیکن اس کا پہنچانے والا فونوگراف ہے پھر یہاں کیوں تأمل ہے اور لاؤڈ اسپیکر کو کیوں **کالعدم** کیے دیتے ہیں کہ حالت تو دونوں ہی کی یکساں ہے۔ دونوں ہی نے اس لہر سے یہ کلام حاصل کیا

جو متکلم کی قرع نے پیدا کی تھی اور دونوں ہی متکلم اور مستمع کے درمیان واسطہ پڑے ہیں الحاصل اس بیان سے ثابت ہوا کہ یقیناً اس قدر مسافت بعیدہ پر یہ آلہ امام کی آواز اور اس کی تکبیرات وغیرہ پہنچانے کے لیے واسطہ ہوگا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ آلہ امام اور مقتدیوں کا غیر ہے۔ اور امام کا غیر مقتدی کے قول پر اور مقتدی کا غیر امام کے قول پر عمل کرنا مفسد صلوٰۃ ہے پس اس آلہ کی آواز پر جو لوگ ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ چنانچہ ردالمحتار میں ہے۔ (کذا الاخذ) ای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من فتح علیه مفسد ایضا کما فی البحر عن الخلاصة او اخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته کمافیه عن القنیة انتھٰی ہوسکتا ہے کہ کسی سائنس دان اور ماہر فن کی تحقیق فقیر کی اس تحقیق کے مخالف ہو تو یاد رکھئے کہ اس باب میں کافر یا فاسق کے قول کا تو اصلا اعتبار ہی نہیں ہاں متقی کے مقابلے میں گنجائش ہے کہ فقیر کی تحقیق کا اعتبار نہ کیا جائے تو اوّل تو ایسا شخص ان شاء اللّٰه تعالیٰ میسر ہی نہیں آسکتا اور بالفرض نہایت درجہ کی تلاش سے میسر آ بھی جائے تب بھی حرمت و حلت کے دلائل کے تعارض کے وقت دلائل حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے لہٰذا میرا ہی قول احق بالقبول ہوگا۔ اور یہ بھی نہیں تو کم از کم ان دلائل سے شبہ تو ضرور ہی واقع ہوتا ہے اور شبہ بھی مقتضی ہے اس کے ترک کو فان الظن فی الفقھیات ملتحق بالیقین حاکم حقیقی جل و علا کا ارشاد ولا تقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل ذالک کان عنه مسئولا یعنی جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہو تو اس پر عمل مت کر کہ ہر شخص سے اس کے کان آنکھ اور دل سے پوچھ ہوگی بادی النظر میں اس جیسے آلات بڑے بھلے اور مفید معلوم ہوتے ہیں اور خیال کیا جاتا ہے کہ یقیناً ان آلات کی ہمارے لیے سخت ضرورت تھی کہ اب تک ہم اس سے محروم تھے کہ اپنے امام کی بلاواسطہ تکبیرات سنتے اور اس کی قرأت ہمارے کانوں تک پہنچتی، نصاریٰ کا شکریہ ہے کہ اس نے ہماری اس دینی ضرورت کو پورا کردیا۔ لیکن نہ سمجھے کہ نصاریٰ نے اس پردہ میں تم سے آیتہً کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کی تکذیب کرادی اعاذنا اللّٰه تعالیٰ نہ اس کا شعور ہوا کہ اب امام کی آواز میں شیطانی آواز کا دخل ہوگیا۔ انہیں جیسی آوازوں کے ذریعہ تو بہکانے پر آمادہ ہوکر شیطان آیا تھا جس پر ارشاد ہوا تھا واستفزز من استطعت منھم بصوتک الایه۔ یعنی جس جس پر تیرا قابو چلے تو اپنی چیخ و پکار سے اس کا قدم اکھاڑ دیجو اور اپنے سوار اور پیادے ان پر چڑھا لیجو اور ان کے مال و اولادیں شرکت کرلیجو اور ان کو وعدے دے لیجو۔ (کہ یہ آوازیں تمہارے دین کو قبول کرنے والی ہیں) لیکن ہے یہ کہ اس کا وعدہ محض مکروفریب ہے انتھی نہ اس پر غور کیا کہ اس پردہ میں قرآن کریم کی اہانت کرائی جارہی ہے اور اس کا تماشا بنایا جارہا ہے۔ قرآن کریم

نے فرمایا افمن ھٰذا الحدیث تعجبون و تضحکون کیا تم اس کلام پاک کو اچنبھا بناتے ہو اور ہنسی کرتے ہو عالمگیری میں ہے ومن حرمة القرآن ان لا یقرأفی السوق انتھی فقیر تو عبادت کے اندر اس آلہ کی ممانعت کرتا ہے بعض محققین تو عام تقاریر میں اس کے استعمال کو ناجائز جانتے ہیں چنانچہ دس بارہ سال ہوئے ایک بڑے محقق عالم نے فقیر کے پاس عام مجالس میں اس آلہ کے استعمال کے متعلق سوال ارسال کیا تھا جس کا جواب دیا گیا تھا کہ مکروہ تنزیہی ہے پس بضرورت اس کا استعمال جائز ہے۔ لیکن جب ان سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ میرے نزدیک تو مطلقاً اس کا استعمال ناجائز وحرام ہے جس کو میں نے اپنے فتوے میں دلائل قویہ سے ثابت کیا ہے میں اس کی نقل آپ کو بھیجوں گا لیکن پھر ان کا وصال ہوگیا تو میں نے ان کے صاحبزادے سے (کہ وہ بھی بڑے عالم اور مفتی شہر ہیں) اس فتوے کو طلب کیا لیکن ان سے دستیاب نہ ہوسکا۔ غالبًا علامہ مرحوم نے اس کو آلات لہویہ سے شمار فرمایا فقیر کے خیال میں اگرچہ یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی لیکن اس میں شک نہیں کہ آلات جہاں ضروریات زندگی کے لیے مفید ہیں وہاں مسلمانوں کو معصیت میں واقع کرنے کے لیے بھی بڑے قوی ذریعہ ہیں۔ ان کی ایجاد سے نصارا کی اصل غرض تو مولیٰ تعالیٰ ہی جانے لیکن ان کی چھپی دشمنی کا اقتضا یہ ضرور ہے کہ تمہیں اسلاف کے طریقے سے متزلزل کردیں چنانچہ وہ برابر ہی اس امر میں کوشاں رہے لیکن جو کام وہ سو سال کی لگاتار کوشش کے باوجود بھی نہ کرسکے۔ ان آلات کے ذریعہ چند ہی سالوں میں اس پر کامیاب ہوگئے۔

اگر آپ غور کریں گے تو شیطان کا کام جیسا ان آلات کے ذریعے نکلا ہے دوسرے ذرائع سے کم نکلا ہے۔ اسی طرح بعض مصنوعات ان کے اور بھی ایسے ہی ہیں۔ چنانچہ فقیر کے پاس ایک مصلے قالینی آیا جس میں پیروں کے مقام میں ایک ایسی تحریر میں کلمہ شریف لکھا ہوا تھا۔ جو سرسری نظر سے نہیں پڑھا جاتا تھا یوں تم سے محرمات شرعیہ کی توہین کرائی جاتی ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ بعض الناس کی وہ دلیل کیا ہوئی جو خیر القرون میں نہ ہو وہ بدعت ہے یہاں تو کوئی وجہ ہی نہیں نکلتی جو اس کو بدعات سے خارج کردے کہ صراحتہً طریقہ سنت کی مغیر ہے پس جمہور اہلسنت کے نزدیک بھی اس کی بدعت ہونے میں شک نہیں۔

(۳) اس آلہ کے ذریعہ مکبّر کی تکبیر پر جو شخص ارکان نماز ادا کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی۔ لما تقدم من الدلائل نیز در مختار میں ہے وبہ علم جواز رفع الموذنین اصواتھم فی جمعة وغیرھا یعنی اصل الرفع اماماتعارفوہ فی زماننا فلایبعد انہ مفسد اذا الصیاح ملحق بالکلام فتح و قال الشامی لماراہ من تعقبہ انتھی بلکہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت تو اگر مکبّر صرف تبلیغ کی نیت کریگا اور اپنی تکبیر کی نیت نہ کریگا تب تو خود

اس کی نماز بھی نہ ہوگی۔ جس میں کسی کا اختلاف ہی نہیں۔ یہی حکم امام کا ہے کہ اگر وہ تکبیر تحریمہ یا قرأت میں محض تبلیغ کی نیت کریگا تو نہ اس کی نماز ہوگی نہ اس کے مقتدی کی۔ اور جب ثابت ہوچکا کہ یہ آلہ باعتبار آواز کے خود مستقل حیثیت رکھتا ہے تو اب اس کا بھی احتمال ہے کہ اذان وخطبہ کا اعتبار ہی نہ ہوتو اس صورت میں تو ان دونوں اعادہ ضروری ہوگا ورنہ دوسری نمازوں کی اگرچہ یک سنت موکدہ ہی جائے گی لیکن نماز جمعہ تو اصلا ادا ہی نہ ہوگی۔ کہ خطبہ اس کے شرائط سے ہے **لان اذان الصبی الذی لا یعقل غیر صحیح کالمجنون والمعتوہ کما فی الشامی فکیف یصح اذان غیر الانسان واماالخطیب فیشترط فیه ان یتاھل للامامة فی الجمعة کما فی العالمکیری وھذہ الالة لیست باھلھا** فقیر کی چونکہ اختصار پرنظر ہے اس لیے ان اجوبہ میں کراہت یا بطلان کے وہی وجوہ ذکر کئے جنہیں زیادہ کچھ پوشیدگی نہ تھی۔ اور ایک منصف کے اطمینان کے لیے کافی تھے ورنہ اگر نظر بلیغ سے کام لیا جائے گا تو اسی قسم کے متعدد وجوہ اور بھی پائیں گے۔ الحاصل اس آلہ کا استعمال نہ اذان وخطبہ میں جائز ہے نہ نماز کے اندر تکبیر وقرأت میں)

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم

محمد مظہر اللہ غفرلہ شاہی امام جامع مسجد فتح پوری

الجواب صحیح و صواب والمجیب مصیب و مثاب

مجیب علامہ امام ہمام اہل سنت ابی و استاذی دامت برکاتھم العالیہ نے جو عبادات میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی کراہت وحرمت کی تحقیق انیق فرمائی ہے وہ اس عاجز کو خاتم التحقیقات نظر آتی ہے۔ غالبًا اسی بنا پر دیگر وجوہ حرمت و کراہت کو نظر انداز فرمادیا گیا ہے اس سلسلہ میں جو وجوہ کراہت احقر کے علم میں ہے ان کا اس مدلل ومکمل تحقیق کے سامنے پیش کرنا گو آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ لیکن آج کل عوام تو درکنار بعض علماء تک یہ کہتے ہیں کہ عبادات مذکورہ کے اندر اس آلہ کے استعمال میں شرعاً کوئی قباحت نہیں اس لیے دیگر شرعی قباحتوں کا اظہار کردینا بھی ایک اعتبار سے ضروری ہے سو واضح ہو کہ (۱) خطیب کا سامعین کے مواجہ میں ہو نا مسنون ہے اور یہ آلہ خطیب کے مواجہت میں بلاضرورت کے حائل ہوکر سنت مواجہت کا مزاحم ہوتا ہے۔ (۲) اسی طرح سامعین کا خطیب کے مواجہ ہونا مسنون ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ خطیب سے دائیں بائیں کی جانب ہیں ان کا بھی خطیب کی جانب کرنا سنت ہے۔ اس آلہ کے استعمال کی صورت میں یہ سنت بھی مفقود ہوتی ہے کہ اب خطیب کی جگہ خود یہ آلہ اس کا قائم مقام ہوگیا ہے۔ اگرچہ سامعین کی طرف ردگرداں ہے مگر خطیب کے فرائض تو وہی انجام دے رہا ہے۔ اور نہ صرف آلہ بلکہ اس کے ہارن بھی جو سامعین کے آگے پیچھے دائیں بائیں ہر طرف لگے ہوئے ہیں تو سوال یہ ہے کہ سامعین اب خطیب کی طرف منہ کریں یا آلہ اور ہارن کی طرف۔ اور ہارن کی طرف کریں تو کون سے ہارن کی طرف۔ (۳) نیز خطیب کا کھڑا ہونا بھی سنت کے درجہ میں ضروری ہے اس آلہ کے ہوتے ہوئے یہ ضرورت بھی ایک حد تک باقی نہیں رہتی۔ (۴) نیز خطیب کا منبر پر ہونا بھی مسنون ہے جس میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ خطیب کے مشروع وغیر مشروع حالت کا دور تک معائنہ ومشاہدہ ہوسکے اور اس کے جذبات حالیہ قوم پر اثر انداز ہوسکیں۔ یہ آلہ اس سنت کے بھی بعض مقاصد میں مزاحم ہے۔ (۵) نیز خطبۂ ثانیہ میں خطیب کا پست آواز کرنا بھی سنت ہے۔ لیکن یہ آلہ اس کی پست آواز کو بھی اس کی بلند آواز سے زیادہ بلند کرنے والا ہے۔ اس صورت میں خطیب اگرچہ خطبہ اولی کی بہ نسبت پست آواز نکالے مگر سامعین تو بلند آواز سننے کی مشقت میں مبتلا رہیں گے۔ اور مانا کہ یہ خطیب بلند آواز نکالنے کی مشقت سے چھوٹ گیا ہے مگر بلند آواز سننے کی مشقت سے اس کو رہائی نہیں ہوئی غرض اس آلہ کے ہوتے ہوئے خطبۂ ثانیہ میں پستی آواز کی سنت متروک ہو جائے گی اسی طرح اس آلہ کا استعمال امام کے لیے غایت درجہ بدعتِ مذمومہ ہے اور نماز کو مکروہ تحریمی بلکہ فاسد و باطل کرنے والا ہے کیونکہ از روئے قواعد تجوید اس آلہ کے استعمال سے بولنے والے کی آواز کو

خوبی کا مفقود ہونا لازمی امر ہے۔ لیکن کبھی (۶) تغیر کم ہوتا (۷) کبھی زیادہ اور کبھی (۸) تغیر قبیح واقبح پیدا ہو جاتا۔ ان تغیراتِ اربعہ میں سے ایک نہ ایک تغیر ہر لاؤڈ اسپیکر میں ضرور پایا جاتا ہے اگر یہ آلہ نہایت جدید واعلیٰ ہو کہ اس کے سبب صحت تلفظ میں اصلاً فرق نہ آئے صرف چودہ حروف میں معمولی سا تغیر ہوتا ہو تو اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی۔ چنانچہ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں کہ امام اپنے منہ میں کوئی چیز رکھے ہوئے قرأت کرے تو اس سبب سے قرأۃ میں کم تغیر پیدا ہوگی تو نماز مکروہ ہوگی۔ اور اگر تغیر فاحش پیدا ہو کہ وہ شے صحت تلفظ سے مانع ہے نماز فاسد ہو جائے گی اس صورت میں اُمّی کے پیچھے قاری کی اقتداء کی شکل بھی داخل ہے اور تغیر قبیح یہ کہ صحت تلفظ بگڑنے کے ساتھ آواز بھی نہایت کریہہ ہو جائے اور تغیر اقبح یہ کہ اس میں سے گوز کی سی آواز نکلنے لگے جب اس آلہ کی آواز امام کی آواز قرار دی جائے تو ظاہر ہے کہ امام کی ایسی بھونڈی قرأۃ مفسد نماز ہے پھر نماز میں اس آلہ کے استعمال کی تین ہی صورتیں ہوسکتی ہیں یا امام کے گلے میں حمائل ہو یا سامنے یا دائیں بائیں رکھ جائے۔ (۱۰)، (۱۱)، (۱۲) ہر سہ صورت میں نماز مکروہ خلاف سنت ہوگی چنانچہ فقہائے کرام تصریح فرماتے ہیں۔ تلوار وغیرہ کوئی ایسی شے حمائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے جو نمازی کو اپنی جانب مشغول کرے۔ اگر یہ آلہ امام کے دائیں بائیں رکھا جائے تو یقیناً اتنی طاقت والا ہوگا جو امام کی خفی آواز کو بھی منتشر کردیگا۔ لہٰذا جو اذکار سِراً مسنون ہیں وہ اس آلہ کے سبب جہراً ادا ہونگے اور یہ مکروہ وخلاف سنت ہے۔ نیز (۱۳) کبھی اس کی آواز رک رک کر نکلتی ہے جب اس کی آواز امام کی آواز قرار دیجائے تو اس صورت میں دور کے مقتدیوں کے حق میں امام کو ہکلا قرار دیا جائے گا اور ہکلے کے پیچھے غیر ہکلے کی اقتدا درست نہیں۔ کبھی اس میں سے بے معنی صوت نکلنے لگتی ہے تو اس لحاظ سے امام کو معتوہ قرار دیا جائے گا۔ جس کی امامت غیر معتوہ کے لیے جائز نہیں۔ (۱۴) کبھی اس میں لثغ یعنی فاءٔ فاۃ قاء قاۃ وغیرہ جیسے نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ غیر معذور کے لیے ان نقائص کے ساتھ قرأت سخت حرام اور مفسد نماز ہے۔ نیز (۱۵) بازار وغیرہ میں قرآن شریف پڑھنا جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گناہ ہے اور امام کے لیے اس آلہ کا استعمال کرنا اکثر اس قباحت کو مستلزم ہوگا۔ نیز (۱۶) یہ آلہ نمازیوں کے انتشار کا سبب بھی ہوسکتا ہے جبکہ دوران نماز میں بند ہو جائے اور درست کرنے والا اس کے درست کرنے پر قادر نہ ہو یہ تقریر اس صورت میں ہے جبکہ اس آلہ کی آواز امام کی آواز قرار دی جائے اور اگر اس کی آواز گنبد کی آواز کے مانند غیر امام کی قرار دی جائے تو اس کی آواز پر اقتدا کرنے والوں کی نماز سرے سے باطل ہوگی۔ جیسا کہ مجیب علامہ نے محقق و مبرھن فرمایا۔ جب بولنے والے کی آواز اس

آلہ سے ٹکرا کر اور گنبد کی آواز سے زیادہ متغیر ہو کر چاروں طرف پھیلتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کو گنبد کی آواز کے مانند غیر امام کی آواز قرار نہ دیا جائے۔ اگر یہاں یہ شبہ پیدا کیا جائے کہ گنبد کی صدا بولنے والے کی آواز سے بہت صاف طور پر الگ مسموع ہوئی ہے اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز بولنے والے کی آواز کے ساتھ ایسی مدغم ہوگئی ہے کہ الگ مسموع نہیں ہوتی تو اس کا جواب یہ ہے الگ مسموعِ نہ ہونے کا سبب مدغم ہونا نہیں بلکہ آواز ٹکرانے کی جگہ کا نزدیک ہونا ہے چنانچہ اگر بولنے والا یہ آلہ اپنے منہ سے کچھ فاصلے پر رکھے تو قریب کے سامعین پر یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اس آلہ کی آواز بولنے والے کی آواز سے بالکل جدا ہے کیونکہ وہ دو آوازیں بالکل صاف سنتے ہیں ایک بولنے والے کی اصلی آواز دوسری آلہ سے متغیر شدہ آواز اور اگر اس پہلو پر نظر ڈالی جائے کہ اس آلہ کے استعمال کے وقت اس پر ایک نگراں ضرور مقرر ہوتا ہے جو اس کی آواز کو بند کرنے اور جاری کرنے پر پوری قدرت رکھتا ہے حتی کہ یہ قدرت بولنے والے کو حاصل نہیں تو اس لحاظ سے بھی آلہ کی آواز جن کی غیر امام کی ہی قراردی جائے گی۔ خصوصاً یہ آلہ تکبیر تحریمہ کے بعد اس کی آواز کھولی جائے یا اس کا نگراں دوران نماز میں اس کی آواز بند کر کے کھولدے کہ ان تینوں صورتوں میں اس آلہ کی آواز ہونا بالکل ظاہر ہے کہ غیر ہی کے فعل و اختیار سے جاری ہوتی ہے اور یہ تو بر سبیل تنزل کہا گیا ورنہ حق احق بالاتباع وہ ہی ہے جو اعلیٰ حضرت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت امام اہل سنت دامت برکاتھم نے محقق و مبرھن فرمایا **فشکر اللّٰہ سعیھم فجزاھم اللّٰہ عنا خیر الجزاء** اور اس آلہ میں اذان کی کراہت کے جود و سبب تحریر فرمائے۔ ان کے علاوہ عدم جواز کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس آلہ میں بولنے والے کو اکثر اس کی خرابیوں کا احساس نہیں ہوتا۔ لہٰذا مؤذن وغیرہ کے لیے اپنی اذان وغیرہ عبادات کو خرابیوں کے خطرہ میں ڈالنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ **فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم**

احقر مشرف احمد غفرلہٗ امام مسجد شیخان باڑہ، دہلی۔

احقر نے اس آلہ مکبّر الصوت لاؤڈ اسپیکر پر اذان کہنے خطبہ پڑھنے نماز پڑھانے نمازوں کی تکبیریں وغیرہ کہنے کی ممانعت میں جناب مولنا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری دہلی دامت بر کاتھم کے جوابات سوال مذکور بالا کے نمبروں کے متعلق دیکھے۔ بحمد للّٰہ تعالیٰ صحیح ہیں اور باوصف بسط مدلل جن کے بعد مزید لکھنے کی حاجت نہیں تاہم بہ نیت تغیر منکہ بہ تائید مختصر بھی خالی از فائدہ نہ ہوگی کہ دراصل امر مذکورہ بالا امور شرعیہ میں سے ہیں۔ ان کی تغییر تحریف شرعاً سخت مذموم ہونے کی وجہ سے نادرست ہے چونکہ عبادات کی تغییر پہلی مغضوب علیھم اور ضالین قوموں کا رویہ رہا ہے جس کی قرآن مجید میں مکرو مذمت مذکور ہے۔ اگر چہ اس امت کے بعض افراد بھی یہ فعل بہ پیشین گوئی نبوی ضرور کریں گے۔ لیکن آنحضرات ﷺ کی دوسری اس پیشین گوئی کے مطابق کہ میری امت و بلفظ دیگر امتِ محمد یہ علیٰ صاحبہا الصلاۃ والسلام ضلالت پر مجتمع نہ ہوگی۔ اہلِ حق اس امر محدث کا ردّ حدیث من احدث فی امرنا ھذا مالیس منھم فھورد پر عمل پیرا ہوکر ضرور کریں گے۔ چنانچہ مستفتی صاحب زید مجدھم کا سوال اور جناب مفتی صاحب دامت فیوضھم کے جوابات پیشین گوئی ثانی کے ماتحت فریضہٗ متعلقہ کی ادائیگی کے قبیلہ سے ہے اور اس احقر کی تائید بھی علیٰ ھٰذا پس مخفی نہ رہے کہ جب یہ اذان و خطبہ وغیرہ امور شرعیہ سے ٹھیرے یعنی اُن حقیقتوں کے ساتھ جو شارع کی طرف منقول ہوئی ہیں تو وہ ازروئے روایات و مشاہدات یقیناً اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ مکلفین کے دل زبان ہاتھ وغیرہ اعضاء کے خالص اعمال ہیں جن میں انھیں مداخلت آلہ شرکت غیر ہی تشبہ قھری سے صریح طور پر باز رکھ گیا ہے۔ چنانچہ جب ۲ھ یا ۱ھ میں علی القولین یہ ندا اقوامِ عالم کی نداؤں سے جدا مشروع ہوئی تھی تو اس سے پیشتر آگ جلانے قرنِ یعنی سنکھ اور ناقوس بجانے سے بحضور نبوی ﷺ تمام صحابہ نے اعراض فرمایا یہ اعراض امت کے اجماعوں میں بعد از ہجرت اوّل اشرف و افضل اجماع تھا۔ آخر اسی مجلس میں حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کی یہ رائے کہ کسی مشتہر کو بھیج کر نماز کی ندا دلا دی جائے۔ آنحضرت ﷺ نے پسند فرما کر حضرت بلال رضی اللّٰہ عنہ کو حکم دیا کہ اٹھو اور نماز کی داد و چونکہ یہ بلند آواز تھے یہ نماز کے وقت آنے پر الصلوٰۃ جامعۃ پکار دیا کرتے تھے لیکن یہ پکار ہنوز مقرر نہیں ہوئی تھی۔ حق تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد اس اذان کو جو دینِ حق کی حقانیت اور رکیک حرکات سے برأت کا مایۂ نازممتاز نشان سے مشروع فرمانا چاہا تو ایک ہی شب میں احد عشر کو کیا یعنی آنحضرت ﷺ کے جانثاروں ہدایت کے گیارہ ستاروں کو نبوت کے چھیالیسویں جز رویائے صالحہ یعنی خواب میں ایک ایسے شخص کی زبانی جو ہاتھ میں ناقوس لیے ہوئے تھا۔ اذان کے کلمے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر سے لا الہ الّا اللّٰہ تک سکھائی جب کہ خواب

دیکھنے والوں نے کلمات سکھانے والے شخص سے ناقوس خریدنا چاہا تو اس نے کہا اس کو لے کر کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا، ہم اس کے ذریعہ نمازیوں کو نماز کے لیے بلائیں گے۔ اس شخص نے کہا اس سے بہتر نہ بتاؤں۔ خواب دیکھنے والوں نے کہا ضرور اس نے کہا یہ کہو **اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر** آخر تک خواب دیکھنے والوں میں سے عبداللہ ابن زید نے سب سے پہلے آ کر اپنا خواب بیان کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ خواب حق ہے تم نے جو دیکھا ہے وہ بلال کو بتاتے جاؤ وہ بلند آواز ہیں چنانچہ انہوں نے بتانا شروع کیا اور بلال نے اپنی فطری بلند آواز سے ندا دینی شروع کی حضرت عمر **رضی اللّٰه عنه** یہ ندا سن کر خوش خوش جلدی میں چادر گھسیٹتے ہوئے دوڑے دوڑے آئے اور عرض کیا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا۔ میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جو عبداللہ ابن زید دکھائے گئے ہیں بالآخر آنحضرت ﷺ نے اس ندائے غیبی کو بوحی یا باجتہاد ۲ھ یا ۱ھ میں قیامت تک کے لیے مشروع فرمادیا۔ سو اس عہد مبارک سے لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد کے بہت بعد تک آپ کی امت اجابت کہ ان تہتر فرقوں میں جن پر امت کے متفرق ہونے کی آنحضرت ﷺ نے خبر دی تھی۔ یہ **سنت متوارثه** پر آنکہ ساڑھے تیرہ سو برس سے زائد متوارث رہی کس نے اس میں کسی آلہ کا کبھی استعمال نہیں کیا اس لیے نہیں کہ کوئی آلہ ایسا موجود نہ تھا۔ بلکہ عبادت شرعی کی تغییر سے خائف تھے یہ یعنی عبادت کا تبدیل کرنا **مغضوب علیهم و لاالضالین** قوموں کا طریقہ تھا جس کا ذکر ابھی آ چکا ہے۔ لہٰذا اس کی کسی کو نہ سوجھی کہ اذان کسی آلہ پر کہی جائے یا خطبہ پڑھا جائے یا نمازیں پڑھائی جائے نمازوں کی تکبیریں وغیرہ کہی جائیں چنانچہ اس کی گنجائش نہ کسی **مجتهد** کے **اجتهاد** میں ہوئی نہ کسی ولی باصفا کے **الهام** میں حتیٰ کہ اس جماعت احمدیہ مرزائیہ قادیانیہ کے بانی وغیرہ کے ادعائی الہاموں، وحیوں، خوابوں میں بھی اس بات کی جرأت نہ ہوئی جو کہ ان تہتر فرقوں سے خارج ہے وہ فرقے صاحب **مظاهر ح ق** نے جو گنائے ہیں وہ سابق میں ہو چکے ہیں۔ اس کا جب وجود بھی نہ تھا۔ ان فرقوں کی فہرست یہ ہے بیس **معتزله** کے بائیس **شیعوں** کے بیس **خارجیوں** کے پانچ **مرجیه** کے تین **نجاریه** کے ایک **جبریه** کا ایک **مشبهه** کا ایک **ناجیه** یعنی اہل سنت کا جس کی چار شاخیں یہ ہیں۔ **حنفی، شافعی، حنبلی، مالکی** ان سب کا یہ مشترک عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ **علیه الصلاة والسلام** زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے ہیں قربِ قیامت میں امام مہدی **رحمة اللّٰه علیه** کی کفار کے مقابلہ میں اعانت کے لیے اُتریں گے۔ نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ عیسائیوں کے اس عقیدہ کے رد کرنے کے لیے وہ خدا کے بیٹے ہیں وہ تین میں کے ایک خدا ہیں۔

اور فرقہ قادیانیہ ان کو مردہ مدفون کہتا ہے۔ جیسے کہ یہود اور عیسائی ان کو صلیب چڑھایا ہوا مقتول جانتے

ہیں۔ پھر عیسائی ان کو آسمان پر اُٹھایا ہوا سمجھتے ہیں لہٰذا امت محمدیہ سب ایک طرف اور یہ جماعت احمدیہ ایک طرف لیکن اس کے بانی نے بھی اس آذان کونہیں بدلا۔ یہ سوجھی تو (کن کو؟) ان کو جو اغیار کے اختلاط کی وجہ سے معاملات و عادات میں ان کے قدم بہ قدم چلتے ہیں ان کی اتباع کے خوگر ہوکر اب عبادات کی تغیر کی طرف کچھ تو جاچکے اور کچھ جانے کے درپے ہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے خبردی تھی کہ میری امت وہ وہ کام کرے گی جو جو پہلی امتوں نے کئے ہیں چونکہ یہود و نصاریٰ نے عبادات وغیرہ میں تغیر وحریف کی تھی لہٰذا اس امت کے یہ بھی یہ فعل کریں گے۔لیکن ساتھ ہی اس کی پیشینگوئی آپ کی یہ بھی ہے کہ میری امت بالفاظ دیگر امت محمد ﷺ گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اکثر و بیشتر حصہ جو اس دین کو محفوظ قیامت تک لیتا چلا جائیگا وہ اس تحریف کی تغییر بھی کرتا رہیگا۔ چنانچہ مستفتی صاحب کا استفتاء اور مفتی صاحب کا فتویٰ احقر کی یہ تائید دوسری پیشین گوئی کے ماتحت فریضہٗ متعلقہ کی ادائیگی کے قبیلہ سے ہے۔حق تعالیٰ منظور فرمائے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچائے کیونکہ اس میں اسلامی بڑی تباہی ہے جس کی نظیر سابق میں نہیں پائی جاتی یہ فتنہ سابق فتنوں پر فوق ہے ۱۸۵۷ء میں ہماری **سلطنت اسلامیہ ھندیہ** کا خاتمہ ہوا تھا فتنہ جنگ عظیم میں **خلافت اسلامیہ ترکیہ** کا فتنہ ۱۹۴۷ء میں ہزاروں مسجدوں کی ویرانی وجود میں آئی۔گزشتہ سال **اثبات ھلالین** میں بشرائط مخترعہ خبر ریڈیو معتبر مان کر امسال موقع عیدالفطر پر مسلمانوں کی تفریق کے ساتھ مذاق بنوایا۔یعنی بعضوں نے باوجود ان شرائط مخترعہ کی رعایت بغیر اعلان کرایا کہ روزے توڑو آج **یوم العید** ہے کل عید ہوگی۔بعضوں نے اس کے خلاف اعلان کیا کہ اس خبر کا شرعاً اعتبار نہیں مناقشہ اتنا بڑھا کہ آخر ریڈیو کی خبر کا اعتبار کرنے والوں نے اس موضع سے جو احناف کے مذہب کے بموجب نہ عید کا موضع ہے اور نہ جمعہ کی ادائیگی کا وہاں باختلاف چاند کرکے عید پڑھنے والوں میں سے دوکو لاکر شہادت دلواکر اپنی بات چلائی۔ اس مناقشہ پر بعضوں نے روزے توڑے اور اکثر نے نہیں قریب تھا کہ باہمی جھگڑا ہو جائے خیر،مگر ۔

ایک مصیبت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا ☆ دوسری اور دکھائی میرے اللہ نئی

کہ فی الحال بعض اہل حال لاؤڈ اسپیکر پر اذان وخطبہ، نمازیں پڑھنے و پڑھانے کے لیے نڈھال ہورہے ہیں۔ سطحی اہل علم ایسوں کو اجازت دیکر ہمت بندھوا دیدیتے ہیں یہ وہ فتنہ ہے جس کی زد میں نمازوں کی اداکرنیکی مسجدیں یا ان کے حفاظت والی حکومتیں اور ریاستیں آنیوالی نہیں بلکہ دین برحق اور اس کے شعائر اذان خطبہ، نماز، حج وغیرہ آئیں گے۔ نہ اذانیں ہوگی، نہ نمازیں وغیرہ اس آلہ کے ان عبادات میں استعمال کرنے میں یہ دینی

فتور ہیں۔ اس آلہ کی آواز کی (جو اپنی برقی قصری طاقت کی حرکت سے خود پر بولنے والی کی آواز کو اپنی آواز سے دبا کر سننے نہیں دیتا اور اپنی سناتا ہے) مثال روشن دن میں سورج کی روشنی کے ہے کہ بہت پتلی بتی والے دیئے کی روشنی کو ہوتے ہوئے معدوم سی بنا دیتی ہے آدمی کی وہ آواز جو گھنٹہ کی موسلی بجانے والے کی مانند ہے کہ موسلی کی آواز گھنٹہ میں لگنے کی نہیں معلوم ہوتی گھنٹہ کی بلند ہوتی ہے چونکہ یہ آلہ برقی طاقت کی وجہ سے صائت کی آواز کو زور کے ساتھ لپکتا ہے کہ وہ معلوم نہیں ہوتی بوجہ قرب دہن صائب اور اپنی قصری برقی قوت الحاصل یہ صدیٰ ہے اس پر ہونے والی اذان انسان کی خالص آواز نہ ہوگی اور اذان میں اصلی انسانی آواز ہونا چاہیے نہ کہ دوسری آواز کا ہونا۔ یہ طوطے مینا کی اذان کے حکم میں ہوگا اگر طوطا، مینا اذان سیکھے ہوئے لاؤڈ اسپیکر پر بولے تو جیسے وہ شرعی اذان نہ ہوگی یہ تو آلہ بے جان حقہ پینے کے پیچوان کے مشابہ بالمواجہ استادہ کی ہوگی۔

دوم یہ آلہ منہ کا باجا ہے جس کے مٹانے کے لیے آنحضرت ﷺ مبعوث ہوئے تھے۔ اس کا عبادات میں خصوصاً استعمال سخت تر طغیانی ہے۔

سوئم یہ ہنود کے سنکھ یہود کے قرن کے مشابہ ہے آواز کے پھینکنے میں لہٰذا غیری تشبہ ہوگا کون مذکور الصدر امّت کے اجماع میں رد کیا گیا تھا۔

چہارم یہ انسانی صوت کے قریب قریب ہونے کے باعث سائینٹیفیک ایکٹرو یگیانی بھانڈ چمکتی نقال ہر طرح کے میلوں، جلسوں کھیلوں، تماشوں سانگوں اور کتھاؤں کا شریک حال ہوکر ہر جائی آلہ ہے۔ اس کا استعمال عبادات میں جدید عالمگیر تشبہ کا باعث ہوگا۔

پنجم اس آلہ کے استعمال میں بجائے توجہ الی اللہ کے توجہ الی ا لآلہ ہوگی جواز وغیرہ تمام میں خرابی کا باعث ہوگی۔

ششم یہ کہ عیسائیوں کی صلیبوں کی پرستش کی طرح اس پر اذان و نماز ہوگی۔

ہفتم یہ کہ جب شارع نے اس کا مکلّف ہی نہیں کیا کہ اذان و خطبہ کی تمام آواز سنیں تو یہ التزام غیر لازم کا ہوگیا۔ جو ناجائز ہے۔ نیز نماز میں بالخصوص اس کی طرف توجہ اول سے آخر تک عمل کثیر ہوگی جو مفسد نماز ہے اور لغو کنندۂ خطبہ ہے۔

ہشتم عبادات میں اس قسم کا ابتدائی تصرف آئندہ دیگر تصرفات ناجائز کا پیش خیمہ ہوگا۔

نہم اس کے استعمال میں اس آلہ کے مینجر حاضر مجلس کی اعانتی شرکت نیز اس کے بگڑ کر ٹھٹھا بن جانا اس کا

میں خطرہ بھی خرابی نماز کا باعث ہے۔

دہم باوجود ان مفاسد مذکورہ کے اس کا صرف **تبذیر حرام** کے قبیلہ سے ہوگا۔ اس میں بلا ضرورت شرعی مال خرچ کرنیوالا شیطان کا بھائی ہوگا۔ اوقاف کے مال سے اس کا متولی اپنی جیب سے دینے کا ضامن ہوگا۔ ان مفاسدہ کے علاوہ اور بھی اہل تفقہ اس میں خرابیاں پائیں گے۔ حق تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے صدقے ہم سب امتیوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اپنی عبادات کو اغیار کے زیر اثر برباد و تباہ کرکے خدا تعالیٰ کے نافرمان نہ بنیں۔ ورنہ عبادات کے ڈالنے والے یہود و نصاریٰ کی طرح **مغضوب علیھم** اور بڑے گمراہ بنیں گے ان کو اسی وجہ سے کہا گیا **فتومنون و تکفرون ببعض** مسلمانو! یہ اپنا فریضہ ادا کردیا گیا تم کو چاہیے کہ جہاں اس کا استعمال ہو وہاں نمازیں نہ برباد کی جائیں۔

یازدھم اس آلہ پر خطبہ نماز پڑھنا آرام طلب خودسر نمازیوں کی ایک اور بے اعتدالی کا ذریعہ ہوگا۔ یہ خیال کرکے کہ آواز ہر جگہ پہنچتی ہے جہاں چاہیں گے بیٹھیں گے پہلی صفوں کی رعایت نہ کریں گے جو جنت میں دیر سے جانے کا سبب بیان کیا گیا ہے۔ یہ گیارہ وجوہ پیش کرکے بات ختم کرتا ہوں۔ گیارہ صحابہ کے عدد کی مناسبت سے یعنی ان کے عدد کا لحاظ جن کے خوابوں کی برکت سے یہ اذان مشروع ہوئی ہے۔ اس قسم کا فتویٰ تقسیم ہند سے پہلے متولی عیدگاہ دہلی شیخ جمیل الرحمٰن صاحب نے عیدالضحیٰ کے اعلان میں شائع کیا تھا جو ممانعت میں تھا۔

جب یہ فتنہ یہاں دب گیا تھا۔ یہ فتنہ کہ آذان آذان نہ ہوگی کیونکہ اذان اطلاع کا نام نہیں ہے بلکہ اہل صلاحیت سے خصوصیت کے ساتھ یہ عبادات انجام دی جاتی ہے یہی حال ہے نماز کا پہلے اماموں کے ایک مشت داڑہی نہ رکھنے کی وجہ سے نماز کی کراہت تحریمی کا رونا تھا اب اس آلہ پر ادا کرنے پر نفس نماز ہی نہ ہوگی۔ ایک مشت داڑھی رکھنا فطرت کی دس چیزوں میں سے نوسنتوں کے علاوہ ایک واجب ہے جس کے مکلّف از آدم تا نبی کریم ﷺ اور ان کے متبعین رہے ہیں اس کے ترک میں ایک واجب اور دوسنتوں یعنی ہر وضو میں خلال کرنے اور ایک دن چھوڑ کر داڑھی میں کنگھا کرنے کا ترک ہوتا ہے یہ وہ گناہ ہے کہ جس کا ہر ناظر گواہ حتیٰ کہ برزخ میں منکر نکیر اور روبروئے حق تعالیٰ اس کا یہ چہرہ داغ دار سارے اعضا سے پیشتر گواہ ہے۔ افسوس ہے کہ اس فطرت کے عامل مصر ترکی میں یہود **علی العموم** اور ہندوستان میں سکھ ہیں اور اہل سنت و جماعت وغیرہم **علی العموم** اس کی پابندی سے قاصر ہیں۔ حق تعالیٰ ان مومنین کو ایسی اصلاحات کی جانب متوجہ فرمائے۔ اٰمین

ولایت احمد عفی عنہٗ مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری، دہلی

بحمدہ تبارک و تعالیٰ

یہ مبارک فتویٰ، دافع طغویٰ، رافع بلویٰ، نافع تقویٰ جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں ناجائز ہے اور جو شخص محض لاؤڈ اسپیکر کی ہی صدا پر تکبیر تحریمہ وتکبیرات انتقالات ادا کرے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

مسمیٰ باسم تاریخی

القول الانور

۸۰ ۱۳

لعدم جواز الصلاۃ باقتداء لاؤڈ اسپیکر

از **تصنیفات**

مجاہد اسلام وسنیت غازی اہلسنّت حضرت مولانا مولوی حافظ قاری مفتی شاہ علامہ ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی دامت برکاتھم العالیہ مفتی اہلسنّت و جماعت وصدر جماعت رضائے مصطفیٰ بمبئی۔ مستند دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مندرجہ ذیل مسئلہ میں کہ ایک مستند عالم دین یہ کہتا ہے کہ لاؤڈاسپیکر پر نماز پڑھنا خلاف اولیٰ وخلاف افضل ہے اور اس کا استعمال نہ کرنا ہی اچھا ہے وہ یہ بھی کہتا ہے کہ علماء فرنگی محل نیز دیگر محترم و بزرگ علماء کرام کا یہی خیال ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ چونکہ لاؤڈ اسپیکر اکثر فیل ہوجاتا کرتا ہے اور باوجود مکبروں کے زیادہ تر کم پڑھے لکھے اور ان پڑھ لوگوں کی نماز فیل ہونے کی صورت میں خراب ہوجایا کرتی ہے اور ایسا ہی پیش بھی آچکا ہے لہٰذا اس کا استعمال خلاف اولیٰ ہے اس کا کہنا یہ بھی ہے کہ جب احمد آباد شہر کی جامع مسجد کی جس میں بموقعۂ عید و بقرعید کم وبیش ایک لاکھ سے زائد مجمع نمازیوں کا ہوجایا کرتا ہے اور یہی حال عیدگاہ کا ہے اور اس کے باوجود لاؤڈ اسپیکر پر خطبہ و اعلان مسائل ہوتا ہے لیکن نماز نہیں ہوتی تو پھر اس کی عشر عشیر مجمع والی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کی چنداں ضرورت نہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذکور الصدر عالم دین ٹھیک کہتا ہے اور اس کی بات پر عوام کو عمل کرنا چاہئے اور اگرچہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہتا ہو پھر بھی اس کی ہدایت پر عمل کرنا ثواب سے خالی نہیں اگر وہ یہ بات غلط بھی کہتا ہوگا تو اس کا عذاب خود اس کی گردن پر ہوگا۔ جاہل لوگوں کو محض اس ایک بات کی بنا پر اس کے درپئے آزر نہ ہونا چاہئے اور اس کی تذلیل وتضحیک نہ کرنی چاہئے جب کہ وہ آل رسول میں سے بھی ہے ورنہ گناہ ہوگا اور ایسا کرنے والے گنہگار ہوں گے یہاں کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جیسا حکم حضرات علمائے کرام دیں وہ عمل میں لایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ جواب باصواب مزین بمہر فرمایا جائے۔

حضورِ والاا ازراہِ کرم وعنایت جس قدر جلد ممکن ہوسکے جواب باصواب مزین بمہر وحوالہ جات سے سرفراز فرمائیں تاکہ بات نہ بڑھے اور کوئی خلفشار وتفریق پیدا نہ ہو بینوا تو جروا۔

کمترین سائل، خلیل احمد جونپوری قلندری مسجد اکھیال روڈ احمد آباد ۱۰ گجرات۔

الجواب بعون الملک الوھاب۔ لاؤڈ اسپیکر سے متعلق سنی عالم دین نے جو بیان دیا صحیح نہیں ہے ہے فقیر اس کی مختصر تفصیل عرض کرتا ہے۔ **وھو ھذا** ۔ لاؤڈ اسپیکر کے متعلق حضرات علماء اہلسنّت و جماعت **کثرھم الله سواد ھم ونصرھم نصراً عزیزا** کی تحقیق یہ ہے کہ جو آواز اس کے ذریعہ مسموع ہوتی ہے وہ صدا ہے جو گنبد اور پہاڑوں کے درمیان بھی سنی جاتی ہے چنانچہ لاؤڈ اسپیکر پر تقریر کرنے والے حضرات کا خود اپنا تجربہ ہے کہ تقریر کے وقت ان کو اپنی آواز کے علاوہ ایک آواز مائک سے مسموع ہوا کرتی ہے۔ یہ آواز اسپیکر کی

آواز سے جدا ہوتی ہے جسے گنبد کی طرح مائک واپس کرتا ہے۔ یہی صدا ہے۔ اور اسی کو بجلی کی قوت کے ذریعہ دور دور پہونچایا جاتا ہے۔ تو گنبد و پہاڑ اور لاؤڈ اسپیکر کی صدا میں فرق یہ ہوا کہ گنبد و پہاڑ آواز کو لوٹاتے ہیں اور لاؤڈ اسپیکر مقرر کی آواز کو لوٹاتا بھی ہے۔ اور اس کے ذریعہ بجلی کی طاقت سے اس آواز کو آگے بھی بڑھاتا ہے۔ بہر حال لاؤڈ اسپیکر کی آواز صدا ہے اور صدا کا حکم شریعت مطہرہ میں یہ ہے کہ اس سے آیت سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ چنانچہ ہمارے علماء کرام تصریح فرماتے ہیں۔

تنویر الابصار ودر مختار میں ہے لا تجب بسماعه من الصدیٰ والطیر اور بحر الرائق میں ہے تجب علی المحدث والجنب و کذا علی السامع بتلاوة ھؤلاء الاالمجنون لعدم اھلیته لا نعدام التمیز کا لسماع من الصدیٰ کذا فی البدائع والصدیٰ ما یعارض الصوت فی الاماکن الخالیه جلد دوم ص ١٢٩ اور نور الایضاح و مراقی الفلاح میں ہے ولا تجب سجدة التلاوة بسماعها من الطیر علی صحیح اور مراقی الفلاح میں ہے ولا تجب بسماعها من الصدیٰ وھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری و نحوھا اور طحطاوی علی المراقی ص ٢٢٤ میں ہے قوله علی الصحیح وھوالمختار لانها محاکاة ولیست بقرأة لعدمها التمیز وکذا یقال فی القرد المعلم کما فی الجوھرة والمضمرات اور اسی ٢٦٤ میں صدا کا حکم یہ ہے فانه لااجابة فی الصدیٰ وانما ھو محاکاة اور کبیری ص ٤٦٨ میں ہے ولو سمعها من الطائر والصدی لانها محاکات و لیست بقرأة اور ردالمحتار شامی میں ہے قلت والا کثر علی الصحیح الاول

الایضاح جلد اول ص ٨٠٥ اور فتاویٰ خلاصه میں ہے سمعها من طیر لا تجب وھو المختار اور جامع الرموز کشوری میں ہے لا یجب و بالسماع من طیر کالسماع من الصداء ص ١٠٧ اور لباب للمیدانی میں ہے فلو سمعها من طیر او صداء لا یجب علیه اور جوھرہ نیرہ مصری ص ١٠٥ میں ہے و ان سمعها من الصدی لم یجب علیه شئ یعنی طوطا، مینا، بندر اور گنبد، پہاڑوں، جنگلوں کی صداء سے جس نے آیت سجدہ سنی اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں اور صغیری ص ٢٦٠ میں ہے ولو سمعها من الطائر المعلم والصدا لا تجب اور عینی شرح کنز میں ہے وکذا لو سمعها من طوطی علی الصحیح اور درر سے حاشیه صغیری میں ہے لعدم اھلیتھم للقرأة فالقرأة منھم کلا قرأة والمسموع کلا مسموع ص ٢٦٠ اور فتاویٰ بزازیه میں ایک اصلی لکھی و الاصل فی وجوبها ان کان من اھل

الوجوب علیه اداء او قضاء یلزم علیه اور در المنتقی میں ہے لا تجب علیه لو سمعها من طائر او صدی تو صدا پر امام کی اقتدا بھی جائز نہیں اور صدا کی تعریف بحر سے گزری۔ اور طحطاوی ص ۲٦۴ میں ہے الصوت الذی یسمع المصوت عقب صیاحه راجعاالیه من جبل او بناء مرتفع اھ اور شامی جلد اول ص ۸۰۵ میں ہے قوله من الصدیٰ هو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاریٰ و نحوهما کما فی الصحاح ط صدا وہ آواز ہے جو بولنے والا اپنی آواز کے بعد سنتا ہے۔ جو پہاڑوں، میدانوں، گنبدوں، بلند عمارتوں میں سنی جاتی ہے، حضور پر نور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت مجدد اعظم دین و ملت شیخ الاسلام والمسلمین مولینا الحاج حافظ قاری مفتی شاہ علامہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں قادری برکاتی آل رسولی فاضل بریلوی رضی الرحمن ۱۳۴۰ھ و رحمة الله تعالیٰ علیه ۱۳۴۰ھ نے اپنے رسالہ مبارکہ الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا میں صدا کے متعلق حسب ذیل نقل فرمایا۔ فقیر یہ عبارتیں مفتی افضل حسین کے فتوے سے نقل کر رہا ہے۔ مواقف میں ہے الظاهر ان الصدیٰ تموج هواء.

لا رجوع الهواء الا ول

(۲) طوالع میں ہے الصدی صوت یحصل من انصراف هواء متموج عن جبل اوجسم اولمس

(۳) اس کی شرح مطالع میں ہے فان الهواء اذا تموج وقاوم وصادم کجبل اوجدار اولمس بحیث یصرف هٰذا الهواء المتموج الیٰ خلف محفوظافیه هیأة تموج الهواء الاول حدث من ذالک صوت وهو الصدیٰ.

(۴) اس کی دوسری شرح میں ہے الصدیٰ صوت یحصل من هواء متموج متصرف عن جسم لمس یقاوم الهواء المتموج ویمنعه من النفوذ فیه فبالضرورة ینصرف الهواء المتموج من ذالک الجسم الی الخلف علی مثل الهیئة التی کانت علیها الی ان قال لم یبق فی الهواء المتصادم ذالک التموج من یحصل بسبب المتصادمة والمرجوع تموج شبیه بالتموج الاول فهٰذا التموج الجدید الذی کان ابتداء عند انتهاء الاول هو السبب للصدی ط

(۵) مواقف کی عبارت کی شرح میں ہے۔ لم یبق فی الهواء المصادم ذالک التموج بل یحصل فیه بسبب مصادمة ورجوع تموج شبیه بالتموج الاول یہ عبارات صاف صاف پکار رہی ہیں کہ صدا ہوائے جدید کا تموج ہے بعینہ ہوائے اول کا رجوع نہیں۔ اور ہوائے دل کی مقاومت و مصادمت کے بعد واپس

ہوتے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہی صدا ہے اور ہوائے اول میں اس کی ہیئت محفوظ ہوتی ہے اسی وجہ سے صدا اس کی مثل اور مشابہ ہوتی ہے چوں کہ اس تموج جدید کی مقاوم وہی ہوائے اول ہے جس میں متکلم کے وہ حروف و الفاظ موجود ہیں تو اسی ہیئت پر جو پہلے تھی صدا سے آواز مسموع ہوتی ہے بہر حال صدا کا سبب تو وہی تموج ہوائے اول ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس جیسی ہی آواز سنی جاتی ہے پھر پڑھ لیجئے **ان الصدی تموج هواء جديد او الصدی صوت يحصل من انصراف هواء متموج عن جبل اوحدث من ذالک صوت وهوالصدیٰ. او يحصل بسبب المصادمة والرجوع تموج شبيه بالتموج الاول فهٰذا التموج الجديد الذی كان ابتداء عند انتهاء الاول هوالسبب للصدیٰ او بل يحصل فيه بسبب مصادمة ورجوع تموج شبيه بالتموج الاول** لیکن صوت متکلم اور ہے صدا اور ہے۔ اسی طرح صوت متکلم کا حکم شرعی اور ہے اور صدا کا حکم شرعی اور ہے ہاں صدا کا سبب وہی ہوائے اول متکیف کی مصادمت اور اس کا رجوع ہے تو صدا سے حروف و الفاظ وہی مسموع ہوں گے جو صوت متکلم سے مسموع ہوئے کیوں کہ اس ہوائے جدید کا ٹھپہ اور کاپی وہی ہوائے اول کی ہے ونیز **الکشف شافیا** کی اردو عبارت یہ نقل کی ”گنبد کے اندر یا پہاڑ یا چکنی گچ کردہ دیوار کے پاس اور کبھی صحرا میں بھی خود اپنی آواز پلٹ کر دوبارہ سنائی دیتی ہے جسے عربی میں صدا کہتے ہیں اب صدا میں علماء مختلف ہیں کہ صدا اسی تموج اول سے پلٹتی ہے یا گنبد کی وغیرہ کی ٹھیس سے وہ تموج زائل ہوکر تموج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہم تک آتا ہے۔ موافق و مقاصد اور ان کی شروح میں ثانی کو ظاہر بتایا پھر اس ثانی کے بیان میں عبارات مختلف ہیں“۔ بہر حال صوت متکلم اور ہے۔ اور صدا اور ہے۔ اور دونوں کا حکم شرعی بھی اور ہے جیسا کہ **عبارات فقهيه** سے سن چکے۔ **اخی المعظم** شیر بیشۂ سنت **سلطان المناظرين غيظ المنافقين** حضرت مولانا مولوی حافظ وقاری مفتی شاہ الحاج علامہ ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی **رحمة الله عليه** اپنے فتوائے مبارکہ ”**القول الازهر فی عدم جواز الصلاة باقتداء** لاؤڈ اسپیکر میں تحریر فرماتے ہیں۔

اس قول ثانی کی صحیح وصاف تعبیر وہی ہے جو **مواقف و مقاصد** میں فرمائی یعنی مثلاً مقاومت جبل سے یہ ہوا تو رک گئی مگر اس کا دھکا وہاں کی ہوا کو لگا اور اس کے وقوع سے اس میں تشکل وتحرک آیا۔ آواز کا ٹھپا اس میں سے اس میں اُتر گیا اور یہ رک گئی کہ اس میں نہ تحرک رہا نہ تشکل۔ بہر حال اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی آواز متکلم ہے۔ خواہ پہلی ہی ہوا اسے لے کر پلٹ آئی یا اس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسری میں اتر گئی اور وہ لائی مگر

شرع مطہر نے اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا۔قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سمع میں ایجاب سجدہ کے لیے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے۔ اور قول اول پر یہ قید بڑھانی ہوگی کہ وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو وزبان تالی نے پیدا کی تھی۔ پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی۔ انتھــــیٰ ملخصا یہ خلاصہ ہے **الکشف شافیا** کا یہ لکھ کر خود حضرت شیر بیشۂ سنت صاحب قبلہ **رحمة اللہ تعالیٰ علیہ** فرماتے ہیں **وھو ھٰذا** ۔''اب کہ صوت وصدا دونوں کی حقیقت ان کے حدوث کی کیفیت ان کے احکام کی تفصیل با وضاحت معلوم ہوگئی تو اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف چلیے یہ بھی اسی مقاومت صوت کی اصل پر بنایا گیا ہے کہ جو آواز اس میں پہونچے آلہ اس کے ساتھ مصادمت کرکے اس میں گونج پیدا کرکے دور تک پہونچائے۔ گنبد کی گونج اور اس آلہ سے سنی ہوئی آواز دونوں صدا ہونے میں برابر ہیں فرق اسی قدر ہے کہ عموماً گنبدوں میں جو گونج پیدا ہوتی ہے وہ گنبد کے اندر ہر طرف پھیل جاتی ہے اور یہ آلہ اس گونج کو مقید ومحفوظ کر لیتا ہے جس کو لاؤڈ اسپیکر تک مقید ومحفوظ صورت میں برقی رو پہنچا دیتی ہے۔ اور وہی گونج لاؤڈ اسپیکروں سے خارج ہوکر سنائی دیتی ہے اسی تقید وتحفظ کے سبب لاؤڈ اسپیکر کے اس حصہ سے جس کے مقابل تلاوت یا گفتگو کی جاتی ہے اگر آلہ بہت عمدہ ہو تو بہت خفیف گونج کی صورت میں صدا سنائی دیتی۔ اور اگر آلہ خراب ہو تو نہایت ہی بھیانک اور مکروہ آواز کی شکل پر وہ گونج سننے میں آتی ہے۔ ایک آواز تو خود تالی یا متکلم اپنی تلاوت یا گفتگو کی اپنے کان سے سن رہا ہے اگر **آلہ مکبر الصوت** سے سنائی دینے والی آواز صدا نہیں تو تالی یا متکلم خود اپنی آواز کے علاوہ یہ دوسری صدا گونج کی شکل میں کیونکر سن رہا ہے اور اگر کسی لاؤڈ اسپیکر کا منہ خود تالی یا متکلم کے کان کے مقابل اس کے قریب کر دیا جائے تو وہ بالکل اسی طرح اپنی آواز کی صدائے بازگشت اپنی آواز سے علیٰحدہ متمیز طور پر سنے گا جس طرح گنبد میں اپنی آواز کی صدا کو اپنی آواز سے علیٰحدہ متمیز طور پر سنتا ہے اس کی صدا کا اصل صوت سے علیٰحدہ متمیز ہوکر مسموع ہونا ہی اس کے صدا ہونے کا بین ثبوت ہے کہ تالی یا متکلم اپنی صوت تو اپنے کان سے سن چکا اس کی زبان وگلو کی تحریک نے ہوا میں جو تموج وتحرک وتشکل کا سلسلہ پیدا کر دیا تھا اور اسی سلسلہ کی ایک کاپی خود اس کی ہوائے گوش میں مرتسم ہوکر حس مشترک کے ذریعہ نفس ناطقہ کو مدرک ومسموع ہوچکی پھر بغیر کسی مصادمت و مقاوٗمت کے اس سلسلۂ تموج کا دوبارہ اسی طرف واپس آنا کیا معنیٰ رکھتا ہے تو یہ نہیں ہے مگر صدا۔ رہا یہ شبہ کہ صدائے گنبد اپنی اصل صوت سے مختلف ہوتی ہے لیکن لاؤڈ اسپیکر کی صدا اصل صوت کے مثل ہوتی ہے تو اولاً صدائے آلہ بھی اپنی اصل صوت سے ضرور فی الجملہ مختلف ہوتی ہے۔ اگر چہ آلے کی عمدگی کے سبب اختلاف

بہت کم محسوس ہو اور اگر آلہ خراب ہوا پھر تو میکروفون بالکل مکروہ فون ہی ہو جاتا ہے۔

ثانیاً صدائے گنبد کا بھی اپنی اصل صوت سے اختلاف محسوس ہونا ضروری نہیں''۔ پھر حضرت شیر بیشۂ سنت **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** تحریر فرماتے ہیں کہ ''جب بحکم فقہ صدا سے آیت سجدہ سننا سجدہ واجب نہیں کرتا تو اس کی اتباع یا اقتداء کیونکر صحیح ہوسکتی ہے۔ جو لوگ محض اسی آلے ہی سے تکبیر تحریمہ سن کر اسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھیں گے ان کی نمازیں باطل۔ اور جو لوگ امام کی تکبیر تحریمہ پر علاوہ اس آلے کے کسی اور ذریعہ سے اطلاع پاکر تحریمہ باندھ چکے مگر تکبیرات انتقالات یا تکبیرات واجبہ کو اس آلے سے سن کر انہیں کو امام کی تکبیرات تصور کرکے ان کی اتباع کریں گے ان کی نمازیں فاسد ہوں گی'' ان ارشادات فقہیہ اور حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت تاجدار اہلسنّت مولینا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی **رضی الرحمن و رحمت اللہ تعالیٰ علیہ** کے **الکشف شافیا** سے یہی ثابت و واضح ہوا اور تفریعات حضرت شیر بیشہ سنت **رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** سے لائح ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز حقیقت میں صدا ہی ہے تو اس سے سنی ہوئی آواز اگر چہ متکلم ہی کی آواز ہے جیسا کہ **الکشف شافیا** سے گزرا مگر بحکم شرع مطہر اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ ہوگا، اس لیے کہ ایجاب سجدہ کے لیے اسی تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور لاؤڈ اسپیکر میں اس کی ٹھیس سے ہوا کا وہ پہلا تموج دور ہوا۔ اور دوسری ہوا نے متکیف ہوکر تازہ تموج کو ہم تک پہونچایا جس کے پہونچانے میں قوت برقیہ بھی شامل ہے و نیز ملازم لاؤڈ اسپیکر کا فعل بھی شریک ہے کہ اگر وہ بٹن دبا کر کنکشن نہ ملائے تو آواز نہ پہونچے اور اگر بجلی کام نہ کرے تو آواز نہ بڑھے۔ اور پہلے قول پر یہ قید بڑھانا ضروری ہے کہ ''وہ تموج محض اسی طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو و زبان تالی یا متکلم نے پیدا کی تھی پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی و نیز قوت برقیہ وفعل ملازم بھی شریک ہیں تو اس سے سنی ہوئی صدا پر نماز میں صرف اسی کی آواز پر اقتدا کیونکر جائز ہوگی۔ جب کہ اس میں صدا کی ہوائے ثانی اور تصادم کی قوت دافعہ کے علاوہ وقوتیں اور بھی شریک ہیں **فافہم و تدبر** ۔ اور حضرت مولانا الحاج محمد مظہر اللہ صاحب قبلہ مفتی اعظم دہلی شریف۔ شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتحپوری اپنے فتوے ''**قصد السبیل**'' میں فرماتے ہیں صفحہ نمبرے میں ہے کہ ''غور فرمائیں کہ امام کے گلو و زبان کا قرع تو ایسا قوی نہ تھا جو ہوا کی لہروں کو میلوں تک پہونچاتا۔ تو لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ اس لہر میں جو قرعات کا سلسلہ جاری تھا اس میں سے کوئی قرعہ اس آلہ میں واقع ہوا ہے اور اس نے اس قرع کو برقی قوت سے ایسا قوی کر دیا ہے جس سے اگلے قرعات کا سلسلہ دراز ہوگیا یا یوں کہئے کہ ہوائے

متکیف بالکلام اس آلہ میں پہونچی اور اس نے اس میں قرع کرکے اگلی ہوا میں ایک نیا تموج قائم کردیا بہر حال اگلی ہوا کے تموج کا سبب قریب یہ آلہ ٹھہرے گا اور اس کی نسبت اس آلہ کی طرف کی جائے گی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز آرہی ہے اس کی مثال یوں خیال کیجئے کہ ایک بچہ گیند پھینکتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس وقت یہ گیند دس پندرہ قدم تک جاکر رک جائے گی لیکن ابھی اس کی رفتار ختم ہونے نہیں پائی کہ ایک قوی پہلوان اس پر اور ٹھوکر لگا دیتا ہے تو اب وہ گیند بجائے دس پندرہ قدم کے دس پندرہ سو قدم پہنچے گی۔ تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس قدر دور اس بچہ نے گیند پھینکی ہے۔ ہرگز نہیں۔ اب وہ اسی پہلوان کی طرف نسبت کی جائے گی۔ یہی حال گنبد وغیرہ کی گونج کا ہے کہ متکلم سے جو قرع وقلع کا سلسلہ چلا تھا اس میں گنبد کے تصادم سے اس کا تصرف بھی ہوگیا ہے اس لیے اب اس کا وہ حکم نہ رہے گا جو بلا شرکت غیرے میں تھا۔ چنانچہ تالی آیت سجدہ تلاوت کرتا ہے اور اس کو جو مکلّف سنتا ہے اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے لیکن اسی کو اگر اس گونج سے سنتا ہے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا کہ اب اس کو ایک غیر مکلّف کے ساتھ نسبت ہوگئی چنانچہ **تنویر** میں ہے۔ **لا تجب بسماعه من الصدا انتهیٰ**۔ اور اگر غور کیجئے تو یہ قصہ بھی **مانحن فیه** میں پایا جاتا ہے کہ یقیناً اس میں ایک قسم کی گونج پائی جاتی ہے۔ اور اس آلہ میں کلام کی وہ شان نہیں رہتی جو بلا آلہ کے کلام میں ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح گنبد کی ٹھیس اس تموج کی حیثیت کو بدل دیتی ہے۔ یہ بھی اسی طرح بدلتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ گنبد آواز کو واپس کرتا ہے اور چنانچہ **ردالمحتار** میں ہے۔ **(وکذا الاخذ) ای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من فتح علیه مفسد ایضا کما فی البحر عن الخلاصة اواخذالامام بفتح من لیس فی صلاته کما فیه عن القنیة انتهیٰ** ۔ ہوسکتا ہے کہ کسی سائنسداں اور ماہر فن کی تحقیق فقیر کی اس تحقیق کے مخالف ہو۔ تو یاد رکھئے کہ اس بات میں کافر یا فاسق کے قول کا تو اصلا اعتبار ہی نہیں۔ ہاں متقی کے مقابلہ میں گنجائش ہے کہ فقیر کی تحقیق کا اعتبار نہ کیا جائے تو اول تو ایسا شخص **انشاء الله تعالیٰ** میسر ہی نہیں آسکتا اور بالفرض نہایت درجہ کی تلاش سے میسر آبھی جائے تب بھی حرمت و حلت کے دلائل کے تعارض کے وقت دلائل حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے لہٰذا میرا ہی **قول احق بالقبول** ہوگا۔ اور یہ بھی نہیں تو کم از کم ان دلائل سے شبہ تو ضرور ہی واقع ہوگا۔ اور شبہ بھی مقتضی ہے اس کے ترک کو **فان الظن فی الفقهیات ملتحق بالیقین** حاکم حقیقی جل و علا کا ارشاد ہے۔ **ولا تقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا** ۔ خلاصہ اس فتوے کا بھی یہی ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز پر ہی جس نمازی نے اقتداء

کی اس کی نماز باطل ہے۔ اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز میں اقتداء نا جائز اور ممنوع ہے۔ و نیز آلہ لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال کرنا سنت کو ترک کرنا بھی ہے۔ کیونکہ مجامع کثیرہ وجمعۃ، وعیدین میں سنت یہی ہے کو مبلغین مکبر ین مقرر کئے جائیں اس طریقۂ شرعیہ کو لوگوں نے بند کر کے لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا سنت کو چھوڑا۔ اور جس سے سنت بند ہو اور ختم وہ بدعت سئیہ ہے۔ اور بدعوت سئیہ کو روکنا بند کرنا اس سے بچنا ضروری ہے **حدیث شریف** میں ہے۔ **من احدث فی امرنا ھٰذا مالیس منه فهورد** حیرت ہے وہابیوں غیر مقلدوں وہابیوں دیوبندیوں مودودیوں خصوصا نجدیوں پر کہ بات بات پر مباحات شرعیہ کے مقابل بدعت بدعت پکاریں شور مچائیں۔ اور اتنی بڑی کھلی ہوئی بدعت سیہ کو روا رکھیں جائز جانیں۔ **والعیاذ باللہ تعالیٰ**۔ بہر حال لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر اقتداء ہرگز ہرگز جائز نہیں۔

اب پھر حضرت شیر بیشہ اہلسنّت **ناصر الاسلام والمسلمین غیظ المنافقین** علامہ دہر مولینا حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی **رحمت اللہ تعالیٰ علیہ** سے سنئے۔ **القول الازھر** میں تحریر فرماتے ہیں ''شریعت مطہرہ نے مقتدیوں پر نفس قرات کا صرف سننا ہی فرض نہیں کیا بلکہ اگر امام کی آواز مقتدی تک نہ پہونچے یا نماز سری ہو تو مقتدیوں کے لیے انصات یعنی خاموش رہنے کو استماع یعنی سننے کا قائم مقام ٹھہرایا۔ اور اس کو بھی فرض ہی فرمایا۔ تحریمہ وانتقالات امام پر مقتدیوں کو اطلاع دینے کے لیے شریعت مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے ہیں جن کو عرف عام میں مکبر ین کہتے ہیں نیچریوں آزاد خیالوں نئی روشنی کے پرانے نمک حلالوں کی طرف سے نماز میں اس آلے کی جو ضرورت بتائی جاسکتی ہے وہ بذریعہ مبلغین شرعی طریقہ پر پوری ہو جاتی ہے اور مبلغین کی آوازوں کو سن کر کسی عامی کو بھی یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی مقتدی ان مبلغین کا اتباع کرتا ہے بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتداء کی ہے ان تکبیرات مبلغین سے اپنے امام کے انتقالات پر اطلاع پا کر اسی کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بناء پر کسی مبلغ ہی کا اتباع کرے تو وہ مبلغ اس مقتدی کا اس نماز میں شریک اور اسی کے قائم مقام مقتدی ہے تو **من لم یدخل فی الصلاۃ** کی اقتدا نہ ہوئی **فافهم** لہٰذا وقت نماز اس آلے کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے'' حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت **طال رحمت اللہ تعالیٰ علیہ** ۔حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین تاجدار اہلسنّت حضرت فاضل بریلوی **رحمت اللہ تعالیٰ علیہ** کی پیروی میں مسئلہ کو خوب محقق ومنقح فرماتے ہیں۔ اسی مسئلہ کو کس شان سے واضح فرمایا۔ **فسبحٰن اللہ وبحمدہٖ** اور اگر لاؤڈ اسپیکر کی ساخت پر غور کریں تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی بناوٹ ترنم وتغنی یعنی اصول وقواعد فن موسیقی پر ہے اور یہ

خوب مشاہدہ ہے کہ کبھی سیٹی کی آواز آتی ہے تو کبھی امریکن ساخت کے بڑے بڑے ریلوے انجنوں کی آواز ہوتی ہے اور کبھی دھڑ دھڑ بے تکی آواز مسموع ہوتی ہے۔ اور کبھی کم زیادہ بھی ہو جاتی ہے اور اگر میکروفون پر انگلی مارے تو ہارن شور کرتا ہے یہ آوازیں بغیر کسی متکلم کے آتی ہیں جس کی پہلی کوئی کاپی اور کوئی ٹھپہ نہیں بلکہ یہ خود اس آلہ کی مستقل آوازیں ہیں تو صدائے گنبد وصحرا و جبال اور صدائے لاؤڈ اسپیکر میں بون بعید ہے اور نماز میں محض لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر ہرگز ہرگز اقتداء جائز نہیں۔ نیز لاؤڈ اسپیکر کی اقتداء میں یہ لحاظ بھی رکھا گیا ہے۔ کہ متکلم کی آواز میں حسن اور خوبی پیدا کرتا ہے چنانچہ کسی انکرا صوات مکروہ الصوت سے میکروفون میں پڑھوا کر سنئے پھر اس کے بغیر سنئے ظاہر ہو جائے گا تو یہ تغیر اس آلے نے کیا پھر مغیر اصوات کی صدا پر نماز میں اقتداء کیونکر جائز ہوسکتی ہے اور حضور پرنور مرشد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت رضی الرحمن عنه کے رسالہ مبارکہ الکشف شافیا کی عبارات کا مطلب بھی یہی ہے کہ صدا سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ واجب نہیں کیونکہ ہوائے اول سے سماع نہ ہوا وغیرہ پس لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر بھی اقتدا ناجائز وممنوع ہے اور لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت کرنے میں جہر مفرط بھی ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے۔ ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بهاوابتغ بين ذالک سبيلا ۝ تفسیر احمدی میں ہے لا تجهر بقراة صلاتک حتى يستمع المشركون ولا تخافت بهاحتى لا يسمع من خلفک وابتغ بين ذالک اى بين الجهر والاخفاء سبيلا وسطا ط جب درمیانی جہر سے واجب ادا ہو چکا تو اس سے زائد جہر کی کیا ضرورت اور جہر مفرط کو کلام کے حکم میں فرمایا ہے اور نماز میں کلام مفسد نماز ہے۔ درمختار میں ہے۔ الصياح ملحق بالكلام فتح چلانا کلام کے حکم میں ہے بہر حال لاؤڈ اسپیکر سے نماز میں بچنا ضروری ہے اب علامہ ابن عابدین شامی عليه الرحمه سے بھی سنئے یہ ہے ردالمحتار جلد اول ص ۴۹۵۔ اعلم ان الامام اذاكبر الا فتتاح فلا بد لصحة صلوته من قصده بالتكبير الا حرام والا فلا صلاة له اذا قصدا لاعلام فقط فان جمع بين الامرين بان تمدالاحرام والاعلان لا اعلام فذالک وهو المطلوب منه شرعا. یعنی امام کے لیے ضروری ہے کہ تکبیر افتتاح میں نماز میں داخل ہونے کی نیت کرے اور اگر تکبیر افتتاح کہتے ہوئے اس نے صرف نمازیوں کو خبر دینے کا ارادہ کیا تو خود اس کی ہی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر دخول فى الصلوة اور اعلان دونوں کی نیت کی تو یہی مقصود شرعی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا وكذالک المبلغ اذا قصد التبليغ فقط خاليا عن قصد الاحرام فلا صلاة له ولا لمن يصلى بتبليغه فى هٰذه الحالة لانه اقتدىٰ بمن لم يدخل فى الصلاة فان قصد بتكبيره الاحرام مع

التبـليـغ لـلـمـصلين فذالک هو المقصود منه شرعا کذا فی فتاویٰ الشیخ محمدبن محمد الغزی الـملقب بشیخ الشیوخ ووجهه ان تکبیر الافتتاح شرط او رکن فلابدمن تحققها من قصدالاحرام ای الـدخـول فی الصلاة واما التسمیع من الامام والتحمید من المبلغ وتکبیرات الانتقالات منهما اذا قـصد بما ذکر الاعلام فقط فلافساد للصلاة کذافی القول البلیغ فی حکم التبلیغ للسید احمد الـحموی واقره السید محمد ابو السعود فی حواشی مسکین والفرق ان قصدا لا علام غیر مفسد کـمـالـو سبح لیعلم غیره انه فی الصلوة ولما کان المطلوب هو التکبیر علی قصدا لذکر والاعلام فـاذا مـحـض قـصـد الاعـلام فکانه لم یذکر وعدم الذکر فی غیر التحریمة غیر مفسد وقد اشبعنا الکلام علیٰ هٰذه المسئلة فی رسالتنا المسماة تنبیه ذوی الافهام علی الحکم التبلیغ خلف الامام ط

یعنی اور اسی طرح مبلغ بکر جب صرف تبلیغ کا قصد کرے نماز میں داخل ہونے کی نیت نہ کرے تو نہ اس کی نماز ہوئی اور نہ اس مقتدی کی جو اس کی تکبیر سن کر تکبیر تحریمہ کہے نیت باندھے کیونکہ ایسی حالت میں وہ نمازی اس کی اقتدا کر رہا ہے جو نماز میں داخل نہیں اور اگر تکبیر افتتاح سے مبلغ بکر نے نماز میں داخل ہونے اور امام کی آواز مقتدیوں کو پہنچانے کی نیت کی تو یہی مطلوب شرعی ہے۔ ایسا ہی علامہ شیخ محمد بن غزی جن کا لقب شیخ الشیوخ ہے ان کے فتاویٰ میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیر افتتاح شرط ہے یا رکن ہے۔ بہر حال نماز میں داخل ہونے کی نیت سے اس کا پایا جانا ضروری ہے۔ لیکن امام سـمـع الـلـه لمن حمده اور مبلغ بکر ربـنـا لک الـحمد اور تکبیرات انتقالات کہنے میں امام و مبلغ دونوں اگر صرف اعلام خبر دینے کی نیت کریں تو نماز میں کوئی خرابی نہ ہوگی ایسا ہی ہے الـقـول البلیغ فی حکم التبلیغ مصفنه علامه سید احمد حموی میں۔ اور علامہ ابوالسعو د سید محمد نے حواشی مسکین میں اس کو تسلیم فرمایا ہے اور فرق یہ ہے کہ تکبیرات انتقال میں اعلام کا قصد مفسد صلاۃ نہیں جس طرح سبحـن اللـه کسی کو خبردار کرنے کو کہے کہ وہ نماز ہیں ہے اور تکبیر افتتاح سے مقصود نماز میں داخل ہونا اور خبردار کرنا دونوں میں تو جب صرف خبر دینے کی ہی نیت کی تو گویا وہ نماز میں داخل نہیں ہوا تکبیر تحریمہ اس نے کہی ہی نہیں۔ اور اس مسئلہ پر ہم نے مفصل کلام کیا ہے اپنے رسالہ تـنـبیـه ذوی الافهـام عـلی حکم التبلیغ خـلف الامام میں الـحـمـد لله رب العٰلمین کہ اس مسئلہ کا گویا صاف اور صریح جزئیہ ہے کہ جو شخص نماز میں داخل نہیں اس کی اقتدا مفسد صلاۃ ہے اور اگر اول ہی سے ایسے شخص کی اقتدا کی تو نماز شروع نہیں ہوئی اور لاؤڈ اسپیکر نماز میں داخل ہونے کی ہرگز ہرگز صلاحیت ہی نہیں رکھتا پھر اس کی صدائے تکبیر تحریمہ پر جو شخص اقتدا کرے

گا وہ سرے سے نماز میں داخل ہی نہیں ہوا اور جس مقتدی نے اپنے امام کی تکبیر تحریمہ سن کر یا کسی طرح مطلع ہو کر نماز شروع کی اور صدائے لاؤڈ اسپیکر سے ہرگز کچھ سروکار نہ رکھا ایسے نمازی مقتدی کی نماز تو شروع ہوگئی مگر نماز کے درمیان میں کسی رکنِ نماز یا کسی واجب کو ادا کرنے میں اگر لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی اقتدا کر لی تو فوراً ہی نماز جاتی رہی اور لاؤڈ اسپیکر کے لگانے میں **اسراف و تبذیر** بھی ہے کہ بلاضرورت شرعیہ اسے لگایا گیا کیونکہ شریعت مطہرہ نے اس ضرورت کو مبلغین مکبرین کے ذریعہ پورا فرما دیا تو یہ نہ ہوگا مگر اسراف۔ **قال تعالیٰ ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین ٥ وقال عزوعلا ولا تبذر تبذیرا ٥ ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین ٥** الحاصل لاؤڈ اسپیکر کے عیوب ونقائص ومفاسد کر مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اورحضرات علماء کرام و مفتیان عظام اہلسنّت کوحضرات فقہائے کرام **رضی اللہ تعالیٰ عنھم** کی یہ صراحت **لا تجب بسماعه من الصدیٰ** کو پیش نظر رکھنا چاہئے اور اگر کسی مسجد کے ٹرسٹی اور متولی ہمت کریں یا کہیں سے مقتدی تیار ہوں اور مسئلہ کے ہر پہلو کو برقرار رکھتے ہوئے اپنی جیب سے لاؤڈ اسپیکر لگائیں کہ مسجد پر اس کا بوجھ نہ ہو اور فتوے کی متابعت کرتے ہوئے یہ کہیں کہ ہم مبلغ مکبر رکھیں گے مگر امام کی قرات ضرور سنیں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ مبلغ مکبر پہلے سے دونی تعداد میں مقرر کرو اور ان مبلغوں کو ہدایت کی جائے کہ امام کی آواز سنتے ہی تکبیر بولیں۔ اور امام بار بار لاؤڈ اسپیکر سے اعلان کرے کہ مسلمانو! خوب یاد رکھو کہ لاؤڈ اسپیکر کی صدا پر نہ تحریمہ باندھنا اور نہ تکبیرات انتقالیہ میں اس کی صدا کی پیروی کرنا ورنہ نماز نہ ہوگی۔ بلکہ آپ لوگ صرف امام ومبلغین کی تکبیرات پر تحریمہ باندھیں اور ارکان ادا کریں لیکن ان سب ہدایات کے باوجود بھی کہیں مبلغین سستی کریں گے اور نمازی بھی کہیں نہ کہیں لاؤڈ اسپیکر کی صدا کی پیروی کر ہی جائیں گے اور اس سے ان کی نماز باطل ہوگی۔ اور یہ بھی ہوگا مثلاً جماعت شروع ہوتے وقت منتظمین نے حاضرین کے لحاظ سے مبلغین مقرر کیے۔ اور نماز شروع ہوتے ہی سیکڑوں آدمی آ گئے جن کو مبلغ کی آواز نہیں پہونچتی مگر اسپیکر کی صدا پہنچ رہی ہے تو ان لوگوں نے اسی صدا کی پیروی کرتے ہوئے اس کی صدا پر نماز ادا کی تو ان کی نمازیں نہیں ہوئیں اور یہ انتشار اور خرابی صرف لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے واقع ہوئی۔ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے احتراز و اجتناب لازم وضروری ہے کیونکہ لاؤڈ اسپیکر کی خرابی خرابی ہی لائے گی اور اس کی اقتدا میں نماز نہ ہوگی۔ مسلمانوں کو نماز میں اس آلہ کے استعمال سے بچنا دور رہنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ نیک توفیق عطا فرمائے آمین۔ فقیر اس مختصر کا تاریخی نام "**القول الانور لعدم جواز الصلاۃ با قتداء لاؤڈ اسپیکر**" رکھتا ہے۔ **واللہ سبحانہ و تعالیٰ رسولہ العلی الاعلیٰ اعلم صلی**

اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین و بارک و سلم و مجد و کرم وجل واعظم ٥
فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ ولابویہ واخویہ واھلیہ واحبابہ آمین ۱۵؍محرم الحرام یکشنبہ ۱۳۸۰ھ
باسمہ عزوجل حامدا و مصلیا ومسلما نعم الجواب بلاریب وارتیاب وللہ درالمجیب وھو تعالیٰ اعلم بالحق والصواب محمد رجب علی القادری غفرلہ. مفتی نانپارہ، ضلع بہرائچ شریف
کذالک انا مصدق لذالک محمد یونس مطب غوثیہ، ریپن روڈ ممبئی ۸
۹۲/۷۸۶۔ الجواب ھوالحق والصواب والفاضل المجیب مصیب و متاب وانا الفقیر الحقیر ابوالحسنین آل مصطفےٰ القادری برکاتی غفرلہ خادم السجادہ القادریہ البرکاتیہ فی مارھرہ المطھرہ صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء
لاشک فی صحۃ الجواب عبدالخالق عفی عنہ جونی مسجد مدنپورہ
۹۲/۷۸۶۔ الجواب صحیح واللہ وررسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری رضوی غفرلہ مفتی شہر جاورہ ضلع رتلام ایم۔ پی
الجواب صحیح خادم درگاہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید محمد خلیل اللہ بقلم خود
الجواب صحیح حاجی علی محمد دھوراجوی قادری رضوی سلامی غفرلہ
ناظم اعلیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ گجرات راج پیپلا۔
جواب بحمدہ تعالیٰ بالکل حق وصحیح ہے محمد شمس اللہ صدیقی رضوی بستوی محلّہ بھورے خاں مکان ۴ پیلی بھیت۔
الجواب جواب واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ وصلیٰ المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم
محمد مشاہد رضا خاں قادری برکاتی رضوی حشمتی عفی عنہ
۹۲/۷۸۶۔ الجواب صحیح واللہ و رسولہ اعلم فقیر عبید الحشمت محمد یعقوب قادری رضوی حشمتی دھانے پوری گونڈوی غفرلہ واردحال پیلی بھیت۔
الجواب صحیح فقیر محمد جعفر غفرلہ محلّہ محمد واصل متصل امام باڑہ پیلی بھیت ۲۱؍صفر المظفر ۱۳۸۰ھ
الجواب صحیح فقیر محمد نذیر غفرلہ پیلی بھیت۔
الجواب صحیح حق بلاریب فقیر عبدالرسول محمد باقر علی خان اشرفی القادری صدر مدرس مدرسہ فاروقیہ اہلسنّت بنارس۔

بحمدہٖ و تبارک و تعالیٰ

کہ یہ رسالہ اتبعوا السواد الاعظم کی پیروی کی دعوت دینے والا اور مسلمانانِ اہلسنّت کی نمازوں کو فساد سے بچانے والا اور ان کو لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے روکنے والا اور لاؤڈ اسپیکر کے شرعی ممنوع الصلاۃ ہونے کو روزِ روشن سے زیادہ واضح تر فرمانے والا۔

التفصیل الانور فی حکم لاؤڈ اسپیکر

معروف بہ

تحقیق الاکابر لاتباع الاصاغر

مرتبہ

حافظ محمد عمران قادری رضوی مصطفوی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہر گز ہر گز درست نہیں

حضور پر نور مرشد برحق حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت سیدی مرشدی شاہ مفتی اعظم ہند مولینا الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب زیب سجادۂ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ دامت برکاتھم القدسیہ کے بصیرت افروز دو اورفتوے۔ مرسلہ:۔فقیر مرتب کتاب ہٰذا مورخہ ۸؍شوال المکرّم ۱۳۷۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء کرام ومفتیان شرع عظام دامت برکاتھم القدسیہ مسائل ہٰذا میں (۱) زید یہ کہتا ہے کہ پیلی بھیت، بریلی، مرادآباد صرف ان تین شہروں میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز نہیں ہوتی ہے۔اور یہاں منع کرتے ہیں اور تمام جگہ بمبئی، دہلی، لاہور کراچی وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتی ہے اور وہاں کے علماء منع نہیں کرتے نیز زید یہ بھی کہتا ہے کہ کچھ علماء منع کرتے ہیں اور کچھ علماء منع نہیں کرتے ہیں یہ بھی ہمارے لیے رحمت ہے اور حدیث شریف۔ اختلاف علماء امتی رحمة پڑھ پڑھ کر سناتا ہے۔ازروئے شرع زید کے اس قول کا کیا جواب ہے؟

(۲) زید یہ بھی کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ و مکہ معظّمہ وغیرہ میں بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتی ہے اس کا کیا جواب ہے۔ بینوا تو جروا۔

الجواب :- مختلف فیہ مسائل میں اختلافِ مجتہدین ضرور رحمت ہے کہ ان میں حق دائر ہے ہر فریق اپنے کوحق پر یقین کرتا ہے مگر وہ دوسرے مذہب کو غلط و باطل نہیں کہہ سکتا اپنے مذہب کوصواب جانے گا محتمل خطا دوسرے مذہب کومحتمل صواب اور ہر ایک دوسرے کو مثاب مانے گا ایسے مسائل جن میں ایک صحیح دوسرا یقیناً غلط اور باطل یہ اختلاف رحمت نہیں نرازحمت بریلی مرادآباد پیلی بھیت کے لوگوں کا حال ہی ان صاحب کومعلوم ہوا۔ ہندوستان و پاکستان پھر اور ممالک سب کا حال انہیں کیونکر معلوم ہوگیا لاہور دہلی کراچی کے دو چار چھ لوگوں کا حال معلوم ہوا کہ وہ جواز کے قائل ہوئے ان کی طرح اور ملک اور بیرون ملک کے سارے علماء کے علاوہ بریلی مرادآباد پیلی بھیت کے علماء کو کیسے جانا پھر اگر بے تحقیق ایک رائے بہت سے ہر چار طرف کے ملک بھر کے اور بیرون ملک کے قائم کرلیں اور بعض محققین از روئے تحقیق اس کا اختلاف ثابت کریں تو ظاہر ہے کہ جنہوں نے بے تحقیق کئے رائے قائم کی اور جواز یا غیر جواز کا قول کیا۔'' قول محقق کے آگے کیا وقعت رکھے گا۔ جومحقق کا قول ہے وہی مقبول ہوگا۔ غیر محقق مردود ہوگا۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ جوعمل افعال نماز سے نہیں جب کثیر ہوگا تو مفسد نماز ہوگا میکروفون میں آواز پہونچاتے رہنا عمل کثیر نماز کے علاوہ عمل ہے اور کثیر لہٰذا مفسد ایسا کون نہیں مانتا دہلی والا ہو یا

لاہور والا یا کراچی والا یا کہیں اور کا اور اگر ایک یا چند ایسے ہوں بھی تو اس کا خیال خام نا کام عـنـدالخـواص والـعـوام لاؤڈ اسپیکر کی آواز وہی امام کی آواز نہیں مماثل آواز امام لاؤڈ اسپیکر کی آواز مثل گنبد و چاہ ہے عین آواز امام نہیں اور مقتدی نماز میں غیر کی اتباع کرے یہ مفسد اسے دہلی کا تسلیم نہیں کرتا یا لاہور کا یا کراچی کا اگر کوئی اس آواز لاؤڈ اسپیکر کو امام کی آواز خیال کرتا ہے تو اس کا خیال محض غلط ہے

(۲) مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کی دونوں حرم میں وہابی عقیدے کے امام ہیں دونوں جگہ دوکان مکان ریڈیو کے گانے ہوتے رہتے ہیں دونوں جگہ کے داڑھیوں کی کیا گت بناتے ہیں دونوں جگہ ابن سعود کی بڑی بڑی تصویریں بازاروں دوکان مکان میں لٹکی ہوئی ہیں۔ **الله الهادی وهو تعالیٰ اعلم۔** فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہر گز درست نہیں

حضور پر نور مرشد برحق حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت مخدوم اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت گلبنِ باغِ رضویت حضرت مفتی اعظم ہند مولینا الحاج الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب زیب سجادہ آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ **دامـــــت برکاتهم القدسیه** کا فتوائے مبارکہ۔

مرسلہ فقیر مرتب کتاب ہٰذا مورخہ یکم شعبان المعظم ۱۳۷۵ھ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین ومفتیان شرع متین **دامـت بـرکاتهم العالیه** مسائل ھٰذا میں کہ ا گراموفون سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم ہے یا نہیں؟

(۲) آلۂ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم ہے یا نہیں؟

(۳) لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہو تو امام اور مقتدیوں کی نماز ہوگی یا نہیں اگر نہیں تو کس بنا پر؟

(۴) لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز یا نہیں اگر نہیں تو کس بناء پر؟ نیز اذان و اقامت اور خطبۂ جمعہ و خطبہ عیدین لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب ۱ :- نہیں۔

الجواب ۲:- نہیں۔

الـجـواب ۳:- امام کی نہ ہوگی جو میکروفون میں وہ آواز پہونچاتا ہو جب امام کی نہ ہوگی تو مقتدیوں کی نہ ہوگی اور اگر آواز امام ڈالتا نہ ہو وہ ایسا آلہ ہو کہ خود آواز کو لے لیتا ہو تو دور کے مقتدی جن تک آواز امام نہیں پہنچتی وہ اس آلہ کی آواز پر انتقالات کرتے ہوں ان کی نہ ہوگی۔

الجواب ؎:- لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں درست نہیں کہ ایک صورت میں امام اور مقتدی سب کی نماز مفسد ہوگی اور ایک صورت میں بعض مقتدیوں کی۔ اذان و اقامت و خطبہ کے وقت اس کے استعمال میں یہ حرج نہیں جو نماز میں ہے **واللّٰہ تعالیٰ اعلم** فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ۔ ۵؍ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مرسلہ:- جناب مولینا مولوی سید زاہد علی صاحب از جامعہ رضویہ مظہر اسلام جھنگ بازار لائلپور پاکستان

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین اس مسئلہ میں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر لگانا شرعاً جائز ہے یا ممنوع و مکروہ ہے؟

الجواب:- وقت نماز لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ ہو اگر چہ وہ ایسا ہو کہ خود آواز لے لیتا ہو اس میں آواز ڈالی نہ جاتی ہو اگر چہ تحقیق سے یہی ثابت ہو کہ اس سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ متکلم ہی کی آواز ہے۔ ایک مذہب اس میں یہ بھی ہے کہ وہ آواز غیر ہے اس کو مرجوح رکھا جائے اعتبار متکلم کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی اور فضا کی ہوا متحرک کرتی ہوئی بے کسی اور قوت دافعہ کے کان تک پہونچی اس کی وہی آواز جو کسی قاسر سے ٹکرا کر سکون پا گئی اور اس قاسر کی ٹکر کی قوت سے جو متحرک ہو کر پلٹی اس کا نہیں، جیسے گنبد سے ٹکرا کر جو آواز پلٹی یا کنوئیں کی پلٹی ہوئی آواز یا صحرا کی صدائے بازگشت نا معتبر ہے آیت سجدہ پلٹی ہوئی آواز سے جسے مسموع ہو اس پر سجدہ اسی لیے واجب نہیں ہوتا کہ اب تو یہ پلٹی ہوئی آواز ہے یہ اگر چہ دہن قاری سے نکلی ہوئی ہے مگر قاسر کے ٹکرانے سے یہ اس حیثیت کی نہ رہی اب قاسر کی ٹکر کی قوت سے کان تک پہونچی ہے یہ نہیں ہے کہ بجلی کی قوت سے فضا کی ہوائے قاسر جہاں تک دفع ہوگئی ہے بے کسی اور قاسر سے ٹکرائے ہوئے بے اس قاسر کی قوتِ دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہونچی ہے۔ **ھٰذا ما عندی و العلم بالحق عند ربی وھو تعالیٰ اعلم**

اعلیٰحضرت **قدس سرہ** کی کوئی بات ایسی نہیں ہے جس یہ سمجھا جائے کہ اعلیٰ حضرت **قدس سرہ** کے نزدیک محض لاؤڈ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات کرنے والے کی نماز درست ہے **و اللہ تعالیٰ اعلم۔**

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ۔ دارالافتاء بریلی شریف

تصدیقات حضرت علمائے کرام ومفتیان ذوی الاحترام

۱)ھٰذا حکم العالم المطاع وما علینا الاالاتباع فقیر ابوالمحامد سید محمد غفر لہ اشرفی جیلانی (محدث اعظم ہند)

۲)الجواب صحیح ثناء اللہ الاعظمی غفرلہ صدر مدرس ومحدث دارالعلوم مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی۔

۳)ھٰذا الحکم حکم الشریعة و خلافہ باطل عند الشریعة مجیب الاسلام نسیم اعظمی خادم دارالعلوم مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف ۲۶ رصفر المظفر ۱۳۸۰ھ۔

۴)لقد اصاب فیما اجاب واللہ و رسولہ اعلم بالصواب جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ و اصحابہ و سلم فقیر عبید الحشمت محمد یعقوب قادری رضوی حشمتی دھانے پوری گونڈوی واردحال پیلی بھیت شریف۔

۵)الجواب صحیح واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ الہ وسلم فقیر ابوالطاہر محمد طیب قادری دانا پوری غفرلہ مفتی شہر جاورہ ضلع رتلام ایم پی۔

۶)انہ لقول فصل وما ھو بالھزل فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلہ (خطیب وامام جامع مسجد اہلسنّت مدنپورہ بمبئی ۸۔

۷)۹۲/۷۸۶ھٰذا ھوالحق المبین واللہ و رسولہ اعلم جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقیر ابوجاھت عبید الضیاء محمد وجیہہ الدین قادری رضوی ضیائی امانی غازی پوری غفرلہ المولی القوی سجادہ نشیں آستانۂ عالیہ قادریہ ضیائیہ پیلی بھیت ۲۸رصفر ۱۳۸۰ھ۔

۸)الجواب صحیح غلام محمد خاں غفرلہ جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور نزیل بریلی شریف۔

۹)الجواب صحیح تراب علی خطیب جامع مسجد چمن گنج کانپور۔

۱۰)۹۲/۷۸۶ الجواب ھوالصواب بعون الملک الوھاب محمد شمس اللہ صدیقی بستوی مقیم حال پیلی بھیت۔

۱۱)ھٰذا ما ظھرلی ایضا لعل اللہ یحدث بعد ذٰلک امرا الفقیر محمد حبیب الرحمن القادری غفرلہ۔ (مجاہد ملت صدر آل انڈیا تبلیغ سیرت)

۱۲)واشھد بذالک ان الجواب کذالک بندہ محمد حبیب حسن غفرلہ مدرس مدرسہ جامع اشرفیہ جامع مسجد سنبھل۔

۱۳)۹۲/۷۸۶الجواب صحیح واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم محمد نذیر احمد قادری رضوی صدر مدرس مدرسہ آستانہ شیریہ پیلی بھیت شریف۔

۱۴)الجواب صحیح۔محمد جعفرغفرلہ محلّہ واصل متصل امام باڑہ پیلی بھیت شریف۔
۱۵)ان ھٰذا الاھو الصواب وله الاجر والثواب فقیر محمد مشاہد رضا خاں قادری برکاتی رضوی حشمتی عفی عنہ۔
۱۶)الجواب هو الصواب عبدالعزیز عفی عنه (شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ)۔
۱۷)الجواب هو الصواب والله تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر عبدالحکیم اشرفی پورنوی ۴؍ربیع الاول ۱۳۸۰ھ۔
۱۸)باسمه تعالیٰ حامدا و مصلیا و مسلماً الجواب صحیح و الصواب محمد رجب علی قادری غفر له (مفتی نانپارہ ضلع بہرائچ)۔
۱۹)الجواب صحیح تحسین رضا خاں غفر له مدرس مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف۔
۲۰)الجواب حق و الحق احق ان یتبع خواجہ مظفر حسین مظہری رضوی مدرس مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی بریلی شریف۔
۲۱)الجواب صحیح المجیب مصیب خواجہ ابوالقاسم اشرفی مدرس مدرسہ مظہر اسلام مسجد بی بی جی بریلی شریف۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر حضرات علمائے اہلسنّت و جماعت کے فتاوے مبارکہ

فتویٰ از: حضرت مولینا مولوی محمد آل حسن صاحب سنبھلی دام ظلهم العالی

بیشک نماز میں اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال مکبرین والی سنت متواترہ کو مٹادینے کی وجہ سے بدعت سیئہ ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے۔

(محمد آل حسن اشرفی نعیمی سنبھلی غفر له العلی)

هذا الجواب صحیح سلامت اللہ اشرفی خادم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

فتویٰ از حضرت مولینا مولوی سید محمد حسین صاحب مدظلہ العالی علی پور شریف

اگر مقتدی آلہ مکبر الصوت کی آواز پر تکبیر تحریمہ کی بناء پر نماز ادا کریں گے تو نماز فاسد واجب الاعادہ ہوگئی والتلقن من الغیر مفسد لا محاله (عنایہ) تکبیرات امام کی تبلیغ کے لیے مکبرین مقرر کئے جائیں جیسا کہ، حضور ﷺ اور صحابہ تابعین وائمہ مجتہدین سے ثابت ہے

سید محمد حسین عفی الله عنهم مہتمم مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیدان خلف الرشید امیر ملت مولانا حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمة الله تعالیٰ علیه۔

فتویٰ از حضرت مولینا مولوی غلام محمد صاحب مدظله العالی گولڑہ شریف

نماز کے اندر امام کے واسطے ایسے آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال کرنا بدعت سیئہ ہے مقرر ہے کہ نماز میں لوگوں کی کثرت کی وجہ سے امام کی آواز دور دراز تک پہنچانے کے لیے مقتدیوں میں سے ہی (مکبر) ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص نماز میں غیر شامل امام کی آواز مقتدیوں کو پہونچائے اور وہ اس آواز پر امام کے ساتھ اقتدا کریں تو ہرگز صحیح نہ ہوگی۔ غلام محمد عفی عنہ گولڑہ شریف۔

فتویٰ از حضرت مولینا خاں محمد صاحب مدظله العالی تونسہ شریف

ایسے آلات کا نماز میں استعمال اصلاً جائز نہیں (ملخصاً) خان محمد عفی الله عنه صدر مدرس مدرسہ محمودیہ تونسہ شریف۔

فتویٰ از حضرت مولینا عبدالمنان صاحب مدظله العالی لاہور، پاکستان

لاؤڈ اسپیکر سے پیدا شدہ آواز پر امام کی اقتدا کرنے والے کی نماز ادا نہ ہوگی۔ اور جب اس کی آواز سے فائدہ اٹھانے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ فاسد یا باطل ہوجاتی ہے تو واجب ہے کہ اس آلہ کو جمعہ و عیدین وغیرہ میں استعمال کرکے نمازوں کو برباد نہ کیا جائے ورنہ امام ومتولی و مجوز و معاون سب گنہگار ہوں گے اور ان کی دیکھا دیکھی واسطہ در واسطہ قیامت تک جتنے لوگ اس فعل نامشروع برباد کنندۂ نماز کا ارتکاب کریں گے ان سب کا گناہ بھی ان سب پر ہوگا اور مرتکبین کے گناہ میں سے کچھ بھی کمی نہ ہوگی جیسا کہ حدیث میں ہے من دعا الی ضلالة کان علیه من الاثم مثل اثم من تبعه لاینقص ذالک من اثامهم شیئا رواه مسلم (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۶) عبدالمنان مدرس وخطیب جامع مسجد داتا گنج بخش رحمة الله علیه لاہور۔

فتویٰ از حضرت ضیغم سنیت مولانا مولوی مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب مدظله العالی بمبئی

لاؤڈ اسپیکر کی آواز تحقیق سے صدا ثابت ہوئی لہٰذا لاؤڈ اسپیکر پر اقتدا کرنے والے کی نماز سرے سے باطل ہے والله تعالیٰ و رسوله اعلم فقیر ابوالظفر محبّ الرضا محمد محبوب علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غفرلهٗ ربه خطیب جامع مسجد اہلسنّت مدنپورہ بمبئی ۸

فتویٰ از حضرت مولینا مولوی محمد رفیع اللہ صاحب مدظلہ العالی اجمیر شریف آله مکبرین الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال نماز میں جائز نہیں نہ تکبیر مکبرین کی سنت کے قائم مقام یہ آلہ ہوسکتا ہے۔ محمد رفیع الدین دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف۔

دوفتویٰ از حضرت صدرالشریعۃ مولینا مفتی حکیم شاہ امجد علی صاحب مصنف بہارِشریعت علیہ الرحمۃ۔

سوال اول۔ بمبئی کے اندر مسجد میں ریڈیو (لاؤڈ اسپیکر) پر خطبہ سنایا جاتا ہے۔ جماعت بھی ہوتی ہے یہ جائز ہے یانہیں؟

جواب :- آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) سے خطبہ سننے میں کوئی حرج نہیں مگراس کی آواز پر رکوع سجدہ کرنا مفسد نماز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ امجدیہ۔

سوال دوم۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اوس مسئلہ میں کہ عیدگاہ میں نماز یا خطبہ عید کے لیے محراب میں یاممبر پرمیکروفون (آلہ مکبر الصوت) لاؤڈ اسپیکر لگانا ناجائز ہے یانہیں لگانے والا شرعی مجرم ہے یا مستحق ثواب؟ امام عید کا آلۂ مذکورہ پرنماز پڑھانا یاممبر پر اپنے سامنے لگا کر خطبہ پڑھنا ناجائز ہےتو ایسا کرنے والے پر کیاحکم ہے؟ بینوا تو جروا۔

جواب :- خطبہ کی حالت میں آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر نماز کی حالت میں امام کا اس آلہ کو استعمال کرنا درست نہیں اس آلہ کے ذریعہ سے جن لوگوں نے تکبیرات کی آواز سن کر رکوع و سجدہ کیا ان کی نمازیں نہیں ہوئیں واللہ تعالیٰ اعلم فتاویٰ امجدیہ جلد اول ص ۱۹۲

فتویٰ از حضرت صدرالافاضل مولینا مولوی شاہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم

اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال میں امام کے لیے شغل بھی ہے اور تکبیر مکبرین کی سنت بھی بظاہر موقوف نظرآتی ہے اس لیے اس کو نماز میں استعمال نہ کیا جائے۔

کتبہٗ العبد المعتصم بحبل الدین محمد نعیم الدین المراد آباد غفرلہ

چند فتاویٰ

از حضرت مولینا مولوی مفتی شاہ محمد اجمل صاحب سنبھل مدظله العالی

مسئلہ :- از پیلی بھیت محلّہ میر خاں مرسلہ محمد عمران قادری رضوی مصطفوی غفرلہٗ مرتب کتاب ہٰذا مورخہ ۲۲؍ صفر المظفر ۱۳۷۵ھ یوم دوشنبہ مبارکہ۔

پہلا فتوے : کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین **دامت بر کاتھم القدسیه مسائل ھٰذا** میں (۱) لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتو امام ومقتدی سب کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں تو کس بنا پر؟ نیز اذان واقامت لاؤڈ اسپیکر پر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز ہے یا نہیں اگر نہیں تو کس بنا پر؟

(۳) گراموفون سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم ہے یا نہیں؟

(۴) لاؤڈ اسپیکر سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم ہے یا نہیں؟

الجواب :- امام ومقتدی کے درمیان تکبیرات وغیرہ کی آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر ایک واسطہ ہے اور ظاہر ہے کہ وہ ان کا غیر ہے ان کی نماز میں شریک نہیں تو مقتدی کی نماز کی بنا اسی چیز پر لازم آئی جو ان کا غیر اور خود نمازی نہیں لہٰذا مقتدی نے قول غیر پر عمل کیا جو مفسد صلاۃ ہے ردالمحتار میں ہے **اخذ المصلی غیر الامام لفتح من فتح علیه مفسد ایضاً کذا فی البحر عن الخلاصة واخذ الامام یفتح من لیس فی صلوٰۃ.** تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر جو لوگ اقتداء میں ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز ہی نہ ہوگی اب باقی رہی یہ تحقیق آلہ لاؤڈ اسپیکر اور گراموفون میں جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم اور قرع اول ہی ہے یا نہیں؟ تو اگر یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ ان سے عین آواز متکلم بھی سنی جاتی ہے تو اس سے تو کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا آواز متکلم پر برقی طاقت کی آواز کا شمول اصل آواز متکلم سے کئی گنا زائد ہے اس کا ثبوت ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اس قدر دور تک پہونچ جاتی ہے کہ اصل آواز متکلم اتنی دور تک ہرگز ہرگز نہیں پہونچ سکتی اسی غلبہ کی بنا پر اس آواز کی نسبت لاؤڈ اسپیکر یا گراموفون کی طرح کردی جاتی ہے اور ہر سننے والا کہتا ہے کہ بغیر کسی تکلف کے کہ یہ لاؤڈ اسپیکر یا گراموفون کی آواز ہے اور یہ آلات اس آواز کو اپنی کیفیات کے ساتھ اس قدر متکیف کردیتے ہیں کہ کبھی اصل متکلم کی آواز کا امتیاز مٹ جاتا ہے اور پہچان میں نہیں آتا کہ کون بول رہا ہے تو ان آلات کے

ان تصرفات کا انکار نہیں کیا جاسکتا لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ ان آلات سے عین آواز متکلم میں زبردست اضافہ اور بیّن فرق پید ہوگیا تو اس آواز کو گنبد کی آواز سے مشابہت پیدا ہوگئی اور کتب فقہ میں ہے گنبد کی آواز پر نہ سجدۂ تلاوت واجب نہ اقتدا صحیح اور اب استعمال کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان آلات میں عین آواز متکلم اپنی اصلیت پر باقی نہیں رہتی اور قرع اول باقی نہیں رہتی بلکہ آواز بازگشت ہوجاتی ہے تو اس بناء پر اقتداء ہی صحیح نہیں ہے رہی امام کی نماز تو اس کے لیے یہ وجہ فساد تو نہیں ہے مگر وہ بھی کراہت سے خالی نہیں کہ اس آلہ سے نماز کے شغل خاص میں خلل پیدا ہوتا ہے جو کراہت مستلزم ہے رہا اذان و اقامت و خطبہ کا حکم تو ان میں اگرچہ نماز کے سے احکام نہیں لیکن ان میں اس آلہ کا استعمال خلاف اولیٰ ضرور قرار پائیگا **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔**

سوال ۲: زید کہتا ہے کہ پیلی بھیت، بریلی، کانپور، مراد آباد میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے کو علمائے کرام صرف انہیں چار شہروں کو منع کرتے ہیں اور بمبئی، لاہور، کراچی، پشاور وغیرہ تمام پاکستان اور مدینہ طیبہ، مکہ معظّمہ میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے کو وہاں کے علماء منع نہیں کرتے ہیں ان تمام شہروں میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی جاتی ہے صرف مذکورہ بالا چار شہر پیلی بھیت، بریلی، کانپور، مراد آباد میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز نہیں پڑھی جاتی ہے اور یہاں کے علماء کرام منع فرماتے اور لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دیکر بمبئی، کراچی وغیرہ تمام پاکستان، مدینہ طیبہ، مکہ معظّمہ وغیرہ کے علماء کے خلاف فتویٰ صادر فرما کر وہاں کے علماء کی مخالفت کرتے ہیں اگر واقعی لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی ہے تو پھر وہاں کے علماء منع کیوں نہیں کرتے ہیں حالانکہ پاکستان میں حکومت بھی اسلامیہ ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ۲:- زید کا یہ دعویٰ ہی غلط و باطل ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نماز باجماعت پڑھنے کو صرف چار شہر پیلی بھیت، بریلی، مراد آباد، کانپور کے علماء منع کرتے ہیں اور بمبئی، لاہور، کراچی، پشاور تمام پاکستان، مدینہ طیبہ، مکہ مکرمہ کے علماء منع نہیں کرتے بلکہ اس کو جائز جانتے ہیں۔ ہاں زید کا یہ دعویٰ اس وقت صحیح ہوتا کہ وہ علمائے بمبئی، پاکستان، حرمین شریفین کے جواز کے فتوے پیش کرتا۔ اور جب وہ ایسا کوئی فتویٰ پیش نہ کرسکا تو اس کا یہ دعویٰ بغیر ثبوت ہوا جو قابل قبول نہیں، اور فی الواقع اگر اس کے جواز کا کوئی فتویٰ ہوتا تو اس کا علم ہوتا، نظر کے سامنے گزرتا لیکن میں نے تو ابھی تک کسی سے سنا نہیں کہ کسی مفتی نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہو۔ دیوبندی جماعت ایسے فتوے لکھنے میں سبقت کرتی ہے لیکن ابھی تک انھوں نے بھی اس کے جواز کا کوئی فتویٰ انہیں لکھا، بلکہ اس کے خلاف **فتاویٰ دیوبند** میں یہ فتویٰ چھپا ہوا موجود ہے۔

''نماز با جماعت میں **آلــہ مــکبــر الـصـوت** (لاؤڈ اسپیکر) کا استعمال امام کی تکبیرات اورقرات کو عام مقتدیوں تک پہونچانے کے لیے کرنا بالکل ناجائز ہے۔ اور جو لوگ تکبیر تحریمہ اس آلہ کی آواز پر کریں گے ان کی نماز فاسد ہوجائے گی الخ فتاویٰ دیوبند ج ۸ ص ۷۰ اور اسی طرح مفتیان مظاھر العلوم سہارنپور اور مفتیان ڈھابیل ضلع سورت و مفتیان مدرسہ فتحپوری و مدرسہ امینیہ دہلی نے نماز جماعت میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز اور اس کی آواز پر اقتدا غلط اور نماز مقتدی فاسد قرار دی ہے۔ اور مفتی دہلی حضرت مولینا مولوی مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری نے تو اس کے عدم جواز پر ایسا مبسوط فتویٰ دیا جو رسالہ ہوگیا جس کا نام **قصد السبیل** ہے، اس سے ظاہر ہے کہ یہ آلہ امام اور مقتدیوں کا غیر ہے اور امام کا غیر مقتدیوں کے قول پر اور مقتدی کا غیر امام کے قول پر عمل کرنا مفسد صلاۃ ہے۔ پس آلہ کے آواز پر جو لوگ ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی (**قصد السبیل** ص ۱۰)

اب اس سے زید کا یہ دعویٰ غلط ہوگیا کہ صرف چار شہروں پیلی بھیت، بریلی، مراد آباد، کانپور کے علماء منع کرتے ہیں۔ (**رسـالــہ امـانـت الاسلام** جو کراچی میں شائع ہوا ہے اس میں ہندوستان کے شہروں سے دہلی، سہارنپور، دیوبند، دھابیل، ضلع سورت، اجمیر شریف، کچھوچھہ شریف، بھاول پور، مراد آباد، امروہہ، تھانہ بھون کے فتوے چھپے ہیں جس میں اس کو منع کیا گیا ہے۔ تو زید کا جھوٹ کس قدر ظاہر ہوگیا صرف چار شہر کے علماء منع کرتے ہیں اس طرح اس کا یہ کہنا بھی افترا اور جھوٹ ہے کہ تمام پاکستان کے علماء جائز جانتے ہیں اس **رسالہ امانت الاسلام** میں ملتان، تونسہ شریف، علی پور سیداں، گولڑہ شریف، لاہور، کراچی، جالندھر، ڈیرہ غازی خاں، راولپنڈی، لائلپور کے مفتیوں کے فتاوے کے مبیضے موجود ہیں بلکہ مفتی پاکستان اور ۵۷ مفتیوں کے فتوے چھپ چکے ہیں انھوں نے اس کو منع کیا اور مفسد نماز قرار دیا تو زید کا یہ دعویٰ کہ لاہور کراچی وغیرہ تمام پاکستان کے علماء اس کو منع نہیں کرتے کس قدر صریح جھوٹ اور افتراء اور لکھا ہوا بہتان ہے، اب باقی رہا اس کا حرمین شریفین کا نام تو یہ بھی علماء حرمین پر افترا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کوئی جواز کا فتویٰ ابھی تک نظر سے نہ گزرا، نہ سماعت میں آیا، اب رہا زید کا ان مقامات کے عمل کے استدلال کرنا تو عمل عوام ناجائز چیز کو جائز نہیں کردیتا ہے، کتنے ناجائز امور عوام کے معمول ہیں تو وہ محض عمل عوام کی بنا پر جائز نہیں ہوجاتے پھر زید کی ایک زبردست جہالت یہ ہے کہ پاکستان میں حکومت اسلام ہے وہاں کے علماء نے منع کیوں نہیں کیا، اس نادان سے پوچھو کہ مفتیان پاکستان اس کی ممانعت میں فتوی لکھ دیئے رسالہ چھاپ دیئے تو پھر منع کرنا کس طرح ہوتا ہے۔ ہم نے جو **رسالہ امانت الاسلام** کا نام پیش کیا ہے اس میں اکثر فتاویٰ علماء پاکستان ہی کے ہیں اب آفتاب سے زیادہ واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ علماء بریلی،

مراد آباد، پیلی بھیت، کانپور نے جس طرح لاؤڈ اسپیکر سے نماز جماعت کو منع کیا اسی بکثرت علماء ہندوستان و مفتیان پاکستان نے بھی اس کو منع کیا حتی کہ دیوبندی جماعت نے بھی اس میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔ تو زید سخت لغوگو، کذاب، افترا پرداز ثابت ہوا۔ مولیٰ تعالیٰ اس کو قبول حق کی توفیق دے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔**

سوال۳: زید یہ کہتا ہے کہ مدینہ طیبہ اور مکہ معظّمہ میں جو نماز لاؤڈ اسپیکر سے ہوتی ہے وہ جس صورت سے وہاں پر ہوتی ہے وہ جائز اور نماز صحیح ہوتی ہے یعنی وہاں کے لاؤڈ اسپیکر بہت زیدہ قیمت کے ہوتے ہیں اور وہاں امام کے گلے میں ایک ہارن جو ہار کی شکل میں ہوتا ہے پڑا ہوتا ہے اور وہ کئی ہزار روپئے کی قیمت کا ہوتا ہے یہاں کے لاؤڈ اسپیکر اس قیمت کے نہیں ہوتے جس قیمت کے وہاں پر وہ ہار ہوتا ہے۔ اور اس کو امام گردن میں ڈال کر نماز پڑھاتا ہے۔ یہاں پر یہ نہیں ہے لہٰذا وہاں پر نماز لاؤڈ اسپیکر پر جائز و صحیح ہے اور یہاں پر صحیح نہیں ہوئی۔ لاؤدا اسپیکر پر نماز اسی وجہ سے یہاں کے علماء منع کرتے ہیں اور ناجائز قرار دیتے ہیں اور وہاں پر وہاں کے علماء منع نہیں فرماتے ناجائز قرار نہیں دیتے کہ وہ طریقہ نماز صحیح ہونے کا ہے شرعاً کیا حکم ہے؟ **بینوا تو جروا۔**

الجواب :- زید کا یہ قول بھی انتہائی لغو اور سراسر باطل ہے لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہ حرمین شریفین میں صحیح ہے نہ غیر حرمین میں حکم شرع مقامات کے بدل جانے سے نہیں بدل سکتا نہ لاؤڈ اسپیکر کا زیادہ قیمتی ہونا اور کم قیمت ہونا شرعاً فرق کرسکتا ہے ہر ذی عقل جانتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر جس طرح یہاں مکلّف انسان نہیں اسی طرح وہاں بھی نہیں جس طرح یہاں نمازی نہیں اسی طرح وہاں بھی نہیں جس طرح یہاں آواز پہنچانے کا آلہ ہے وہاں بھی اسی طرح ہے۔ یہاں اس کی آواز پر جس طرح نماز نہیں ہوتی وہاں بھی نہیں ہوتی۔ یہاں اقتدا کے لیے جو علت فساد ہے وہاں بھی وہی علت فساد ہے تو اب زید کا یہاں اور وہاں کے لاؤڈ اسپیکر میں فرق کرنا جہالت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے۔ اس کا کئی ہزار روپئے کا قیمتی ہونا امام کے گلے میں بشکل ہار لٹکا دینا کیا اس کی حقیقت بدل دے گا اس کو از قسم معدنیات سے مکلّف انسان بنادے گا۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سب زید کی جہالت ہے۔ حکم شرعی وہی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا نماز جماعت میں لگادینا حرمین اور غیر حرمین مقام پر ناجائز و نادرست ہے اور مقتدی کے لیے مفسد نماز ہے مولیٰ تعالیٰ زید کو ہدایت فرمائے اور باطل کی حمایت سے محفوظ فرمائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔**

سوال۴: زید کہتا ہے کہ بعض لاؤڈ اسپیکر اس قسم کے ہوتے ہیں جو بولنے کی بعینہٖ آواز (اصل آواز) کو کھینچ کر دور تک پہونچاتے ہیں لہٰذا ایسے لاؤڈ اسپیکر سے اگر نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدیوں کی نماز بلاکراہت جائز و صحیح ہوگی۔ کیوکہ مقتدی جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع وسجود کریں گے یہ آواز درحقیقت امام ہی کی آواز ہوگی لہٰذا مقتدیوں

نے امام کی بعینہ آواز پر اقتدا کی اس لیے نماز صحیح و درست ہوئی کہ لاؤڈ اسپیکر نے امام کی اصل آواز مقتدیوں تک پہنچائی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول شرعاً صحیح ہے یا نہیں؟ کیا حکم شرعی ہے؟ **بینوا وتو جروا۔**

الجواب :-تقریروں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے یہ ثابت ہوا کہ لاؤڈ اسپیکر سے قرع متصل نہیں ہوتا جیسے گراموفون میں قرع اول کا انتقال نہیں ہوتا بلکہ اس سے آواز بازگشت پیدا ہوتی ہے اور برقی طاقت کی بنا پر اس کا احساس مشکل ہوتا ہے اور جب یہ حقیقت ہے تو اس میں بعینہ اصل آواز امام کا انتقال نہیں ہوا تو اب آواز اسی لاؤڈ اسپیکر کی ہوئی۔ اس لیے تو اس کی آواز سن کر ہر شخص یہی کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر بول رہا ہے۔ میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن رہا ہوں۔سنو لاؤڈ اسپیکر کی آواز آ رہی ہے۔تو آواز کی نسبت اسی آلہ کی طرف جاتی ہے۔ پھر جب یہ آواز اسی آلہ ہی کی ہوئی تو یقیناً یہ آلہ غیر امام ہے اور غیر نمازی ہے لہذا جب مقتدی نے اس کی آواز پر اقتدا کی تو اس نے غیر امام ہی کے قول پر عمل کیا غیر نمازی کے واسطہ سے ارکان نماز ادا کئے اور یہ امور مفسد صلاۃ مقتدی ہیں۔ ردالمحتار میں ہے **وکذا الاخذا ای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من علیه مفسد۔**تو اب قول زید کا غلط و باطل ہونا ظاہر ہوگیا اور مقتدی کی نماز کا غیر صحیح و نادرست ہونا ثابت ہوگیا۔

اور اگر فرض کر لیجئے کہ اس میں بعینہ اصل آواز امام ہی منتقل ہوتی ہے لیکن یہ بات تو ماں لینی پڑے گی کہ امام کی آواز ہوا میں متکیف ہوکر اس آلہ میں پہنچی اور اس آلہ نے اگلی ہوا میں نیا تموج پیدا کیا تو اگلی ہوا کے تموج کا سبب قریب یہ آلہ ہی تو قرار پایا،تو اب اس آواز کی بہ نسبت اس آلہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف ضرور کی جائے گی، نیز امام کی آواز اس مقام پر بھی پہنچادی جہاں اصل آواز امام کسی طرح پہنچ نہیں سکتی تھی تو اس لاؤڈ اسپیکر کا اتنا تصرف تو ناقابل انکار ہے اور جب لاؤڈ اسپیکر کا یہ تصرف تسلیم ہے اور اس کی آواز کی نسبت لاؤڈ اسپیکر کی طرف صحیح ہے تو پھر وہی نتیجہ نکلا کہ مقتدی کے حق میں غیر امام کا تصرف اور آواز واسطہ بنی،تو مقتدی کی نماز کے فاسد ہوجانے کے لیے اس قدر کافی ہے جیسا کہ عبارت ردالمحتار سے ثابت ہو چکا لہٰذا زید کا قول ہر طرح غلط ثابت ہوگیا اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مقتدی کی نماز کس طرح صحیح و درست ثابت نہ ہوسکی۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

سوال ۵: جو لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھائیں پڑھوائیں اور پڑھیں وہ سب مجرم شرعی اور گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

جواب :- جب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے اقتدا ہی صحیح نہیں اور مقتدی کی نماز ہی ادا نہیں ہوتی تو جو اس سے نماز پڑھائیں پڑھوائیں اور جو پڑھیں وہ سب شرعاً مجرم و گنہگار ہوں گے **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

المعتصم بذیل سید کل نبی مرسل کتبہ العبد محمد اجمل غفراللہ عزوجل مفتی مدرسہ اجمل العلوم فی بلدہ سنبھل

۲۷/ ذی الحجہ الحرام ۱۳۷۵ھ

فتــویٰ از حضرت شیر بیشہ سنت مظہر اعلیٰ حضرت حضرت مولانا مفتی حافظ حاجی قاری شاہ محمد حشمت علی خان صاب قادری رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

از دفتر انجم اشاعت الحق بازار سدا نند بنارس مرسلہ حاجی عبدالغفور صاحب

ہمارے سنی حنفی علماء کثر ھم اللہ تعالیٰ و بقی ھم الی یوم الجزاء

مندرجہ ذیل سوال کا جواب از روئے شرع مطہرہ مدلل عنایت فرمائیں وہ یہ کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز نہیں ہوتی، بکر کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز ہوجاتی ہے یہ کہنا غلط ہے کہ نماز (لاؤڈ اسپیکر) پرنہیں ہوتی اس لیے کہ مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر ہی پر نماز ہوتی ہے کیا وہاں علمائے کرام نہیں ہیں؟ ہم نے خود مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی ہے اور لاکھوں مسلمان کو لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھتے دیکھی ہے جس میں علماء بھی نماز پڑھتے ہیں۔ تحقیق طلب یہ ہے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا کہنا؟ بینوا وتوجروا

سیف الرحمٰن

الجواب:- اللھم ھدایۃ الحق والصواب فقیر کو جو کچھ تحقیق ہے وہ یہی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے جو مسموع ہوتی ہے وہ اصل متکلم کی صوت نہیں بلکہ صدا ہے اور حضرت سیدی المفتی الاعظم مولینا الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب دام ظلھم العالی نے بھی بماہ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ اپنی تحقیق یہی بیان فرمائی ور اس وقت وہاں جو اکابر اہلسنّت مثلاً حضرت مخدومی مولینا سید آل مصطفیٰ میاں صاحب مارہروی وحضرت معظمی مولینا السید محمد المحدث الاعظم کچھوچھوی دامت برکاتھم القدسیہ ومجاہد ملت مولینا حبیب الرحمٰن صاحب نصرھم المولیٰ تعالیٰ تشریف فرما تھے سب نے اس کی تصدیق فرمائی جس کی کھلی ہوئی روشن دلیل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہاں سے اصل متکلم کی صوت بھی سنتا ہو اور لاؤڈ اسپیکر کے کسی ہارن کا منہ بھی س کی طرف ہو تو وہ اصل متکلم کی صوت کو اور ہارن سے نکلی ہوئی صدا کو علیحدہ علیحدہ متمایز و متغایر طور پر سنے گا جیسا کہ ہارن کا مشاہدہ ہے جب یہ صدا ہے تو صدا ہی کے سبب احکام اس پر مرتب ہوں گے جس طرح صدا کی اقتدا بحکم شریعت مطہرہ صحیح نہیں اسی طرح لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز کی اقتدا بھی شرعاً باطل ہے نماز میں اس آلے کا استعمال شرعاً حرام اور ناجائز اور موجب بطلان نماز مصلیان ہے نماز کے خطبے میں بلا ضرورت ویسے حاجت

ہونے کے سبب مکروہ تنزیہی و خلاف اولیٰ ہے اور وعظ و میلاد شریف کی محافل میں بلا کراہت جائز ہے کہ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں آج کل ہماری شامت اعمال کے سبب حکومت نجدیہ کا تسلط ہے اس نے وہاں ظلماً جبراً جوراً جو حرام و ناجائز امور مثل مساجد مقدسہ و مزارات مطہرہ و مشاہدات متبرکہ وغیرہ میں رائج کئے اور وہاں کے حقانی علماء اہلسنّت ازالہ منکرات سے اپنی حد وسعت و استطاعت کے اندر دریغ نہیں کیا۔ بکر کیا ان تمام امور محرمہ شنیعہ قبیحہ کو بھی اپنی اسی بیہودہ دلیل ذلیل سے جائز و روا بتانے کے لیے تیار ہوجائے گا؟ **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

جس کو اس مسئلے کی تفصیل دیکھنا ہو وہ فقیر کا رسالہ مسمی بنام تاریخی "**القول الازھر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر**" کا مطالعہ کرے۔ **واللہ و رسولہ اعلم جل جالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ وسلم**

فقیر ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خان **غفرلہ ربہ تعالیٰ و حفظہ** ۵/ ماہ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۷۹ھ جمعہ مبارکہ ۹/ اکتوبر ۱۹۵۹ء

الجواب ھو الموفق الصواب فقیر محمد مشاہد رضا خاں قادری رضوی حشمتی عفی عنہ

فتویٰ از حضرت مولینا مولوی مفتی محمد رفاقت حسین صاحب مظفر پوری مفتی کانپور مدظلہ العالی

مسئلہ از پیلی بھیت محلّہ منیر خان مرسلہ حافظ محمد عمران مصطفوی غفرلہ مورخہ ۱۹/ ذی القعدہ ۱۳۷۵ھ جمعہ

کیا فرماتے ہیں حضرات علمائے دین و مفتیان شرع متین **دامت برکاتھم** مسائل ہٰذا میں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا جب کہ جائز نہیں تو جو امام لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھائے اور جو پڑھیں یا پڑھوائیں وہ گنہگار ہوں گے یا نہیں؟

جواب :- امام اگر لاؤڈ اسپیکر کا پابند نہیں یعنی اپنی آواز اس تک پہونچانے میں فعل کثیر کا مرتکب نہیں تو جو لوگ امام کی آواز پر اقتدا کریں گے ان کی نماز ہوجائے گی اور جو **مکبر الصوت** کی صدا پر اقتدا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی اس جرم میں پڑھنے والے، پڑھانے اور پڑھوانے سب ماخوذ ہوں گے۔

سوال ۲/ جمعہ، الوداع یا عیدین میں صرف خطبہ لاؤڈ اسپیکر سے پڑھنا اور نماز بغیر لاؤڈ اسپیکر کے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۲ :- ایسا کر سکتے ہیں۔

سوال (۳) : زید یہ کہتا ہے کہ مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتی ہے وہاں کے علماء نیز ہندوستان سے جو علماء حج کرنے کو جاتے ہیں وہ وہاں پر لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھتے ہیں بلکہ بعض لوگ آپ کی نسبت یہ کہتے ہیں کہ مولینا شاہ محمد رفاقت حسین صاحب مظفر پوری (**دام فیوضهم النوری**) نے بھی مدینہ طیبہ اور مکہ معظّمہ میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے کو منع نہیں کرتے ہیں کیا وہاں پر جائز ہے کیا حکم شرعی ہے؟

جواب :- ہاں وہاں پر لاؤڈ اسپیکر پر اذان و نماز ہوتی ہے۔ یہ غلط ہے کہ جتنے علماء جاتے ہیں سب پڑھتے ہیں اور میرے متعلق تو کسی معاند نے کہا میں نے **بحمدہٖ تبارک و تعالیٰ و بعون حبیبہٖ علیه الصلاۃ و السلام** نماز پنچگانہ اپنی مستقل جماعت سے ادا کی اور **بحمدہ تعالیٰ** جمعہ بھی مستقل ادا کرتا رہا حکومت سعودیہ کے سوال پر کہ تم لوگ ہماری اقتدا کیوں نہیں کرتے جواب دیا گیا کہ **عملاً و اعتقاداً** اختلاف کی وجہ سے اقتدا نہیں کرتے۔ پھر سوال کیا۔ عملاً کیا اختلاف ہے؟

جواب دیا آپ لوگ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھتے ہیں ایسی صورت میں ہم احناف کے نزدیک اقتدا جائز نہیں۔ پھر **اعتقاداً** اختلاف معلوم کیا جواب دیا کہ آپ کے عقائد ابن عبدالوہاب نجدی کے عقائد ہیں جو کفریہ ہیں اور ہم نے خود سنا کہ آپ کا امام صاحب قصیدہ بردہ شریف کو مشرک کہتا ہے ان کفریات کی موجودگی میں اقتدا صحیح نہیں۔ **بحمدہ تعالی** اس کے بعد بھی ہم لوگوں نے کبھی اس کی اقتدا نہ کی فقط

فقیر رفاقت حسین غفرلہ احسن المدارس قدیم کانپور

فتویٰ از حضرت مولینا مولوی مفتی شاہ غلام محمد صاحب مدظله العالی ناگپور

مسئلہ از پیلی بھیت محمد عمران قادری رضوی مصطفوی غفر لہ محلّہ منیر خاں یکم صفر المظفر ۱۳۸۰ھ سہ شنبہ ۲۶ جولائی ۱۹۶۰ء

کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین ومفتیان شرع متین **دامت برکاتهم القدسیه** مسائل ہٰذا میں کہ مجمع کثیر ہونے کے سبب سے جمعہ وعیدین کی نماز میں کہ اس خیال سے اگر نماز پڑھادی جائے لاؤڈ اسپیکر سے کہ تمام مقتدیوں تک امام کی آواز پہونچ جائے اور اگر مکبرین کا انتظام کیا جاتا ہے تو اکثر دیکھا گیا ہے کہ کچھ مقتدی رکوع میں تو کچھ سجدے میں اور کچھ قعدے میں ہوتے ہیں جس سے ارکانِ نماز صحیح طور سے ادا نہیں ہوتے ہیں لہٰذا لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے اس کا سدباب ہوجاتا ہے اور ارکانِ نماز بھی صحیح طریقہ پر ادا ہوتے ہیں کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الملک الوھاب جمعہ وعیدین میں مقتدیوں کی غلطی عموماً ان کی اور مکبرین کی بے توجہی اور مسائل سے ناواقفی پر مبنی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر پر بھی ان ہی غلطیوں کا امکان ہے تکبیرات عیدین میں مقتدی بجائے ہاتھ اٹھا کر چھوڑ دینے کے رکوع بلکہ سجود سے فارغ ہوسکتے ہیں۔

سوال (۲) زید کہتا ہے دنیوی کاموں میں ہم لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کر کے اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ مثلاً بیاہ شادی اور سیاسی جلسے وغیرہ تو کیوں نہیں اس سے دینی کاموں میں فائدہ حاصل کیا جائے؟ مثلاً نماز، خطبہ، اذان اور میلاد شریف وغیرہ اور آواز بازگشت سے اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے کوئی نسبت نہیں کیونکہ آواز بازگشت سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے اور لاؤڈ اسپیکر سے فائدہ حاصل ہوتا ہے لہٰذا زید کے اس قول کا کیا جواب ہے؟

جواب۲:- دنیوی کاموں میں جب لاؤڈ اسپیکر سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے تو بیشک دینی امور میں بھی فائدہ اُٹھایا جائے گا مگر وہیں جہاں تک کہ شرع شریف اجازت دیتی ہے اذان خطبہ و میلاد شریف اعلان و تبلیغ کی صورتیں ہیں بالفاظ دگر یہ **توجہ الی الخلق** ہے لہٰذا اس میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی اجازت دی جاسکتی ہے کہ اس میں دینی فوائد کا قوی دو چند ہوجانا ممکن ہے مگر نماز کے لیے اجازت نہیں دی جاسکتی ہے کہ یہ خاص **توجہ الی اللہ تعالیٰ** ہے خود شرع شریف نے نماز میں **توجہ الی اللہ** کا بہت زیادہ لحاظ رکھا ہے لاؤڈ اسپیکر کی چیں چیں، پوں پوں کبھی آواز کا تیز کبھی باریک ہوجانا کبھی وسمع خراش و دلآ زار گھڑ گھڑاہٹ کبھی بند ہوجانا کثیر الوقوع ہے جو **توجہ الی اللہ** سے سخت مانع ہے جس سے شرع شریف نے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے نہ کہ الٹا سامان مہیا کرلیا جائے **حدیث شریف** میں ہے حضرت سیدنا جبرئیل **علیہ الصلاۃ والسلام** نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا **فاخبرنی عن الاحسان** یعنی یا رسول اللہ ارشاد فرمائے کہ احسان کیا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا **ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک** مطلب یہ کہ احسان خدائے قدوس کی اس طرح عبادت کرنا ہے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ حال پیدا نہ ہو تو یہ حالت ہو کہ تصور کرے کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے خدائے قدوس کو دیکھنے کے حال میں جو ہیبت و تعظیم و اجلال وخشوع وخضوع و حیاء وشوق ومحبت و انجذاب ہوسکتا ہے وہ تو ظاہر ہے اور یہ مقام اعلیٰ ہے اس سے کم تر مقام **فانہ یراک** میں جو عام نمازیوں کا ہونا چاہئے اس کے متعلق اسی **حدیث شریف** کی شرح میں حضرت شیخ محقق محدث دہلوی **اشعۃ اللمعات شریف** میں فرماتے ہیں ”دریں صورت نیز خوف وخشیت و احتیاط درحرکات وسکنات وضبط و رعایت افعال و احوال و ادب وطمانیت وعدم التفات بہ یمین وشمال لازم حال خواہد بود چنانکہ درحضرت بادشاہی کہ حافظ و رقیب و مشاہد

احوال اوست استادہ باشد محال بے قیدی و ترک ادب بروے تنگ گردد" اسی میں آگے ارشاد فرمایا و درنماز افضل عبادات و اکمل قربات ست محاذاتی معنوی بقدس ذات الٰہی تعالیٰ شانہ است کہ باطن بنورانیت آں منوری گردد کہ کیفیت آں جز بندہ نتواں یافت رزقنا الله تعالیٰ" ملاحظہ فرمائیں کہ نماز میں بندوں سے کن حالات کا مطالبہ ہے اسی خشوع وخضوع اور شوق ومحبت کی رعایت کا نماز میں لحاظ تھا جو رسولنا الکریم الصلاۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا اذا وضع عشاء احدکم و اقیمت الصلاۃ فابدو ابالعشاء ولا یعجل حتی یفرغ منه (بخاری ومسلم از مشکوٰۃ) یعنی جب تم میں سے کسی کا کھانا تیار رکھا ہو اور نماز کے لیے اقامت کہہ دی جائے تو پہلے ابتدا کھانے سے کرو اور نماز کے لیے عجلت نہ کرو یہاں تک کہ تم کھانے سے فارغ نہ ہوجاؤ۔ حضرت شیخ محدث دہلوی رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیه ارشاد فرماتے ہیں "تاباعث برشغل باطن نہ گردد" دوسری حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ لا صلوٰۃ بحضرۃ طعام او ھو یدافعه الاخبثان (مسلم از مشکوٰۃ) یعنی جب کھانا سامنے ہو یا اسے بول و براز کی حاجت ہوتو اس وقت نماز نہ پڑھی جائے۔ درمختار میں ارشاد فرمایا۔ و عند مدافعة الاخبثین او احدھما والریح وقت حضور طعام تاقت نفسه الیه و کذا کل ما یشغل باله عن افعالها و یخل بخشوعها یعنی بول و براز یا ان دونوں میں سے ایک یا ریح غلبہ کے وقت اور جب کہ کھانا موجود ہو اور نفس کو کھانے کا اشتیاق ہوتو نماز مکروہ ہے اور ہر اس چیز کے وقت جو اس کے دل کو افعال نماز سے ہٹائے اور اس کے خشوع میں خلل انداز ہو۔ ملاحظہ فرمائیں کہ قلب خشوع وخضوع کے لیے فارغ رکھنے اور توجه الی الله تعالیٰ کا شریعت مطہرہ نے کتنا لحاظ فرمایا ہے کیا اس کے بعد بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟

کتبہ غلام محمد خاں غفرله مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور دارالافتاء جامعہ عربیہ ناگپور

الاجوبة صحیحة۔ محمد عبدالرشید غفرله مفتی جامعہ عربیہ ناگپور

جوابات صحیح ہیں۔ سبطین رضا غفرله

قد اصاب من اجاب۔ سید محبوب اشرف مدرس جامعہ عربیہ ناگپور

المجیب مصیب العبدالضعیف الذلیل۔ محمد عبدالجلیل النعیمی البھاری

مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور مورخہ ۳۰ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ

الاجوبة صحیحة۔ محمد اعظم غفر له اللّٰہ مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

الجواب صواب۔ فقیر عبدالحفیظ غفرلہ مدرس جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور

حکم مکبر الصوت

(لاؤڈ اسپیکر)

عمدة المحققين حضرت علامہ **مفتی محمد حبیب اللہ نعیمی**
اشرفی بھاگلپوری رحمۃ اللہ علیہ
صدرالمدرسین شیخ الحدیث و مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد یوپی

ماخوذ از: **حبیب الفتاویٰ** از صفحہ ۳۸۴ تا ۳۹۸

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مندرجہ مسئلہ میں کہ ایک مستند عالم دین یہ کہتا ہے۔ ''لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا خلاف اولیٰ وخلاف افضل ہے، اور اس کا استعمال نہ کرنا ہی اچھا ہے''۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ علمائے فرنگی محل نیز دیگر محترم اور بزرگ علمائے کرام کا یہی خیال ہے، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ چونکہ لاؤڈ اسپیکر اکثر فیل ہو جایا کرتا ہے، اور باوجود مکبروں کے زیادہ تر کم پڑھے لکھے اور ان پڑھ لوگوں کی نماز فیل ہونے کی صورت میں خراب ہو جایا کرتی ہے، اس لئے اس کا استعمال خلاف اولیٰ ہے۔ اس کا یہ بھی کہنا ہے کہ احمد آباد شہر کی جامع مسجد جس میں بموقعہ عید و بقر عید کم و پیش ایک لاکھ سے زائد مجمع نمازیوں کا ہو جایا کرتا ہے اور تقریباً یہی حال عید گاہ کا ہے، اس کے باوجود لاؤڈ اسپیکر کی چنداں ضرورت نہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذکور الصدر عالم دین ٹھیک کہتا ہے اور اس کی بات پر عمل کرنا عوام کا فرض ہے اور اگرچہ وہ غلط ہی کیوں نہ کہتا ہو پھر بھی اس کی ہدایت پر عمل کرنا ثواب سے خالی نہیں۔ اگر وہ یہ بات غلط بھی کہتا ہوگا تو اس کا عذاب خود اس کی گردن پر ہوگا۔ جاہل لوگوں اور عوام کو محض اس ایک بات کی بنا پر اس کے درپے آزار نہ ہونا چاہیے، اور اس کی تذلیل وتضحیک نہ کرنی چاہئے، جب کہ وہ آلِ رسول میں سے بھی ہیں، ورنہ گنہگار ہوگا، اور ایسا کرنے والے گنہگار ہوں گے۔ یہاں تک کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جیسا حکم حضرات علمائے کرام ہو وہ عمل میں لایا جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ جواب باصواب مزین بمہر وحوالجات سے سرفراز فرمائیں، تاکہ بات نہ بڑھے اور کوئی خلفشار وتفریق پیدا نہ ہو؟ بینوا توجروا۔

مسئولہ خلیل احمد جونپوری قلندری، مسجد رکھیال روڈ احمد آباد، گجرات

الجواب : جس عالم دین نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کرنے کو خلاف اولیٰ وافضل قرار دیا ہے اس کا حکم کامل احتیاط پر مبنی ہے۔ اس حکم پر کسی کا اختلاف کرنا بالکل غلط و باطل ہے۔ میری تحقیق میں تو نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا مکروہ و بدعت ہے، اس لئے کہ نمازیوں کے مجمع کثیر کے مواقع پر ایسے مکبرین ومبلغین کا مقرر کرنا جو امام کے حرکات و انتقالات کو بآواز بلند مقتدی تک پہنچا سکے، حضور سید عالم ﷺ کے عہد مبارک سے ثابت ہے، یعنی مبلغین ومکبرین کا مقرر کرنا سنت متوارثہ ہے اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کرنے کی صورت میں اس سنت متوارثہ کا ارتفاع لازم آتا ہے اور جس فعل سے کسی سنت کا ارتفاع لازم آئے وہ فعل مکروہ اور بدعت سیئہ ہے۔

اس بارے میں تفصیل تام اور مکمل دلائل وحوالجات کو ملاحظہ کرنا چاہیں تو حضرت مولانا الحاج شاہ محمد مظہر اللہ شاہ صاحب امام مسجد فتحپوری ومفتی اعظم دہلی کا رسالہ ''قصد السبیل'' اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد

صاحبزادخان کا رسالہ ''القول المقبول '' ملاحظہ فرمائیں''القول المقبول '' لاہور سے مل سکے گا، جس کا پتہ یہ ہے، منیجر رسالہ ''السواد الاعظم '' لال کھوہ موچی گیٹ، لاہور، اور قصد السبیل دہلی سے مفتی صاحب موصوف سے طلب فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ لاؤڈ اسپیکر سے نماز کا ہونا جب کہ قرآنِ کریم میں یعنی نص قطعی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بين ذالک سبيلا** (بنی اسرائیل : ۱۱۰) اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو، یعنی درمیانی آواز میں پڑھو۔

خلاصہ یہ ہے لاؤڈ اسپیکر سے نماز کا پڑھنا قرآن کی مخالفت ہے، حضرات علمائے اہل سنت و جماعت سے اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے؟

مسئولہ۔ سید محمد عبداللطیف صاحب حسینی صدیقی صابری نظامی نعیمی، سیکریٹری، ضلع مظفرنگر، ۵رمئی ۱۹۶۲ء

الجواب : میری تحقیق میں لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال کرنا مکروہ و بدعت ہے، اس لئے کہ نمازیوں کے مجمع کثیر کے مواقع پر ایسے مکبرین ومبلغین کا مقرر کرنا جو امام کے حرکات و انتقالات کو بآوازِ بلند مقتدی تک پہنچا سکے، حضور سید عالم ﷺ کے عہدِ مبارک سے ثابت ہے۔ یعنی مبلغین ومکبرین کا مقرر کرنا سنتِ متوارثہ ہے، اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کرنے کی صورت میں سنت متوارثہ کا ارتفاع لازم آتا ہے، اور جس فعل سے کسی سنت کا ارتفاع لازم آتا ہو وہ فعل مکروہ اور بدعتِ سیئہ ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم۔**

مسئلہ : کیا حکم شریعت طاہرہ کا اس بارے میں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز درست ہے یا نہیں؟

مسئولہ مولوی محمد فرحت حسین صاحب نعیمی قادری، ۳رصفر ۱۳۸۵ھ

الجواب :- جمہور محققین علمائے اہل سنت و جماعت نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے اور یہی حکم دیا ہے کہ اس کا استعمال نماز میں ہرگز ہرگز نہ کیا جائے۔ بعض فرماتے ہیں، اس کا استعمال مفسد نماز ہے۔ بعض مکروہ بتاتے ہیں میری تحقیق بھی یہی ہے کہ اس کا استعمال نماز میں ہرگز ہرگز نہ کیا جائے، کم از کم مکروہ و خلاف سنت ہونا میرے خیال میں یقینی ہے، لہٰذا اس کا استعمال نماز میں درست نہیں یہ بحث طویل ہے مختصراً لکھا گیا۔ **واللہ تعالیٰ اعلم**

مسئلہ : مکرمی مجی مفتی صاحب نعیمیہ مرادآباد، جناب عالی!

عرض یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر اذان بھی ہوجاتی ہے اور خطبہ بھی ہوجاتی ہے، لیکن نماز میں جماعت کیوں نہیں ہوسکتی کیا اس کے لئے کوئی مناسب فتویٰ ''وجہ'' ''سبب'' نیز مع دلیل لکھ کر عنایت کریں گے؟ عین نوازش ہوگی۔

مسئولہ منشی محمد شبیر صاحب، ۲۷؍رمضان شریف ۱۳۸۶ھ دوشنبہ

الجواب: اذان و خطبہ و نماز سب جدا جدا چیزیں ہیں، سب کے احکام بھی الگ الگ ہیں تینوں کے جملہ احکام شرعیہ یکساں نہیں، بلکہ ان کے احکام میں متعدد وجوہ سے فرق و امتیاز ہے، مثال کے طور پر مختصر انداز میں یوں سمجھئے کہ......

(۱) اذان و خطبہ بغیر وضو کے جائز و صحیح ہے، اگرچہ ممنوع ہے، اس لئے کہ اذان و خطبہ کے لئے طہارت کاملہ شرط و ضروری نہیں، بلکہ مسنون ہے، اور نماز کے لئے طہارت کاملہ فرض و لازم اور شرط و ضروری ہے، کوئی نماز بغیر طہارت کاملہ نہیں ہوسکتی۔

(۲) اسی طرح اذان و خطبہ کے لئے قیام (کھڑا ہونا) مطلقاً سنت ہے، اور نماز کے لیے قیام مطلقاً فرض ہے۔

(۳) اذان میں کسی آیت قرآنیہ کی تلاوت خلاف سنت ہے، بلکہ اذان کے الفاظ و کلمات مخصوصہ ہی اذان میں ادا کیے جائیں گے، اور خطبہ میں قرآن کریم کی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتوں کا پڑھنا سنت ہے، اور نماز میں قرآن کریم کا پڑھنا فرض ہے۔

(۴) ایک مسجد کی مختلف اذان گاہوں میں بیک وقت چند اذانیں ہوسکتی ہیں، لیکن ایک مسجد میں بیک وقت چند خطبے اور چند جماعتیں نہیں ہوسکتیں۔

(۵) عیدین کے خطبے سنت ہیں اور جمعہ کا خطبہ فرض و شرط۔

(۶) عیدین میں خطبے اگر مطلقاً نہ پڑھے جائیں تو نماز عیدین صحیح و درست ہوگی، اور سنت کا ترک لازم آئے گا، اور نماز جمعہ بغیر خطبہ کے صحیح و جائز ہی نہ ہوگی۔

(۷) خطبہ کا سننا واجب ہے یا مسنون اور قرآن کریم کی تلاوت **بالجهر** ہوتو اس کا سننا فرض و واجب اور **بالاخفاء** ہوتو خاموش و چپکا رہنا فرض و واجب ہے۔

(۸) اذان و خطبہ کے درمیان میں کلام و گفتگو مکروہ و ممنوع ہے لیکن کلام و گفتگو کے باوجود اذان و خطبہ صحیح و جائز ہوگا، اور نماز میں کلام و گفتگو حرام و ناجائز ہے، حتی کہ کلام و گفتگو سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

(۹) اذان و خطبہ میں کسی غیر کا لقمہ دینا و لینا دونوں جائز و صحیح ہے۔ اس سے اذان و خطبہ میں کوئی خلل واقع

نہ ہوگا، اور نماز میں غیر مقتدی کا لقمہ لینا ناجائز اور اس کا لقمہ لینے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

(۱۰) اذان میں موذن کا بلند آواز والا ہونا اور بلند آواز سے اذان کہنا مسنون و مستحب ہے، تاکہ مقصد اذان اعلام غائبین پورا حاصل ہو اور خطبہ و نماز میں اگر کوئی اذان کی طرح آواز بلند کرے اور جہر مفرط ہوجائے تو بنص قطعی و بحکم قرآن عظیم حرام و ممنوع۔

(۱۱) اذان جمعہ کوئی غیر موذن امام معین برائے جمعہ کی اجازت کے بغیر کہہ دے تو صحیح و جائز ہے لیکن خطبہ و جمعہ یا نماز جمعہ امام و خطیب جمعہ کی اجازت کے بغیر، یا نماز میں اس کی شرکت کے بغیر کوئی پڑھ دے اور پڑھا دے تو دونوں صحیح و جائز نہیں ہوتے۔

(۱۲) حدود مسجد میں (یعنی مسجد کی ہر اس جگہ میں جو نماز پڑھنے کے لئے وضع کی گئی ہے) اذان دینا مکروہ و ممنوع ہے، اور حدود مسجد میں خطبہ و نماز بغیر کراہت و ممانعت صحیح و درست ہے، بلکہ افضل و اولیٰ ہے۔

(۱۳) اذان و خطبہ ہر وہ نابالغ جو سمجھدار، ذی شعور اذان و خطبہ کہنے پڑھنے کے قابل ہو وہ اذان و خطبہ کہہ سکتا و پڑھ سکتا ہے، اذان و خطبہ درست ہوگا، لیکن وہ بالغ مردوں کو نماز نہیں پڑھا سکتا۔ کسی بھی نماز میں وہ بالغین کی امامت نہیں کرسکتا بالغین کی نماز اس نابالغ کی اقتداء میں ادا نہ ہوگی۔

(۱۴) پوری اذان بغیر ضرورت صرف ایک ہی شخص پڑھے دو شخص نہ پڑھیں، لیکن ضرورت بھی اگر خطبہ ایک شخص پڑھے اور نماز دوسرا شخص پڑھادے تو جائز و صحیح ہے، مگر افضل و اولیٰ کے خلاف ہے۔

یہ سارے فرق اور امتیازی امور مختصراً اس لئے لکھ دیئے گئے کہ اذان و خطبہ پر نماز کو بتمامہ قیاس کرنا اور بالکل ایک قرار دینا غلطی پر مبنی ہے۔ اس کا اظہار بقدر ضرورت ہوجائے، اس لئے اذان و خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال صحیح و جائز ہے کہ ان دونوں میں کسی غیر کی مداخلت خواہ وذی روح ہو یا نہ ہو مفسد اذان و خطبہ نہیں، بلکہ اذان میں اعلام عام و اعلام غائبین تمام اور خطبہ میں پند و نصیحت عوام کی غرض سے ان دونوں کی آواز کا اس آلہ کے ذریعہ دور تک پہنچانا صحیح و جائز ہے اور نماز جو عبادت خاصہ خالصہ ہے اس کا مقصد تعمیلِ حکم خداوندی و رضائے رب جلیل ہے، اس میں ہر ذی روح غیر مقتدی یا غیر ذی روح کسی آلہ و مشین اور برقی قوت و طاقت کی مداخلت بھی خلل انداز ہوتی ہے، نماز و خطبہ میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے ایک امر مسنون (یعنی تقرر مبلغین و مکبرین وقت ضرورت جو سنت متوارثہ قدیمہ ہے) مرتفع اور ختم ہوجاتا ہے، سنت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا احیاء زندہ کرنا، باقی رکھنا ہی شرعاً مطلوب ہے اور سنت کے مخالفت یا اس کا حکم ختم کرنا ممنوع اور بدعت ہے۔

مجھے حیرت ہے فرقِ باطلہ وہابیہ، دیابنہ، غیر مقلدین، مودودیوں اور خصوصاً نجدیوں پر کہ یہ لوگ مستحسنات دینیہ اور مباحات شرعیہ کے کرنے والوں کو بات بات پر بدعتی ناری قرار دیتے ہیں اور بدعت کے نعرے لگاتے ہیں اور احداث فی الدین کے شور مچاتے پھرتے ہیں، اور اتنی بڑی کھلی ہوئی بدعت سیئہ یعنی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جائز و صحیح قرار دیتے ہیں، جس کا کوئی ثبوت یا اس کی کوئی اصل و مثل بھی قرآن کریم و حدیث نبوی و اصول دین میں نہیں ملتی، اس ایجاد و اختراع اور بدعت و مخالفت سنت کو مصداق (کل بدعة ضلالة و کل ضلالة فی النار کیوں نہیں ٹھہراتے جب کہ ان بے دینوں کے مسلک میں حق تعالیٰ کے مقدس رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خیال مبارک نماز میں آنا، یا لانا، اپنے گدھے بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر ہے، تو لاؤڈ اسپیکر کے خیال میں آنے اور لانے کو اندرون نماز کیوں بدرجہا بدتر قرار نہیں دیتے، ناممکن ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہوتو نمازی کا خیال لاؤڈ اسپیکر کی طرف نہ جائے، امام کا خیال مائکروفون کی طرف اور مقتدیوں کا خیال ہارن کی طرف ضرور بالضرور ہوجاتا ہے، جمہور اکابر علمائے اہل سنت وفقہائے کرام و مشائخ عام علیھم الرحمة والرضوان (خواہ وہ ہند کے رہنے والے ہوں یا پاک کے) ان سب کا حکم وفتویٰ یہی ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کیا جائے، چنانچہ ذیل میں یہ فقیر سیدی وسندی استاذ الفضلاء استاذ العلماء صدرالافاضل فخر الاماثل مولانا الحاج الحافظ الحکیم الشاہ المفتی محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور حضرت بدرالطریقت، صدرالشریعت مولانا الفقیہ المفتی الحاج الشاہ محمد امجد علی صاحب اعظمی مصنف بہارِ شریعت اور حضور لامع النور رئیس الخطباء والمتکلمین مولانا الحاج المفتی السید الشاہ ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی محدث اعظم ہند قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم العالیہ و انوار ھم الفائقہ اور جانشین اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مولانا الحاج المفتی الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری قادری مفتی اعظم ہند کے فتاوی کو مع تصدیقات وتوثیقات دیگر اکابر علمائے اہل سنت نقل کرادینا کافی سمجھتا ہے، جس سے مسئلہ بخوبی ظاہر واضح ہوجائیگا۔ **ھذا ما عندی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم و علمہ عزاسمہ اتم و احکم.**

مسئلہ ۴۰۳: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت و جماعت اس مسئلہ میں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز عیدین، نماز جمعہ یا نماز تراویح اور پنج وقتہ نماز بھی بہ جماعت پڑھنانا یا پڑھنا از روئے شرع شریف جائز ہے کہ نہیں؟ علاوہ ازیں یہ بھی تحریر فرمائیں کہ لاؤڈ اسپیکر سے صرف پانچوں وقت کی نمازوں کے لئے اذان دینی درست ہے کہ نہیں؟ بہت سے اشخاص یہ کہتے ہیں کہ اجمیر شریف، جامع مسجد دہلی و ناخدا مسجد کلکتہ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھائی جاتی ہے اور اذان بھی دی جاتی ہے، اس لئے یہاں بھی اگر لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھی جائے یا پڑھائی جائے یا اذان دی

جائے تو کوئی مضائقہ نہیں؟ براہِ کرم اس استفتاء کا جواب جلد قرآن پاک وشرع شریف کی روشنی میں تحریر فرما کر ارسال کردیں تا کہ آئندہ جمعہ کو آپ کے صحیح جواب کے ذریعہ یہاں کے سنی مسلمانوں کے اختلاف دور ہوجائیں۔

مسئولہ فنادائمی کلکتہ بک بائنڈر، پنچ مندر روڈ، ہزاری باغ، بہار، ۲۷ ر رمضان شریف ۱۳۹۰ھ شنبہ

الجواب: نماز پنجگانہ ہو یا عیدین و جمعہ کی نماز ہو، فرض و واجب ہو یا نفل وسنت کسی بھی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں۔ میری تحقیق یہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام ومتکلم کی عین آواز نہیں ہے، اس میں آلہ مذکور اور برقی طاقت کی آواز بھی ضرور شامل ہے، جس کو ہر ذی عقل وشعور انسان محسوس کرلیتا ہے، اگر اس میں امام ومتکلم کی عین آواز ہوتی تو پھر اس کو استعمال کرنا ہی بیکار ہوتا، اس آلہ کا عربی میں **مکبر الصوت** نام ہے، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ آلہ آواز کو بڑھاتا ہے نیز یہ آواز میں تغیر بھی پیدا کرتا ہے، چنانچہ بعض اوقات آواز نہیں پہچانی جاتی، حالانکہ اس پر بولنے والے کی نفس آواز کو بآسانی امتیاز کرلیا جاتا ہے، لیکن لاؤڈ اسپیکر پر اس کی آواز ممتاز نہیں ہوتی اور پوچھنا پڑتا ہے کہ یہ کس کی آواز ہے یا بولنے والا کون ہے، نماز میں اقتداء اس کی ہوگی، جوخود امام ہو یا امام کا مقتدی مکبر کی حیثیت سے ہو، یہ آلہ نہ امام ہے، نہ امام کا مقتدی ومکبر۔ لہٰذا اس کی آواز پر اقتداء صحیح نہ ہوگی، اور نماز ہی نہ ہوگی، نیز امام یا مکبر ومقتدی ذی روح اور ذی شعور ہے مکلّف انسان ہوتا ہے، یہ آلہ نہ ذی روح شعور ہے نہ مکلّف انسان ہے، لہٰذا اس کی آواز پر اقتداء درست نہ ہوگی۔ نیز یہ آلہ ایسا ہے کہ برقی طاقت کے ذریعہ اس کی آواز مائیکروفون سے چل کر ہارن سے ٹکراتی ہے، جس کا تجربہ مجھے بارہا ہوا، لہٰذا اس کی آواز کا حکم میرے نزدیک وہی ہے جو کوئیں سے یا گنبد سے لوٹ کر آتی ہے، سوچنے کی ایک بڑی بات یہ بھی ہے کہ بولنے والا کبھی کچھ بول رہا ہے، اور یہ آلہ اپنی راگ الگ الاپتا ہوتا ہے، بعض وقت اگر یہ آلہ فیل ہوجائے یا بجلی کا کرنٹ غائب ہوجائے تو امام پوری نماز ختم کرلیتا ہے اور اس کی آواز پر بھروسہ کرنے والا کھڑے کے کھڑے ہی رہتے ہیں۔

رسول مکرم ﷺ نے جماعت کثیرہ ہونے کی صورت میں مکبرین کو قائم فرمایا تھا، یہ آلہ اس سنت کو ختم کرتا ہے جو سنت کو ختم کرے وہ بدعت ہے، لہٰذا اس آلہ کا استعمال نماز میں خلافِ سنت و بدعت بھی ہے، البتہ اذان اور وعظ وتقریر وغیرہ میں نیز خطبہ میں اس آلہ کا استعمال صحیح و جائز ہے۔

جواب میں جو کچھ لکھا گیا، یہی اہل سنت و جماعت کے سوادِ اعظم اور جمہورِ مفتیان کا بھی قول ہے، صرف گنے چنے کچھ افراد ایسے ضرور ملتے ہیں، جو اس آلہ کے استعمال کو نماز میں صحیح و جائز بتاتے ہیں جو نئی روشنی اور نئے

خیال کے شکار ہوگئے ہیں۔ مسائل شرعیہ کی تحقیق و تدقیق میں ان کا کوئی خاص مقام نہیں ہے، یا کچھ غلط فہمی میں مبتلا ہوگئے ہیں، اجمیر شریف، یا جامع مسجد دہلی یا ناخدا مسجد کلکتہ کا فعل وعمل قابل حجت نہیں، اگر کچھ مسجد میں اس کا استعمال دلیل جواز ہوسکتا ہے تو لاکھوں مساجد میں اس کا عدم استعمال عدم جواز کی دلیل بطریق اولیٰ ہوگا۔ **هـذا مـا عندی و الله تعالیٰ اعلم.**

مسئله ٤٠٤ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جس مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگا ہو اور آواز پورے مقتدی آسانی سے سن سکیں، اس کے باوجود بھی مکبر اپنی تکبیر بلند کرے تو کیا ایسی صورت میں جب کہ تمام مقتدی آواز آسانی سے سن سکیں، تکبیر کہنا سنت ہے، یا نہیں؟ مسئولہ حاجی اکن خانصاحب محلّہ دریبہ پان۔ مراد آباد۔ ۲۱رجُمادیٰ الاُخریٰ ۱۳۹۱ھ

الجواب: اکابر علمائے کرام و جمہور مفتیان عظام نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بعض نماز کے فاسد ہونے کے قائل ہوئے اور بعض مکروہ ہونے کے، اس کے استعمال کو ممنوع سب نے قرار دیا ہے۔ ہزاروں میں سے دس پانچ نے اگر اس کے استعمال کو جائز بھی ٹھہرایا ہے، تو وہ قابل اعتبار نہیں۔ ہند و پاک کے بریلوی و دیوبندی سب ہی منع کرتے ہیں، منع کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے مکبرین کی سنت ختم ہوتی ہے، لہٰذا کسی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہ کیا جائے اور تکبیرات انتقال مقتدیوں کو سنانے کے لئے مکبرین ہی کو مقرر کیا جائے، جو اس پر عمل نہ کرے وہ غلطی پر ہے، حتی کہ صورت مسئولہ میں بھی غیر مسنون طریقہ سے بچنے کے لئے اور مسنون طریقہ پر عمل کرنے کے لئے مکبر کا تکبیر کہنا مسنون ہے۔ **و الله تعالیٰ اعلم۔**

مسئلہ ۴۰۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ جس مسجد میں کسی ذریعہ سے امام کی آواز مقتدی تک پہنچے، آسانی سے وہاں مکبر کو تکبیر پڑھنا سنت ہے یا نہیں؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں؟

مسئولہ اکن خان، دریبہ پان، مراد آباد، ۱۵راگست ۱۹۷۱ء

الجواب: حامل سوال هذا کل بھی میرے پاس ایک سوال لائے تھے، جس کا جواب میں نے دیدیا تھا، چونکہ اس سوال میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کے باعث مقتدیوں تک بخوبی آواز امام پہنچنے کا ذکر تھا، اس لئے میں نے ابتدائے جواب میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کی بابت جمہور اکابر علمائے ہند و پاک (بلا لحاظ اختلاف عقیدہ و مسلک) کے عمل وفتویٰ کی روشنی میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کو منع کر دیا تھا، اور آخری سطروں میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ صورت مسئولہ میں بھی غیر مسنون طریقہ سے بچنے کے لئے اور مسنون طریقہ پر عمل کرنے کے لئے مکبرین کا تکبیر کہنا مسنون

ہے۔ سائل جواب لے کر بولے کہ اس میں یہ نہیں ظاہر کیا گیا کہ اگر امام کی تکبیرات وغیرہ کی آواز سارے مقتدیوں کو بآسانی پہنچ رہی ہو تو مکبر مقرر کرنا سنت ہے یا نہیں۔ میں نے کہا۔ کہ اور آواز بخوبی پہنچتی ہو تو سنت نہیں۔ اور آواز نہ پہنچے تو مکبر کا مقرر کرنا سنت ہے۔ اس پر سائل بولے مجھے یہی معلوم کرنا تھا۔ میں نے اُن کو بتایا کہ آپ صرف مختصر سا یہ سوال لکھ کر مجھ سے دوسرا جواب لے لیجئے، اگر امام کی آواز تکبیر وغیرہ کی مقتدیوں کو بآسانی پہنچ رہی ہو، تو مکبر کا مقرر کرنا سنت ہے یا نہیں لیکن سائل پھر اینچ پیچ والا سوال لے کر آئے، یعنی کسی ذریعہ سے امام کی آواز مقتدی تک بآسانی پہنچے، سوال میں کسی ذریعہ کا ذکر کرنے کی ضرورت کو سائل مجھے نہ سمجھا سکا، بہر حال سائل کا اصل مدعا کیا ہے وہ جانیں، لیکن مجھے اصل مسئلہ کا اظہار کر دینا ہے کہ اگر لاؤڈ اسپیکر کے بغیر تکبیرات انتقال وغیرہ کی امام کی اصل آواز مقتدیوں کو مجمع کثیر ہونے کے باعث بھی پہنچ رہی ہو اور سنائی دیتی ہو تو اس صورت میں مکبر کا مقرر کرنا مسنون و مستحب نہیں ہے، بلکہ مکروہ وممنوع ہے۔ **طحطاوی علی مراقی الفلاح** مصری ص ۱۵۶ میں ہے۔

و اعلم ان التکبیر عند عدم الحاجة الیه بان یبلغهم صوت الامام مکروه، و فی السیرة الحلبیة اتفق الائمة الاربعة علیٰ ان التبلیغ فی هذه الحالة بدعة منکرة ای مکروهة، و اما عند الاحتیاج الیه بان کانت الجماعة لایصل الیهم صوت الامام امالضعفه اولکثرتهم فمستحب. معلوم ہو کہ بغیر ضرورت مکبر کی تکبیر یعنی اگر امام کی آواز مقتدیوں تک پہنچ رہی ہو مکروہ ہے۔ السیرۃ الحلبیہ میں ہے۔ چاروں امام کا کہنا ہے کہ تکبیر اس حالت میں بدعت سیئہ ہے۔ لیکن جب ضرورت پڑے، یعنی مقتدیوں تک امام کی آواز نہیں پہونچ رہی ہو۔ امام کی پست آواز یا مقتدی کی کثرت کی وجہ سے تو مستحب ہے۔

اور اگر لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ امام کی اصل آواز تیز اور بلند آواز بن کر اور کچھ بدل کر جس میں آلہ اور مشین اور برقی طاقت وغیرہ بھی دخیل ہو سارے مقتدیوں کو بخوبی پہنچ رہی ہو اور سنائی دیتی ہو تو اس سے تقرر مکبرین کی سنت قدیمہ ختم ہونے کے باعث خلاف سنت اور ترک سنت کا ارتکاب ہو رہا ہے، اس لئے طریقہ غیر مسنون سے بچنے کے لئے اور مسنون طریقہ پر عمل کرنے کے لئے مکبرین کا مقرر کرنا ہی اس صورت میں مسنون و مستحب ہے، اور اگر لاؤڈ اسپیکر کے سوا کوئی دوسرا ذریعہ امام کی اصل آواز کے پہنچے کا ہو تو سائل اس ذریعہ کی تعیین کر کے تیسرا سوال لائیں۔ **واللہ تعالیٰ اعلم.**

مسئلہ ٤٠٦ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ نماز جمعہ وعیدین لاؤڈ

اسپیکر پر پڑھانا و پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ تفصیل کے ساتھ مع حوالہ کتب جواب دے کر مشکور فرمائیں؟ ہمارے شہر اودے پور میں ایک مولوی صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ انھوں نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز عیدالفطر پڑھادی اور جب ان کے سامنے علمائے کرام کے فتاویٰ رکھے گئے تو جواباً فرمایا کہ میں بھی مولوی و مفتی ہوں نوے فیصد علماء میرے ساتھ ہیں، اور جواز کے قائل ہیں، اور حضرت سیدی مفتی اعظم ہند کا فتویٰ جو کہ عدم جواز سے متعلق ہے، اسے بھی رد فرمادیا اور ایک کثیر علمائے کرام کی کانفرس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب اس کانفرنس میں حضرت مفتی اعظم ہند کو عدم جواز پر کوئی دلیل نہ ملی تو فرمایا کہ بحث نہ کرو اور مجھ بڈھے کی بات مان لو، ہمارے یہاں ایک عظیم فتنہ کھڑا ہوگیا ہے۔

لہٰذا ان تمام باتوں کا تفصیل سے جواب دے کر مشکور فرماتے ہوئے فتنہ کا سدباب کریں، امید کہ پہلی فرصت میں جواب عنایت فرما کر مشکور فرمائیں گے؟

مسئولہ۔ مولانا داؤد عالم رضوی باتھوی مظفر پوری۔ مدرسہ اسلامیہ رضویہ مسجد علی پورہ، مٹھ کے پاس، اودے پور، راجستھا، ۲۰ر جنوری ۱۹۷۲ء

الجواب: نماز جمعہ و عیدین ہی کی تخصیص کیا، مطلقا ہر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے، اس سے احتراز قطعی ضروری ہے، کیونکہ نماز عبادتِ مقصودہ ہے، اور اس کی ہئیت مسنونہ متوارثہ مقصود ہے، نماز میں ہر وہ چیز ممنوع ہے جو کسی طرح بھی تخشع اور تذلل میں مخل ہو، نیز تصنع اور تکلف کی موجب ہو، علاوہ ازیں ایک طرف تو لاؤڈ اسپیکر کی بلند آواز سے حکم الٰہی کی خلاف ورزی لازم آتی ہے، کیونکہ رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ **ولا تجهر بصلاتک و لا تخافت بها و ابتغ بين ذالک سبيلا** (بنی اسرائیل: ۱۱۰) (نماز جہری میں قرأت نہ چیخ کر کرو اور نہ زیادہ آہستہ سے بلکہ درمیانی راہ تلاش کرو) اور دوسری طرف مکبرین کی سنت قدیمہ کا ترک لازم آتا ہے اور ترک سنت بدعت ہے۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز و عدم جواز کے بارے میں ہندوستان و پاکستان کے علماء کا اختلاف ہے، مگر ہندو پاک کے جمہور اکابر علمائے کرام و مفتیان عظام بلاتخصیص اعتقاد و مسلک منع فرماتے ہیں، جن میں بعض لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ناجائز و حرام اور مفسدِ نماز قرار دیتے ہیں اور بعض مکروہ و بدعت فرماتے ہیں، اور بعض نماز کے فساد میں تردد کا اظہار کرتے ہیں، بہر حال جمہور اکابر علماء و اہل فتاویٰ کی رائے میں لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال ممنوع ضرور ہے، بعض علماء جو لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو نماز میں بلا کراہت جائز و صحیح جانتے اور مانتے ہیں، اس

سلسلہ میں ان کے دلائل میری تحقیق میں مجروح ومخدوش ہیں، اور جمہور اکابر علماء و اہل فتویٰ کی دلیل قوی اور معقول معلوم ہوتی ہے، اس مسئلہ میں میری تحقیق یہی ہے کہ کسی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کیا جائے تاکہ فساد نماز اور عدم نماز نیز کراہت نماز اور عدم کراہت نماز کے اختلاف سے احتراز ہو سکے۔

مختصر یہ کہ قائلین جواز کے لئے لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو بعینہٖ متکلم کی آواز ثابت کر دینا بھی مفید نہیں، جب کہ یہ خود محققین سائنس کے درمیان **مختلف فیه** ہے، اور اگر ہم اسے متکلم کی آواز تسلیم بھی کرلیں تو بھی غیر نمازی کو دخیل تو ماننا ہی پڑتا، رہی بات لاؤڈ اسپیکر کے اس افادہ کی کہ اس کی وجہ سے سارے مقتدی امام کی قرأت وتکبیر سن لیتے ہیں۔ تو یہ بھی عرض کردوں کہ ہر ہر مقتدی کو قرأت سننا یا سنانا فرض نہیں، ساتھ ہی اس کی بھی کوئی ضمانت نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر فیل نہ ہوگا، یہ فساد بھی کم اہمیت کا نہیں، بہر صورت نماز میں لاؤڈ اسپیکر سے احتراز لازمی ہے۔

اس بارے میں چند فتوے جو نہایت جامع اور مدلل ہیں، جو میرے اکابر حضرات کے ہیں درج کرتا ہوں تاکہ مزید تقویت ہو، حضور محدثِ اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ استفتاء کے جواب میں کچھ ارشاد فرمایا ہے، بعینہٖ نقل کرتا ہوں، تاکہ تمام شبہات کا سد باب ہو۔

نقلِ فتویٰ و جوابِ فتویٰ حضور محدث اعظم ہند **رحمة الله عليه**۔

مسئله: ''کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت **کثر هم الله تعالیٰ** لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز نہیں ہوتی اور بکر کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ ہوجاتی ہے، اس لئے کہ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر پر برابر نماز ہوتی ہے، ہم خود اور لاکھوں مسلمان اور علماء وغیرہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں پڑھتے ہیں، کیا وہاں عالم دین نہیں ہیں، جہاں اسلام کی جڑ ہے، تحقیق طلب یہ ہے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا کہنا؟ منجانب حاجی محمد عبدالغفور۔

الجواب: بکر کے قول کی حقیقت اس ظاہر ہے کہ وہ عہدِ حکومت سعودیہ کی بدعتوں میں ایک بدعت کو دلیل شرعی قرار دیتا ہے اور کتاب وسنت وتصریحات فقہائے کرام کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ بازار مکہ میں تصویریں بکتی ہیں، مکہ کا نوجوان طبقہ زیادہ تر داڑھی منڈاتا ہے اور کترانا تو عام عادت ہے۔ شہر کے اکثر گھروں میں ریڈیو پر عریاں قسم کے گانے سنے جاتے ہیں۔ نماز وطواف میں اہل مکہ کم نظر آتے ہیں تو کیا اہل مکہ کے نزدیک اس کے پیش کردہ دلیل کی بناء پر جرائم شرعیہ جرم ہی نہ رہیں گے۔ وہاں کے علماء مجبور ہیں یا حکومت کی بدعتوں کی تائید کریں یا اپنے گھروں میں خاموش رہ کر اپنے دین کی حفاظت کریں۔ ایسے لوگوں کا عمل شرعاً ہرگز حجت نہیں۔ جو حج کو جاتے ہیں

وہ ایک میلاد کر لینے کے سوا دینی مسائل سے اکثر بے خبر اور اکثر بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اور جو دیندار اپنے دین سے واقف ہیں وہ بعونہ تعالیٰ نہ کثرت جماعت سے مرعوب ہوتے ہیں نہ کسی بدعت میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ تو بکر کی دلیل کا حال ہے، اور زید کا دعویٰ بالکل حق ہے، کیونکہ اول تو لاؤڈ اسپیکر ایک سنت کو مٹا رہی ہے، رسول پاک ﷺ نے کثرتِ جماعت میں مکبرین کو قائم کرنے کا حکم دیا تھا، اس آلہ نے اس سنت کو ختم کر دیا اور جو چیز کسی سنت سے مزاحمت کرے وہ بدعت ہے، دوسرے نماز میں امام کو وہی لقمہ بھی دے سکتا ہے اور وہی تکبیر کہہ سکتا ہے جو خود شریک نماز ہو اور اگر نماز سے باہر کوئی امام کو لقمہ دے اور امام قبول کرے تو نماز نہیں ہوئی۔ اگر نماز سے باہر کسی نے تکبیر کہی اور اس پر نمازیوں نے عمل کیا تو نماز نہ ہوئی، اور اتنی بات تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ریڈیو نہ شریک نماز ہے اور نہ شریک نماز ہونے کی اس میں اہلیت ہے، وہ تو ایک آلہ ہے، نمازی نہیں ہے تو اس کی تکبیر پر عمل کرنا ایک خارج از نماز کے کہنے عمل کرنا ہے۔ جس سے نماز نہیں ہوئی، پھر اس بدعت کی بدولت قطع صفوف کا جرم ہوتا ہے، امام کعبہ کے پاس ہے، مقتدی صفا و مروہ کی سڑک یعنی اپنی اپنی دوکانوں میں ہیں بیچ کے راستہ سے موٹر جاتا رہتا ہے، تو یہ نماز ہے یا نماز کی نقالی۔ بڑی بات سوچنے کی یہ ہے کہ اگر آلہ فیل ہوجائے تو امام صاحب پوری نماز پڑھ گئے اور حرم سے باہر مقتدی جو کھڑے ہیں وہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ یہ ہیں ایک سنت کے مٹانے کی ناپاک بدعت کے نتائج، جس کو اگر بکر صدق نیت سے سوچے تو زید سے اختلاف کی جرأت نہ کرے۔''

هٰذا ما عندی والعلم عند الله تعالیٰ والله رسولوله اعلم وعلمه جل مجده اتم و احکم فقط کتب عبیده المذنب الجانی ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی نزیل بنارس ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح احقر محمد نعیم اللہ خادم جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الہ آباد

الجواب حق محمد نعمت اللہ غفرلہٗ مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد

الجواب صحیح سید محمد احسان علی باندوی

الجواب حق و صواب ابوالرضا محمد لقمان الصدیقی غفرلہٗ

الجواب صحیح مستاق احمد نظامی الہٰ آباد

اصاب ما اجاب محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری غفرلہٗ مدرس جامعہ رضویہ مدنپورہ بنارس

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ ٹانڈوی

الجواب حق لا ریب فیه فقیر عبدالواحد رضوی دربھنگوری

الجواب صحیح فقیر محمد ابوالوفاء فصیحی غازی پوری

ما اجاب سید المحدث الاعظم صحیح حق بلا ریب محمد باقر علی خاں اشرفی صدر مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس

سبحان الله سبحان الله سبحان الله حضرت محدث اعظم ہند دامت بر کاتھم العالیہ کے حکم گرامی جو بفضلہٖ تعالیٰ عین مطابق حدیث و فقہ ہے کے بعد ہم کم علموں کی تصدیق نہیں بلکہ ایمان ہے حق و درست ہے۔ فقیر عبدالوحید فریدی خادم خانقاہ حمیدیہ بنارس

(ماخوذ از التحقیق المبتکر فی عدم جواز الصلوٰۃ علی لاؤڈ اسپیکر)

منجانب اراکین اشاعت الحق ۹۲/۱۷ پانڈے حویلی بنارس)

اسی رسالہ میں حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا یہ فتویٰ بھی ہے۔

''آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) سے نماز ادا کرنے کی ایک شورش برپا ہوتی جارہی ہے، اگر اس کی آواز متکلم کی غیر ہے، یعنی اس آلہ میں دوسری آواز پیدا ہوجاتی ہے، تو اس کی اقتداء میں فساد ظاہر ہے، اور بعینہ اگر آواز امام مانی جائے جب بھی اتنا ماننا پڑے گا کہ اس میں خارج دخیل ہے، ورنہ آلہ کا لگانا عبث ہو جائے گا خارج کی اقتداء عدم جواز کا مستلزم ہے اور جہاں جواز و عدم جواز متعارض ہوں تو عدم جواز کو ترجیح ہوتی ہے، اس بنا پر بھی فساد مرجح رہے گا، لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر نہ لگایا جائے۔'' القول المقبول فی عظمة قول الله والرسول ''سواد اعظم لاہور'' حضرت استاذ العلماء صدر الافاضل مولانا نعیم الدین علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں۔

''اس آلہ (لاؤڈ اسپیکر) کے استعمال میں امام کے لئے شغل بھی ہے، اور تکبیر مکبرین کی سنت بھی بظاہر موقوف نظر آتی ہے اس لئے اس کو نماز میں استعمال نہ کیا جائے ایک فتویٰ اور بھی حضرت کا ہے، رسالہ مذکورہ کے ص۵۳ پر جس پر حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق بھی ہے۔

''...... اور بعد اذان لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں لانا ہی بیکار ہے، کیونکہ امام کی قرأت سنانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں ہے''

رسالہ مذکورہ میں حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی رحمة الله علیه کا بھی مندرجہ فتویٰ ہے۔

''آلہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) سے خطبہ سننے میں حرج نہیں مگر اس کی آواز پر رکوع و سجود کرنا مفسد نماز ہے۔''

رسالہ مذکورہ ''التحقیق المبتکر'' کے ص۱۳۴۔ اور رسالہ مذکورہ ''القول المقبول'' کے ص (د) پر حضرت مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کا فتویٰ مع بیس علمائے کرام کی تصدیقات یہ ہے کہ

’’وقتِ نماز لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ ہو اگر چہ وہ ایسا ہو کہ خود آواز لے لیتا ہو۔ اس میں آواز نہ ڈالی جاتی ہو۔ اگر چہ تحقیق سے یہی ثابت ہو کہ اس سے جو آواز مسموع ہوتی ہے، وہ متکلم کی ہی آواز ہے، ایک مذہب اس میں یہ ہے کہ وہ آواز غیر ہے، اس کو مرجوح رکھا جائے اعتبار متکلم کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی ہو اور فضا کی ہوا متحرک کرتی ہوئی، بے کسی اور قوت کے کان تک پہنچے، وہ آواز جو کسی قاسر سے ٹکرا کر سکون پا گئی اور اس قاسر کی ٹکر کی قوت سے جو متحرک ہو کر پلٹی جیسے گنبد سے تکرا کر جو آواز پلٹی ہے یا کوئیں کی پلٹی ہوئی آواز یا صحرا کی صدائے بازگشت نامعتبر ہے، آیتِ سجدہ پلٹی ہوئی آواز سے جسے مسموع ہو، اس پر سجدہ اس لئے واجب نہیں ہوتا کہ اب جو پلٹی ہوئی آواز ہے یہ اگر چہ وہی دہن قاری سے نکلی ہوئی آواز ہے، لیکن قاسر سے ٹکرانے کی وجہ سے اس حیثیت کی نہ رہی، اب اس قاسر کی ٹکر کی قوت سے پہنچتی ہے، لاؤڈ اسپیکر میں یہ نہیں کہ بجلی کی قوت سے فضاء کی ہوائے قاسر جہاں تک دفع ہوگئی، بے کسی اور قاسر سے ٹکرائے ہوئے بے اس قاسر کی قوت دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہنچتی ہے۔‘‘

یہ وہ فتویٰ ہے جس پر حضور محدث اعظم نے ان الفاظ کے ساتھ مہر تصدیق ثبت کی ہے۔’’**ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الاالاتباع**.‘‘ یعنی یہ قابل اطاعت عالم کا حکم ہے اور ہم پر اس کی اتباع ہی لازم ہے۔‘‘

رسالہ ’’علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ مسائل رویت ہلال و لاؤڈ اسپیکر پر نماز اور چلتی گاڑی پر نماز ادا کرنے کے بیان میں‘‘ شائع کردہ، ’’نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور‘‘ میں ص ۱۳ پر حضرت شیخ التفسیر مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ درج ہے۔

’’لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے میں چند قباحتیں ہیں، ایک یہ کہ اس میں قرأت قدر ضرورت سے زیادہ اونچی آواز سے ہوتی ہے اور یہ مکروہ ہے، رب تعالیٰ فرماتا ہے، (**ولا تجھر بصلاتک الخ**) دوسرے یہ کہ لاؤڈ اسپیکر میں یہ بھی شبہ ہے کہ جو آواز یونٹ سے نکلتی ہے، وہ امام کی اپنی آواز نہیں ہے بلکہ صدائے بازگشت ہے، جیسے گنبد یا جنگل کی آواز، اگر یہ ہے تو اس پر نماز کی حرکتیں کرنا زیادہ برا ہے، تیسرے یہ کہ اس میں سنت کا ترک ہے، یعنی سنت یہ ہے کہ نماز میں مکبر مقرر کئے جائیں اور لاؤڈ اسپیکر میں اس کو بند کر کے آلہ استعمال کرنا ہے، اور جو شئے رافع سنت ہے وہ بدعت سیئہ ہے، بہرحال لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانا بہتر نہیں ہے۔ باقی لاؤڈ اسپیکر پر اذان وخطبہ وغیرہ سب بلاکراہت جائز ہیں، کیونکہ نماز میں وہ پابندیاں ہیں جو اور جگہ نہیں۔‘‘

حتیٰ کہ ’’فتاویٰ دارالعلوم دیوبند امداد المفتیین حصہ پنجم شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند‘‘ میں بھی عدم صحت کا

فتویٰ ہے، ص ۹۱ پر مرقوم ہے۔

''خلاصہ حکم یہ ہے کہ مکبر الصوت...... کا استعمال تمام دنیوی ضرورتوں میں نیز ان عبادتوں میں جو خود مقصود نہیں جائز و درست ہے، مگر عبادات مقصودہ نماز، اذان، خطبہ میں درست نہیں''

ایسے اہم معاملہ میں جس کا تعلق عبادتِ مقصودہ سے ہے، کسی عالم دین کو خود رائی سے کام لینا اسکے منصب کے منافی ہے۔ جن مولوی صاحب نے آپ کے یہاں عیدالفطر کی نماز لاؤڈ اسپیکر پر پڑھادی اور استفسار پر یہ بولے کہ ''میں بھی مولوی اور مفتی ہوں، نوے فیصدی علماء میرے ساتھ ہیں، اور جواز کے قائل ہیں'' ان سے دریافت کیا جائے کہ آپ کس مسلک وعقیدہ کے مفتی ہیں، اورکس مرکزی ادارہ سے آپ کا تعلق ہے، جب کہ اکابر دیوبند اور مفتیان عظام بریلی شریف ممانعت ثابت کیجئے جس کانفرنس کا مولوی جواز کے قائل آپ کے ساتھ کون حضرات ہیں، ان کے نام و پتے تو بتایئے اور ثابت کیجئے جس کانفرنس کا مولوی صاحب نے تذکرہ کیا ہے، اور حضور مفتی اعظم ہند کی طرف اس قول کی نسبت کی ہے کہ ''بحث نہ کرو مجھ بوڑھے کی بات مان لو'' محض غلطی اور افتراء ہے۔ **ھذا ما عندی والعلم عند ربی وھو سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔**

مسئلہ ۴۰۷ (۱): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز فرائض پنجگانہ، جمعہ و عیدین میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بغرض جملہ حاضرین کے کانوں میں آواز وقرأت وتکبیر پہنچ جانے کے لئے ازروئے قانون شریعت مطہرہ درست وصحیح ہے، یانہیں؟ یعنی مائک مذکور پر شرعا نماز صحیح و درست ہوگی یانہیں؟ ہردو صورت میں بدلائل شرعیہ حکم شرع مبارک واضح فرما کر راہِ عمل روشن فرمائیں؟

(۲) مجوزین لاؤڈ اسپیکر کو لے کر اگر کوئی عالم مسجد میں اس مائک مذکور پر باعلانِ نماز ادا کرے اور کرائے تو اس نماز کا شرعا کیا حکم ہے؟

(۳): آوازِ قرأت امام جملہ حاضرین پس وپیش کے کانوں تک پہونچنا شرعا ضروری ہے یانہیں؟ تکبیر کی آواز پہنچانے کے لئے اگر پیچھے مکبر کا انتظام کیا جائے تو کیا مضائقہ ہے؟

مسئولہ مقبول حسین احمد صدیقی، ملیریا آفس، درگ، ایم پی، ۱۱؍شوال ۱۳۹۲ھ

الجواب: (۱) نماز پنجگانہ ہو یا نماز جمعہ وعیدین کسی نماز میں بغرض مذکور لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کیا جائے۔ چونکہ جمہور اکابر اہل سنت و جماعت ومفتیان کرام وعلمائے عظام ومشائخ فخام اس کے استعمال کو اب تک بوجوہ عدیدہ و بدلائل کثیرہ منع ہی کرتے رہے ہیں۔ مانعین میں دو گروہ ہیں، ایک گروہ تو مفسد نماز قرار دیتا ہے،

دوسرا گروہ مکروہ و بدعت قرار دیتا ہے، بہر حال اکثریت منع کرتی ہے، دونوں فریق کے دلائل ان کے فتاویٰ و رسائل میں موجود ہیں، حضرت صدرالشریعہ مولانا الحاج مفتی حکیم امجد علی صاحب اعظمی **علیہ الرحمۃ والرضوان**، حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی **قدس سرہ العزیز** وحضور مفتی اعظم ہند **دامت برکاتھم العالیہ** مولینا شاہ الحاج برہان الحق مفتی اعظم مدھیہ پردیش وحضرت مولانا شاہ مظہر اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی **رحمۃ اللہ علیہ**، اوران کے متبعین کی بڑی تعداد لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو مفسد نماز قرار دیتی ہے، اورحضور صدرالافاضل مولانا الحاج مفتی نعیم الدین صاحب **رحمہ اللہ تعالیٰ** مرادآبادی، ومولانا شاہ عمر صاحب نعیمی ومولانا احمد یار خاں صاحب **رحمہم اللہ تعالیٰ** و مولانا شاہ مفتی سید غلام جیلانی صاحب میرٹھی، ومولانا شاہ عبدالعزیز مرادآبادی ومولانا الحاج عبدالعزیز ناگپوری اور ان کے تلامذہ متبعین کی بڑی تعداد لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو مکروہ وممنوع و بدعت اور مانع سنت قرار دیتی ہے۔

میں بھی اپنے اکابر واساتذہ علماء ومشائخ کی پیروی میں مکروہ وممنوع اور بدعت ومخالف سنت اب تک بتارہا ہوں لیکن اب آلہ کی بابت کافی رسائل وفتاویٰ اور براہین و دلائل پرغور وفکر کرنے کے بعد اوراس لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے مفاسد و نقائص پر نظر کرنے کے بعد نیز تحقیق و تدقیق کے بعد **میرا خیال میری ناقص رائے بھی مفسدِ نماز ہونے کی طرف جارہی ہے۔** جس ے اہم ترین دلائل شرعیہ یہ ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہ امام کی آواز قرار نہیں دی جاسکتی، نہ امام کے مکبر کی عین آواز ہوسکتی ہے، اگر امام یا اس کے مکبر کی اصل آواز ہوتو اس کا استعمال کرنا بے معنی ہوتا، بلکہ بیکار ولغو ہوتا۔ بلاشبہ لاؤڈ اسپکر کی آواز امام ومکبر کی اصل آواز سے کافی بلند تر ہوتی ہے، اور اس کی آواز میں اور امام ومکبر کی آواز میں کافی فرق ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات کافی دیر کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ یہ فلاں شخص کی آواز ہے۔ طرز ادا اورحسن صوت اورنغمہ وترنم وغیرہ میں بھی بڑا فرق وامتیاز معلوم ہوتا ہے، بلکہ کبھی اصل آواز کی معرفت بھی نہیں ہوتی، یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے اور بدیہی آلے کو دخل ہے، یہ ساری طاقتیں اور تمام قوتیں یقیناً لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں برقی طاقت یا ڈائنمو کی قوت اورمشین کے سارے آلے کو دخل ہے، یہ ساری طاقتیں اورتمام قوتیں اور جملہ آلات امام ومکبر کا غیر ہیں، صرف امام ومکبر کی آواز پر اقتداء کا صحیح و درست ہونا تمام کا معمول قدیم رہا ہے، بشرطیکہ امام ومکبر تکبیر تحریمہ کے ساتھ تبلیغ و اعلام کا بھی قصد و ارادہ یعنی نیت کرے اورمکبر داخل نماز بھی ہو، یعنی خود مقتدی بھی ہو، مذکورہ بالا طاقتیں اورقوتیں نیز مشین وآلات داخل نماز نہیں ہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ جو چیزیں خارج نماز ہیں، لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں امام ومکبر کے علاوہ ان دونوں چیزوں کی اقتداء بھی لازم آتی ہے، اور **تلقین من الخارج** بھی پایا جاتا ہے، لہٰذا اس کا استعمال نماز کے حق میں

کراہت پر ضرور مشتمل ہے۔ جب کہ سنت قدیمہ متوارثہ مکبرین کا خاتمہ بھی اس کے استعمال سے لازم آتا ہے، جو حقیقۃً بدعت ہے رسالہ ''قصد السبیل '' ورسالہ ''صیانة الصلوۃعن حیل البدعات '' ورسالہ طویل ''القول المقبول فی عظمة قول اللّٰہ والرسول '' رسالہ در بیان رویت ہلال ولاؤڈ اسپیکر پر نماز، چلتی ٹرین پر نماز، و رسالہ تحقیق المبتکر فی عدم جواز الصلوٰۃ علیٰ لاؤڈ اسپیکر، ورسالہ ''لاؤڈ اسپیکر'' وغیرہا میں ان مسائل کی طویل ترین تحقیق و بیان ہے، خود امام کو بھی اپنی طاقت وقوت یا حاجت سے زیادہ بلند آواز سے پڑھنے کی ممانعت ہے، جس کا ظہور اس آلہ سے ہوتا ہے۔ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول ص ۶۷ میں ہے۔ ولا یجھد الامام نفسه بالجھر کذا فی البحر الرائق۔ واذا جھر الامام فوق حاجة الناس فقد اساء۔ امام آواز بلند کرنے میں کوشش نہ کرے۔ ایسا ہی البحر الرائق میں ہے۔ لوگوں کی ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے قرأت اگر امام نے کی تو اچھا نہیں کیا۔

اسی کے ص ۹۳ میں ہے۔ ولو سمعه الموتم ممن لیس فی الصلوٰۃ ففتحه علیٰ امامه یجب ان تبطل صلاۃ الکل لان التلقین من خارج کذا فی البحر الرائق ناقلا عن القنیة. اگر مقتدی نے ایسے شخص سے سن لیا جو مشغول نماز نہیں تھا اور اس نے امام کو لقمہ دے دیا۔ اب یقینی طور پر سب کی نماز فاسد ہوگئی کیونکہ باہر سے تلقین پائی گئی۔

طحطاوی علی مراقی الفلاح مصری ص ۱۵۰،۱۵۱ میں ہے۔ قوله (ویجب جھر الامام) الواجب منه ادناہ وھو ان یسمع غیرہ ولو واحدا والا کان اسرارا فلو اسمع اثنین کان من اعلیٰ الجھر حموی عن الخزانة قالوا والاولی ان لا یجھد نفسه بالجھر بل بقدر الطاقة لان اسماع بعض القوم یکفی بحرونھر، و المستحب ان یجھر بحسب الجماعة فان زاد فوق حاجة الجماعة فقد اساء کما لو جھر المصلی بالاذکار قھستانی عن کشف الاصول. اس کا قول (امام کا قرأت بالجہر واجب ہے) کم سے کم یہ ضروری ہے کہ اپنے علاوہ ایک ہی آدمی کو سنا دے، ورنہ ''جہر'' نہ ہوگا۔ اور دو نے سن لیا تو یہ جہر کا اعلیٰ درجہ ہوگا (حموی خزانہ سے) فقہاء نے کہا'' بہتر یہ ہے زیادہ آواز سے پڑھنے کی کوشش نہ کرے بلکہ طاقت کے مطابق ہی جہر کرے، کیونکہ بعض لوگوں کا سن لینا ہی کافی ہے۔ مستحب یہ ہے کہ جماعت کی ضرورت کے مطابق ہی آواز بلند کرے۔ لوگوں کی ضرورت سے زیادہ آواز بلند کرنا اچھا نہیں۔ اسی طرح جیسے نمازی اذکار کو زیادہ آواز سے نہ پڑھے۔

اسی کو ص ۱۵۶ میں ہے۔ و اعلم ان التکبیر عند عدم الحاجة الیه بان یبلغھم صوت الامام مکروہ

و فی السیرۃ الحلبیۃ اتفق الائمۃ الاربعۃ علیٰ ان التبلیغ فی ھذہ الحالۃ بدعۃ منکرۃ ای مکروھۃ و اما عند الاحتیاج الیہ بان کانت الجماعۃ لا یصل الیھم صوت الامام امالضعفہ ولکثرتھم فمستحب، فان لم یقم مسمع یعرفھم بالشروع والانتقالات ینبغی لکل صف من المقتدین الجھر بذالک الیٰ حد یعلمہ الاعمیٰ ممن یلیھم ولا بدلصحۃ شروع الامام فی الصلوٰۃ من قصد الاحرام بتکبیرۃ الافتتاح فلو قصد الاعلام فقط لا یصح و ان جمع بین الامرین فھو المطلوب منہ شرعا، وینال اجرین وکذا الحکم فی المبلغ ان قصد التبلیغ فقط فلا صلوٰۃ لہ ولالمن اخذا بقولہ فی ھذہ الحالۃ لانہ اقتدیٰ بمن لیس فی صلوٰۃ کما فی فتاویٰ الغزی. جاننا چاہئے کہ بلاضرورت یعنی امام کی آواز پہونچ جانے کی حالت میں مکبر بننا مکروہ ہے۔ سیرۃ حلبیہ میں ہے۔ چاروں اماموں نے اتفاق کیا ہے کہ اس حالت میں مکبر بننا بدعت مکروہ ہے۔ البتہ ضرورت کے وقت بایں طور کہ امام کی آواز مقتدیوں تک نہیں پہونچ رہی ہو، اس کی وجہ خواہ پست آوازیٔ امام ہو، یا کثرتِ جماعت ہو۔ اس حالت میں مستحب ہے۔ اگر مقتدیوں میں سے کوئی سننے والا نہیں کھڑا ہوا جو پیچھے والے کو نماز کے شروع ہونے اور رکوع وسجود وغیرہ کو بتائے تو ہر صف کے مقتدیوں کے لئے ضروری ہے کہ ان باتوں کو اتنی آواز سے بولے کہ ان سے قریب اگر نابینا بھی ہے تو سن لے۔ امام کا نماز شروع کرنا اسی وقت درست ہوگا جب وہ تکبیر تحریمہ کا قصد کرے۔ اگر صرف اعلام یعنی ابتداء نماز کی خبر دینے کا قصد کیا تو درست نہیں ہوگا اور اگر دونوں کا قصد کیا تو شریعت کی منشاء ومطلوب کو پورا کیا۔ اور دوھرے اجر کا مستحق ہوگیا۔ یہی حکم مکبر کا ہے۔ اگر اس نے صرف تکبیر بول کر لوگوں کو بتانے کا قصد کیا تو نہ تو اس کی نماز ہوئی اور نہ ان لوگوں کی نماز ہوئی جنھوں نے اس حالت میں اس کی بات کو لیا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

۲): جواب(۱) میں گذرا کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال یا مفسد صلاۃ ہے یا موجب کراہت و بدعت ہے، لہٰذا پہلی صورت میں ایسا کرنے یا کرانے والا زیادہ گنہگار ہوگا، اور دوسری صورت میں اس سے کم گنہگار ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳): امام کی تکبیر یا قرأت کی آواز کا سارے مقتدیوں کے کانوں میں پہنچنا شرعاً ضروری نہیں۔ کما ظھر من العبارۃ المنقولۃ السابقۃ فی حد الجھر. تکبیر کی آواز پہنچانے کے لیے مکبر کا مقرر کرنا مسنون مستحب ہے، اس میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں۔ ھذا و اضح من العبارۃ المنقولۃ واللہ تعالیٰ اعلم.

افاداتِ بدرِ ملت

﴿از﴾

شیخ الاتقیاء علامہ **مفتی بدر الدین احمد صدیقی** قادری علیہ الرحمہ
خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ
شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنّت غوثیہ، بڑھیا۔ یوپی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ط

اللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَا نَحۡنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَا

وَعَلٰی ذَوِیۡہِ وَصَحۡبِہٖ اَبَدَ الدُّھورِ وکَرَّمَا

نماز اور لاؤڈ اسپیکر

کیا فرماتے ہیں حضرت اس مسئلہ میں کہ لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھنا اور پڑھانا کیسا ہے؟ حضور! اس کے بارے میں کئی جگہوں سے جائز کا فتویٰ بھی آ چکا ہے، مگر غلام حضرت سے جواب چاہتا ہے۔ مفتی زید صاحب کا فتویٰ ہے کہ ہم چیلنج کے ساتھ جائز کا فتویٰ دیتے ہیں اور یہاں اودے پور میں مفتی صاحب کے معتقدین کہتے ہیں کہ اگر مفتی اعظم ہند حضرت مولانا شاہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ یا سرکار اعلیٰحضرت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا کوئی فتویٰ ہم کو دکھا دو تو ہم مان لیں گے۔ لہٰذا حضرت سے گذارش ہے کہ آپ ہمارے دل کو تشفی بخشیں عین کرم ہوگا۔ اور میں یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر حضور کا کوئی فتویٰ اور مفتیوں کے مقابلہ میں برعکس نکلا تو سب سے پہلے ہم اس کو سر آنکھوں پر رکھیں گے۔ مع حوالہ ارشاد فرمائیں اور اگر مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کا کوئی فتویٰ مل سکے تو سونے پر سہاگہ ہوگا۔ المستفتی: عبدالغفار، رضا بکڈ پو، اودے پور، راجستھان (محلّہ سیلاوٹ واڑین کوڈ ۳۱۳۰۰۱)

اَلۡجَوابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِکِ الۡوَھَّابِ: نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے کیونکہ ایک صورت میں وہ رافع سنّت ہے اور دوسری صورت میں اِسراف ہے یعنی جب نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے مکبّرین کے تقرر کی بجائے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو وہ رافع سنت ہوگا اور اگر نمازیوں کی کمی ہے لیکن پھر بھی بلا ضرورت محض فیشن اور رواج کے پیش نظر لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو تو اسراف ہے۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کی ممنوعیت کے سلسلے میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے متعدد فتاویٰ کتابوں میں طبع ہو کر عرصۂ دراز سے شائع ہو چکے ہیں۔ اس وقت میرے سامنے تین کتابیں ہیں۔ اَلۡقَوۡلُ الۡاَزۡھَرُ فِی الۡاِقۡتِدَاء بِلَاؤڈ اِسۡپِیۡکَرۡ مصنفہ شیر بیشۂ سُنت مولانا محمد حشمت علی خان علیہ الرحمہ۔ اَلتَّفۡصِیۡلُ الۡاَنۡوَرۡ فِیۡ حُکۡمِ لَاؤڈ اِسۡپِیۡکَرۡ مرتبہ حضرت حافظ محمد عمران پیلی بھیت۔ صِیَانَۃُ الصَّلٰوَات عَنۡ حِیَلَ الۡبِدۡعَاتِ مصنفہ حضرت مولانا برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللّٰہ عنہٗ۔ القول الازھر صفحہ ۲ میں سرکار مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ کا ایک فتویٰ شاملِ کتاب کیا گیا ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحۂ آخر میں سرکار ممدوح کا ایک

دوسرا فتویٰ نقل کیا گیا ہے۔ التفصیل الانور صفحہ۴ میں سرکار ممدوح کا تیسرا فتویٰ اور ص ۵ میں سرکار کا چوتھا فتویٰ شائع کیا گیا ہے۔ صیانۃ الصلوٰات میں حضرت برہان الحق جبل پوری علیہ الرحمہ نے فتویٰ دیا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بدعتِ قبیحہ و شنیعہ ہے اور جن مقتدیوں نے محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نماز ادا کی ان کی نماز فاسد ہے۔ سرکار مفتیٔ اعظم ہند نے فاضلِ جبلپوری کے فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے اپنے دستخط اور مہر سے اس کو مزیّن فرمایا۔ ہم یہاں مستفتی کی تسکین کی خاطر ذیل میں سرکار مفتی اعظم ہند کا ایک فتویٰ نقل کرتے ہیں وھو ھٰذا

۷۸۶۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں۔ اگر میکروفون میں امام آواز ڈالے گا۔ بے اس کے وہ آواز نہ لے گا تو اس عمل سے امام کی نماز جاتی رہے گی۔ امام کی جائے گی تو مقتدیوں کی بھی جائے گی اور اگر ایسا لاؤڈ اسپیکر ہو کہ اس کے میکروفون میں آواز نہ ڈالی جاتی ہو فرض کیجیے وہ خود لیتا ہو امام کے منھ کے سامنے نہ ہو، قریب ایک طرف رکھا ہوا ہو۔ امام اس میں آواز نہ ڈال رہا ہو تو امام کی نماز تو ہو جائیگی اور ان مقتدیوں کی بھی جو خود آوازِ امام سن کر اتباع کر رہے ہیں مگر دور دور کے مقتدی جن تک امام کی آواز پہنچ ہی نہیں سکتی، وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا اتباع کر رہے ہیں ان کی نماز نہ ہوگی کہ لاؤڈ اسپیکر میں پہنچ کر امام کی آواز اس سے ٹکرا کر ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے گنبد میں بولنے والے، کنوئیں میں بولنے والے کی آواز ختم ہو جاتی ہے۔ جیسے پانی اور گنبد کے اس ٹکراؤ سے اور آواز پیدا ہوتی ہے۔ ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر میں اور پیدا ہوتی ہے۔ کئی بار ہم نے اسے خود محسوس کیا ہے۔ مقرر جو لفظ بولتا ہے ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر سے اسی طرح سے ہے جیسے گنبد اور کنوئیں سے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہٗ (منقول از قول الازھر صفحہ ۲۰ مطبوعہ ناظم پریس رامپور)

میں مستفتی کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ مذکورہ بالا کتابوں کو منگوا کر اصل فتاویٰ خود ملاحظہ کرے اور دوسروں کو مطالعہ کرائے ''القول الازھر اور التفصیل الانور مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائے۔

حافظ افتخار ولی خاں، کتب خانہ اہلسنّت، محلّہ بھورے خاں، شہر پیلی بھیت اور صیانۃ الصلوات حاصل کرنے کے لیے ذیل کے پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

حکیم ڈاکٹر محمود احمد قادری رضوی، محلّہ اپرین گنج، دارالسلام جبل پور، ایم پی

ھٰذا اما عندی والعلم عند ربی ثم عند رسولہٖ جل جلالہ و صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ط

اللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَا نَحۡنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَا

وَعَلٰی ذَوِیۡہِ وَ صَحۡبِہٖ اَبَدَ الدُّھورِ و کَرَّما

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا رنگین وسنگین فتنہ

ہندوستان میں جب نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کا مسئلہ کھڑا ہوا تو اس وقت کے جمہور علمائے اہل سنت نے یکے بعد دیگرے فتویٰ دیا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے۔ چنانچہ فتوائے ممانعت صادر کرنے والے اور اس کی تصدیق پر دستخط کرنے والے مشہور حضرات یہ ہیں۔

سرکار مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا علیہ الرحمہ ، حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی مصنف بہارِ شریعت علیہ الرحمہ ، حضرت صدرالافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ ، حضرت مولانا مفتی برہان الحق جبلپوری علیہ الرحمہ، حضرت محدثِ اعظم ہند مولانا سید محمد علیہ الرحمہ کچھوچھہ مقدسہ، حضرت مولانا مفتی شاہ ضیاء الدین علیہ الرحمہ پیلی بھیت، حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر اعظم ہند مولانا حشمت علی خاں لکھنوی علیہ الرحمہ ، حضرت مولانا مفتی سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ ماہرہ شریف، حضرت مجاہد ملت مولانا شاہ حبیب الرحمٰن عباسی علیہ الرحمہ رئیس اڑیسہ، حضرت حافظ ملت مولانا شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ ، بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ، حضرت مولانا مفتی محبوب علی خاں لکھنوی علیہ الرحمہ امام وخطیب سُنّی بڑی مسجد مدن پورہ بمبئی، حضرت مولانا مفتی سید رفاقت حسین علیہ الرحمہ کانپور، حضرت مولانا مفتی شاہ محمد اجمل علیہ الرحمہ سنبھل مرادآباد، حضرت مولانا مفتی شاہ مظہر اللہ علیہ الرحمہ امام وخطیب مسجد فتحپوری دہلی، حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری علیہ الرحمہ استاذ الاساتذہ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف، حضرت مولانا خواجہ غلام نظام الدین علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ بدایوں، حضرت مولنا سید مختار اشرف صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ، حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب قبلہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ جانشین حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھہ شریف۔

واضح ہو کہ میں نے ان مشاہیر حضرات کے اسماء اور تصدیقی دستخط القول الازھر (مصنفہ حضرت شیر بیشۂ اہلسنّت علیہ الرحمہ) التفصیل الانور (مرتبۂ حافظ محمد عمران صاحب قادری رضوی پیلی بھیت) صیانۃ الصلوٰات (مصنفہ حضرت مولانا برہان الحق جبل پوری) سے حاصل کیے ہیں۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی ممانعت میں سرکار مفتیٔ اعظم علیہ الرحمہ کے متعدد فتوے ہیں جن میں ایک فتویٰ پر حضرت محدثِ اعظم ہند اور دیگر کئی علماء کے تصدیقی دستخط التفصیل الانور میں شائع ہوئے ہیں۔ حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ کے علاوہ دیگر علماء نے صرف تصدیق پر اکتفاء کیا ہے۔ کسی عالم نے خود سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کے منصبِ جلیلہ کا اظہار نہیں کیا مگر حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ نے تصدیقی مہر ثبت کرتے ہوئے دو ایسے مختصر جملے تحریر فرما دیئے جن میں کا پہلا جملہ سرکار مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمہ کا منصبِ جلیل ظاہر کر رہا ہے اور دوسرا جملہ لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں بحث و نزاع بند کر دینے کی تاکید کر رہا ہے۔ ملاحظہ ہو وہ دو جملے یہ ہیں: (۱) هٰذَا حُكْمُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ (۲) وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاعِ ط

یعنی یہ فتوائے ممانعت واجب الاطاعت عالم دین کا فیصلہ ہے اور ہمیں (بحث و نزاع کے بجائے) صرف قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا ہے۔

ان دو مختصر جملوں سے حضرت محدث اعظم علیہ الرحمہ نے یہ تاثر دیا کہ فقہ کے کسی نزاعی مسئلہ میں اہلِ علم اپنا اپنا علم ظاہر کر سکتے ہیں۔ لیکن جب واجب الاطاعت عالمِ دین فیصلہ کر دے تو اب بحث کا دروازہ بند کر کے اتباع کے لیے سر جھکا دینا لازم ہے۔

جمہور علمائے اہلسنّت کا موقف بیان کر دینے کے بعد ناظرین کو اس امر سے بھی آگاہ کرنا ضروری ہے کہ فقہی بصیرت رکھنے والوں میں صرف حضرت مولانا سید افضل حسین علیہ الرحمہ کی ایک ذات ہے جس نے جمہور علماء سے اختلاف کرتے ہوئے اِبَاحَتْ کا فتویٰ دیا جس کا حال یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ حضرت سید ممدوح علیہ الرحمہ کے علاوہ میرے علم میں اکابر علمائے کرام ہند میں سے کسی نے جواز کا فتویٰ نہیں دیا ہے۔ ہاں بعض مفتی حضرات کے بارے میں یہ چرچا ہے کہ وہ بڑے زور و شور سے فتویٰ دیتے ہیں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے اور اس کی آواز پر اقتداء صحیح ہے۔ لیکن یہ فتویٰ خود ان کی ذاتی تحقیق کی بنیاد پر نہیں بلکہ حضرت علامہ سید ممدوح علیہ الرحمہ کے فتوائے اباحت پر اعتماد و وثوق اور آپ سے نسبتِ تلمذ رکھنے کی بناء پر ہے۔ تو یہ بعض مفتی حضرات زیرِ بحث مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں مستقل مفتی نہیں بلکہ ایک مشہور مفتی کے فتویٰ کے ناقل ہیں۔

خلاصۂ گفتگو یہ ہے کہ زیرِ بحث مسئلہ میں ایک طرف جمہور علمائے اہلسنّت ہیں جن کے فتاویٰ کا مفاد یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ممنوع ہے اور وہ دور کے مقتدی جو صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع سجدہ کرتے

ہیں ان کی نماز فاسد ہے۔ اور دوسری طرف تنہا حضرت مولانا مفتی سید افضل حسین مونگیری علیہ الرحمہ ہیں جن کے فتویٰ کا حاصل یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے والے کی نماز فاسد نہیں۔

یہ حقیقت پوست برکندہ ہے کہ جو وزن حضرت علامہ سید علیہ الرحمہ کے تنہا فتویٰ کا ہوسکتا ہے اس سے کئی گونا وزن جمہور علماء کے فتاویٰ کا لیکن ہم حضرت سیّد علیہ الرحمہ کے تبحر فقہی پر اعتماد کرتے ہوئے یہ فرض کرتے ہیں کہ حضرت سید علیہ الرحمہ کے تنہا فتوے کا اتنا ہی وزن ہے جتنا وزن جمہور علماء اکابر واوسط کے فتووں کا ہے تو گویا ہمیں زیر بحث مسئلہ میں دو فقہی قول حاصل ہوئے جن میں ایک قول کا مفاد اباحت اور دوسرے قول کا حاصل ممنوعیت ہے۔

اب عامۂ مسلمین کی طرف سے سوال کھڑا ہوگا کہ ان دونوں اقوال میں سے کس قول پر ہمیں عمل کرنا لازم ہے تو جواب بہت آسان ہے کہ ممنوعیت والے قول پر عمل لازم ہے کیونکہ جلبِ منفعت سے زیادہ اہم دفع مضرت ہے۔ اور جہاں جلبِ منفعت ہی نہیں وہاں دفع مضرت والی صورت پر تو بدرجۂ اولیٰ عمل لازم ہوگا۔

ایک مسجد کے مقتدیوں نے تاحین حیات لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں پڑھی اور دنیا سے انتقال کر گئے تو کیا قیامت کے میدان میں فرشتگانِ عذاب ان مقتدیوں کے خلاف بارگاہِ الٰہی جل شانہ میں یہ استغاثہ پیش کریں گے :- کہ اے ربّ العزت ان مقتدیوں کو سزا دے انھوں نے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں مولانا سید افضل حسین صاحب مونگیری بہاری کے فتوائے اباحت پر عمل نہیں کیا اور زندگی میں ایک بار بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں پڑھی۔ تو کیا وہ مقتدی جواب نہ دیں گے کہ اے رب کریم ! حضرت سید کا فتویٰ آنکھوں سروں پر لیکن وہ فتویٰ صرف اباحت کا تھا وجوب کا نہ تھا، فعل مباح میں بندہ کو اختیار ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے۔

اب دوسری صورت بھی ملاحظہ ہو! کسی مسجد کے امام نے زندگی بھر یا زندگی میں دو چار دس سال لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی۔ کبھی مکبّرین کا تقرر نہیں کیا۔ دور، دور کے مقتدی صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرتے رہے پھر دنیا سے سب انتقال کر گئے۔ اگر قیامت کے دن بارگاہِ احدیت جل جلالہ کی طرف سے مطالبہ ہو کہ تم لوگوں نے اپنے مسلک کے اکابر سُنّی علماء کے فتوے کے خلاف نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کر کے اپنی نمازیں کیوں برباد کیں تو اس وقت کیا جواب ہوگا؟

اگر امام ومقتدی یہ جواب دیں کہ اے ربّ العزت ہمارے اکابر علماء نے یہ فتویٰ ضرور دیا تھا کہ نماز میں

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں لیکن ہمارے ہی مسلک کے ایک مفتی مولانا سید افضل حسین صاحب کا یہ فتویٰ تھا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مباح ہے تو ہم لوگ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھتے رہے، پھر اس جواب پر اگر بارگاہِ **ذوالجلال تعالیٰ مجدہٗ** سے یہ خطاب آئے کہ تمہارے سید مفتی کا فتویٰ تو صرف اباحت کا تھا وجوب کا نہ تھا اور تمہارے اکابر کا فتویٰ تو ممانعت کا تھا۔ اگر تم لوگ اپنے اکابر کے فتاویٰ پر عمل کرتے تو سید کے فتویٰ کی مخالفت نہ ہوتی۔ لیکن تم لوگوں نے سید کے فتوائے اباحت کو معمول بنا کر اپنے سُنّی اکابر علماء کے فتویٰ کی مخالفت کیوں کی؟ آخرت کی یاد کرنے والے لوگو! سوچو اور غور کرو اس ہولناک موقع پر میدان قیامت میں کیا جواب دو گے؟

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کی کوئی ضرورت نہیں

بعض حضرات برائے نماز لاؤڈ اسپیکر لگانے کی ضرورت پر یوں تقریر کرتے ہیں کہ دور دور کے مقتدیوں تک امام کی تکبیر تحریمہ وغیرہ اور تلاوتِ قرآن کی آواز پہنچتی نہیں لہٰذا لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا گیا تاکہ بے تکلف ہر مقتدی تک امام کی آواز پہنچتی رہے۔

میری طرف سے گذارش ہے کہ ظہر وعصر کی نمازوں میں دور ونزدیک کے مقتدیوں تک امام کی تلاوتِ قرآن مجید کی آواز پہنچانے کی کون سی مشین ایجاد کی گئی ہے؟ آپ کہیں گے کہ ظہر وعصر کی نمازیں سِرّی ہیں۔ ان نمازوں میں مقتدیوں تک تلاوت کی آواز کا پہنچنا ہرگز ضروری نہیں۔ میں پوچھتا ہوں مغرب وعشاء کی نمازیں جو جہری ہیں کیا ان نمازوں میں ہر ہر مقتدی تک امام کی تلاوتِ قرآن کی آواز پہنچنا شرعاً ضروری ہے؟ آپ کہیں گے شرعاً تو ضروری نہیں تو پھر جو چیز شرعاً ضروری نہیں اس کو آپ ضروری قرار دے کر لاؤڈ اسپیکر کی ضرورت پر اس قدر کیوں زور دے رہے ہیں؟

اب رہا یہ مسئلہ کہ دور دور کے جن مقتدیوں تک امام کی آواز نہیں پہنچتی وہ کس طرح امام کی تکبیر تحریمہ اور دیگر تکبیروں سے مطلع ہوکر اقتدا کریں تو اس کا حل خود شریعت طاہرہ نے لاؤڈ اسپیکر کی ایجاد سے سینکڑوں سال پہلے ہی بتادیا ہے کہ مقتدیوں کے کثیر اژدھام کے موقع پر جابجا مکبّرین کا تقرر کیا جائے جن کی تبلیغ کے ذریعہ دور کے مقتدی بھی بہ آسانی نماز ادا کریں۔ شریعت کی اس ہدایت پر چودہ سو برس تا ایں دم عمل ہورہا ہے۔ چنانچہ شہر بمبئی کے بوہری محلّہ میں تین منزلہ ہانڈی والی مسجد اور سہ منزلہ رضا جامع مسجد، پھول گلی والی مسجد میں جب کہ جمعہ کی نماز کے لیے دونوں مسجدوں کی تینوں منزلیں نمازیوں سے لب ریز رہتی ہیں مکبّرین کا تقرر ہوتا ہے جن کی تبلیغ پر دور دور کے مقتدی حضرات بے تکلف نماز ادا کرتے رہے ہیں۔

رنگین وسنگین فتنہ

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا فتنہ رنگین بھی ہے اور سنگین بھی۔ یہ فتنہ رنگین اس لیے ہے کہ ٹرسٹیوں اور خود سر سیٹھوں کی چھاؤں میں رہنے والے ائمۂ مساجد اور بے شرع، آزاد طبع، تجدید پسند عوام کو لاؤڈ اسپیکر والی نماز رنگ دار چٹک مٹک والی دکھائی دیتی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے بغیر سادہ نماز ان کی نگاہ میں خشک، پھیکی اور بے مزہ ہے۔ اسی لیے یہ لوگ نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

اب رہا اس فتنہ کا سنگین ہونا تو وہ اس امر سے واضح ہے کہ جب محلّہ مدن پورہ بمبئی۔ ۸ کی سُنّی بڑی مسجد میں یکم رمضان ۱۴۰۷ھ سے نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کا نیا تازہ فتنہ شروع ہوا تو اس وقت سے بہتر ے پابند شرع غربائے اہلسنّت مسلمان بڑی مسجد کی نماز باجماعت سے محروم ہوگئے۔ بائیکلہ ہنس روڈ کے محمد عیسیٰ نوری، حبیب اللہ نوری، صبور احمد نوری نے مجھے بتایا کہ ہم لوگوں کی جائے قیام سے قریب ہندوستانی مسجد ہے لیکن لاؤڈ اسپیکر کی امامت کی وجہ سے ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے وہاں نہیں جاتے تھے۔مدن پورہ بڑی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی تھی اس لیے ہم لوگ مدن پورہ بڑی مسجد میں نمازِ جمعہ پڑھنے جاتے تھے۔لیکن یکم رمضان ۱۴۰۷ھ سے وہاں بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز ہونے لگی ہے۔ اب مجبوراً ہم لوگ اپنے محلّہ سے بہت دور رضا جامع مسجد، پھول گلی والی ممبئی ۳ میں نمازِ جمعہ پڑھنے جاتے ہیں، وہاں **بحمدہٖ تعالیٰ** لاؤڈ اسپیکر کا فتنہ نہیں ہے۔

حضرات قارئین! مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کی بدعت جاری کرکے پابند شرع پنج گانہ مستقل نمازیوں کو نمازِ باجماعت سے محروم کردینا، جمعہ پڑھنے والوں کو جمعہ کی نماز کے لیے دور جانے کی پریشانی میں مبتلا کرنا کیا یہ فتنہ نہیں؟ کیا اس **بدعتِ قبیحہ** کا اجرا باعثِ فساد نہیں؟

اگر بمبئی کے چند نوجوان لڑکے اس بات پر اڑ جائیں کہ ہم لوگ سرکار مفتیٔ اعظم ہند و دیگر اکابر علماء اہلسنّت کے فتاوائے ممانعت پر عمل کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر والے امام کی اقتداء ہرگز نہیں کریں گے۔ ہم اپنے منتخب امام کے پیچھے اسی مدن پورہ بڑی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے بغیر نماز باجماعت ادا کریں گے۔ ہمارے بعد لاؤڈ اسپیکر والے لوگ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھیں ......تو کیا اس تجویز کو لاؤڈ اسپیکر کے حامی ٹرسٹی، امام اور مقتدی ٹھنڈے دل سے قبول کرلیں گے؟ کیا حامیانِ لاؤڈ اسپیکر میں نوجوان چھوکرے نہ ہوں گے؟ کیا وہ نہ اڑیں گے؟ کہ نماز ایک بار ہوگی وہ بھی صرف لاؤڈ اسپیکر ہی پر ہوگی جس کا جی چاہے لاؤڈ اسپیکر کی اقتداء میں نماز پڑھے، جس کا جی چاہے لاؤڈ اسپیکر کی اقتداء میں نماز نہ پڑھے اپنے گھر واپس جائے۔ کیا اس اڑی اڑا کے موقع پر

دونوں فریق کے درمیان جنگ و جدال کی نوبت نہیں آسکتی؟

اب وہ بعض مفتی حضرات جن کا فتوائے اِباحیّہ جدّت پسند عوام، مغرب زدہ طبقہ، سنیما، ٹی وی، ویڈیو، کے پرستار افراد کی چھاؤں میں خوب زور وشور سے پھلتا پھولتا جارہا ہے۔ ارشاد فرمائیں کہ مذکورہ بالا دو فریق میں کس کا اڑنا حق اور کس کا اڑنا شرعاً غلط ہے؟ کیا حضرت مولانا سید افضل حسین **علیہ الرحمہ** کا فتویٰ یہ تعلیم دیتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر لگانے پر اڑو اور پابندِ نماز غربائے اہلسنّت کو نمازِ باجماعت سے محروم کردو۔ کیا حضرت سیّد ممدوح **علیہ الرحمہ** کے فتوائے اباحت نے سرکار مفتیٔ اعظم ہند **علیہ الرحمۃ والرضوان** و دیگر اکابر علمائے اہل سنت کے فتوائے ممانعت پر عمل کرنے کا حق چھین لیا ہے؟ اگر نہیں چھینا ہے تو مدن پورہ سنّی بڑی مسجد میں ٹرسٹیوں، فسّاق فجّار سیٹھوں، دشمنانِ رسول وہابی دیوبندیوں نے امام مسجد سے سازش کرکے پابندِ نماز پنج گانہ غربائے اہلسنّت کی مخالفت کے باوجود غنڈوں کی طاقت کے بل پر زبردستی لاؤڈ اسپیکر کی بدعت کیسے جاری کی؟

یاد رکھیے اگر کسی مسجد کے بائیس ہزار مصلی اس بات پر اڑ جائیں کہ اس مسجد میں نماز صرف لاؤڈ اسپیکر پر ہوگی۔ اور صرف ۷۲ مصلی اس پر اڑ جائیں کہ اس مسجد میں نماز بغیر لاؤڈ اسپیکر پڑھی جائے گی تو بائیس ہزار مصلیوں کا اڑنا غلط ہے، گمراہی ہے اور بہتر ۷۲ نفر مصلیوں کا اڑنا حق ہے۔ بائیس ہزار مصلیوں کا لاؤڈ اسپیکر لگانے پر اڑنا اس لیے غلط ہے کہ آج تک کسی مفتیٔ اکبر یا اصغر نے یہ فتویٰ ہرگز نہیں دیا ہے کہ نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر لگانا واجب ہے تو بائیس ہزار کیا بائیس لاکھ کا لاؤڈ اسپیکر لگانے پر اڑنا ان کی خواہشِ نفسانی اور فتوائے شیطانی کی بنیاد ہے۔ **نعوذ باللّٰہ تعالیٰ منہٗ**

فی الحال جدّت پسند عوام، مغرب زدہ طبقہ، سنیما، ٹی وی، ویڈیو کے دلدادہ لوگ حامیانِ لاؤڈ اسپیکر ٹرسٹیوں اور اماموں کے ساتھ ہیں اس لیے یہ لوگ فتنۂ لاؤڈ اسپیکر کے جاری کرنے اور برقرار رکھنے میں کامیاب ہیں، مگر اے ٹرسٹیو! آپ کو ہمیشہ اسی ہری بھری دنیا ہی کی چھاؤں میں نہیں رہنا ہے۔

اے مسجد کے امامو! آپ کو ہمیشہ سیٹھ جی کی گنگا میں نہیں نہانا ہے۔ **اللّٰہ تعالیٰ** سے ڈرو۔ پابندِ نماز غریب سُنّی مسلمانوں پر ظلم نہ کرو۔ لاؤڈ اسپیکر کا فتنہ جاری کرکے انہیں نمازِ باجماعت سے محروم نہ کرو۔

وہابی دیوبندیوں نے لاؤڈ اسپیکر کے اجراء کے ذریعہ مدن پورہ بڑی مسجد ممبئی ۸ پر قبضہ کرنے کا جو ناپاک منصوبہ بنایا ہے، لاؤڈ اسپیکر والا فتنہ ختم کرکے اس منصوبہ کو تہس نہس کردو۔ **اللّٰــہ تعالیٰ** آپ کی بند آنکھیں کھول دے اور آپ کو خیر کی توفیق عطا فرمائے۔ **وَاللّٰہ رَؤفٌ بِالْعِبَادِ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَاٰلِہِ الْاَمْجَاد.**

مولانا کی بھی کلائی میں کنگن!

آج کل مشرکین ومرتدین کی دیکھا دیکھی سُنّی مسلمانوں میں بھی دستی چین دار گھڑی کا استعمال روز بروز بڑھتا جارہا ہے۔ یہ چین شکل وصورت میں بالکل عورتوں کے کنگن جیسا ہوتا ہے تو گویا گھڑی باندھنے کے بہانے مردوں کی بائیں کلائی میں کنگن استعمال ہورہا ہے۔ پھر چند ہی دنوں میں دستی ریڈیو کے حیلے سے داہنی کلائی میں بھی کنگن پہنایا جائے گا۔ یہ بھی انقلاباتِ زمانہ میں سے ہے کہ مردانہ کلائیاں زنانہ کنگن سے آراستہ ہیں۔ (**فیا للعجب**)

شرعی اعتبار سے چین دار گھڑی کا استعمال ناجائز وممنوع ہے اور چین دار گھڑی باندھے ہوئے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اب چونکہ بہت سے فیشن ایبل مولانا حضرات بھی چین دار گھڑی کی شکل میں کنگن پہننے کے عادی ہوتے جارہے ہیں اس لیے عام سنی یہ کہہ سکتے ہیں کہ اگر چین دار گھڑی کا پہننا ممنوع ہوتا تو مولانا صاحب کیوں پہنتے۔؟

اس ''کیوں'' کا جواب یہ ہے مولانا صاحبان میں بہترے حضرات سر پر انگریزی بال رکھتے ہیں نماز پنجگانہ کے تارک ہیں داڑھی خشخشی کراتے ہیں، سنیما بینی کے دلدادہ ہیں، اپنی بیویوں کو فاسقانہ ننگا لباس پہناتے ہیں، دینی اور فقہی کتابوں کی بجائے رومانی، جاسوسی اور نام نہاد تاریخی ناول پڑھتے ہیں۔ اپنے بچوں کو درود، تسبیح ودعا سکھانے کی جگہ انگریزی پڑھواتے ہیں تو کیا مولانا کہلوانے کی وجہ سے یہ سب کام جائز ہوجائیں گے؟

سیدھی سی واضح بات یہ ہے کہ مولانا صاحبان کا خلاف شرع عمل جواز کی سند ودلیل نہیں بن سکتا۔ اب رہا یہ امر کہ کیا واقعی چین دار دستی گھڑی کا استعمال خلافِ شرع ہے؟ تو اس سلسلے میں مرجع انام مفتی اسلام سرکار شاہزادۂ اعلیٰ حضرت شاہ مصطفیٰ رضا مفتی اعظم ہند سجادہ نشین آستانۂ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف کا مصدقہ فتویٰ ماہنامہ استقامت کانپور بابت جنوری وفروری ۱۹۷۸ء اولیاء نمبر حصہ دوم کے ص ۲۵۷ سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

☆ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل مندرجہ ذیل میں کہ (۱) گھڑی کا پہننا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) گھڑی پہن کر نماز پڑھنے سے نماز ہوگی یا نہیں ہوگی؟ المستفتی:۔محمد سمیع انصاری قادری لکھنؤ

الجواب:۔ (۱) جائز ہے۔ **واللّٰہ تعالیٰ اعلم**۔ (۲) بے کراہت درست ہے مگر وہ گھڑی جس کی چین سونے، چاندی یا اسٹیل وغیرہ کسی دھات کی ہو، اس کا استعمال ناجائز ہے اور اس کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یعنی پڑھنا گناہ اور جو پڑھی گئی اس کا اعادہ واجب ہے۔ محمد اعظم رضوی دارالافتاء، بریلی شریف

الجواب صحیح واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ فقیر مصطفیٰ رضا خاں غفرلہٗ۔

منقولہ از: ماہنامہ ''استقامت'' کانپور بابت جنوری وفروری ۱۹۷۸ء ص ۲۵۷

'' '' '' :- روداد مدرسہ غوثیہ فیض العلوم بڑھیا ۱۳۹۷ھ تا ۱۳۹۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید اپنی کلائی میں چین دار گھڑی باندھے رہتا ہے۔ لیکن نماز پڑھاتے وقت گھڑی جیب میں رکھ لیتا ہے۔ دریافت طلب یہ امر ہے کہ زید کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟ سائل نائب بابا موضع دھوبہی کھنڈسری ضلع بستی

الجواب :- زید کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ جب تک توبۂ صحیحہ نہ کرے اور چین باندھنا نہ چھوڑے اسے امام بنانا گناہ ہے۔ چین باندھنے کا عادی فاسق معلن ہے اور اس کی اقتداء مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہے۔ زید چین باندھنے کا عادی ہے تو نماز کے وقت اتار لینا اس کے فسق کو زائل نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری بریلی شریف۔ ۲۰ شوال ۱۴۰۰ھ

﴿ماخوذ از مضامینِ بدرِ ملّت ص ۲۲۹﴾



صیانۃ الصلواۃ

عن اِفساد آلات مکبرۃ الاصوات

المعروف

لاؤڈ اسپیکر پر اقتدائے نماز؟

مصنفہ

عمدۃ المحققین حضرت علامہ مولانا

مفتی غلام محمد خانصاحب رضوی

سربراہِ اعلیٰ دارالعلوم امجدیہ، گانجہ کھیت، ناگپور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم　　نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

پیش لفظ

ائمہ دین وعلماء حقہ اہل سنت وفقہا کا کسی مسئلہ کی حلت یا حرمت پر اتفاق ہوجائے تو وہ مسئلہ اجماع امت کہلاتا ہے۔ اجماعِ امت پرعمل واجب ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنا گمراہیت یا امتِ مسلمہ میں فتنہ وفساد برپا کرنا ہے۔ جوسخت حرام ہے۔ **حجج شرعیہ** میں اجماع امت ایک شرعی حجت ہے۔ لاؤڈ اسپیکر پرنماز کے ناجائز و حرام ہونے پراجماع امت ہوچکا ہے۔ مجدد اسلام اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خان بریلوی **قدس سرہٗ** کے زمانۂ حیات میں کسی نے اس بدعتِ سئیہ کونماز میں رائج کرنے کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا اور نہ کسی نے آپ کی بارگاہ میں اس کے بارے میں سوال پیش کیا، اس لیے اعلیٰ حضرت **قدس سرہٗ** نے مستقل طور پر لاؤڈ اسپیکر کے ناجائز وحرام ہونے پرکوئی رسالہ تصنیف نہیں فرمایا۔لیکن سیدنا امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی **قدس سرہٗ** کے بعد وہ علماء کرام جومسلکِ اہل سنت کی اتھارٹی تسلیم کیے جاتے تھے انھوں نے اس مسئلہ پر اپنی کامل علمی بصیرت سے خوب تحقیق فرمائی اوران علماء کرام نے اس کے ناجائز وحرام ہونے پر اتفاق کرکے اس مسئلہ کو اجماعِ امت کی شکل دیدی۔سینکڑوں علماء نے لاؤڈ اسپیکر پرنماز کے نا جائز ہونے پر اتفاق کرلیا ان میں سے چند اکابر علماء کرام کے اسماء مبارکہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں جن کی بارگاہوں میں صاحبانِ علم و دانش کی بلند پیشانیاں خمیدہ نظر آتی تھیں، مثلاً حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی، صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہندمولانا مصطفیٰ رضا خانصاحب بریلوی، رئیس المفکرین حضرت مولانا سید محمد صاحب محدثِ اعظم ہند، شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خانصاحب، تاج العلماء حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب سجادہ نشین مارہرہ مقدسہ حضرت برہان ملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب، حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب، حضرت مولانا مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی، محدث اعظم بہار حضرت مولانا احسان علی مظفر پوری سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف، حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مفتیٔ اعظم دہلی، حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خانصاحب، استاذ محترم حافظِ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مجاہدِ ملت مولانا حبیب

الرحمٰن صاحب، رئیس المحققین مولانا غلام جیلانی صاحب میرٹھی، یادگارِ سلف مولانا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی، سید العلماء مولانا سید آل مصطفیٰ صاحب مارہروی، حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب داناپوری، حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب جونپوری، حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب فاروقی اندور، رحمۃ اللہ علیہم۔

علماء کچھوچھہ مقدسہ کے نزدیک بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز ناجائز ہے

۱۳۹۲ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں برہان الملت حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب جبل پوری رحمۃ اللہ علیہ نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز وحرام ہونے پر ایک طویل فتویٰ مبارکہ بنام "صیانۃ الصلوٰۃ عن حیل البدعات" تحریر فرمایا۔ حضرت موصوف علیہ الرحمہ نے اپنی خدا داد علمی تحقیق سے ایسا مدلل اور متاثر کن فتویٰ تحریر فرمایا کہ حضرت سیدنا مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ سمیت درجنوں علماء اہل سنت نے تصدیقات ثبت فرمائیں۔ ان تصدیقات میں مَیں موقع ومحل کی مناسبت سے حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی سجادہ نشین کچھوچھہ مقدسہ کی تصدیق تحریر کررہا ہوں، ملاحظہ فرمائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علی رسولہٖ الکریم.

صیانۃ الصلوٰۃ عن حیل البدعات کا مطالعہ کیا، فاضل مصنف کا فقیہانہ اور متکلمانہ اسلوب نے بہت متاثر کیا مولا تعالیٰ ان کی اس نیک کوشش کا انہیں اجر عطا فرمائے اور ان کے سایۂ علم و ہدایت کو جملہ اہلِ اسلام پر دراز فرمائے۔ آمین فقط

سید محمد مختار اشرف سجادہ نشین کچھوچھہ شریف، ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ م ۲۵/اکتوبر ۱۹۷۳ء دوشنبہ

یہ تھے موجودہ دور میں کچھوچھہ شریف کے علماء و مشائخ سب سے زیادہ بزرگ ہستی کے تاثرات، گویا حضرت موصوف مدظلہ نے ۱۹۷۳ء تک لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو ناجائز وحرام ہی سمجھتے رہے۔ اسی لیے حضرت برہان ملت مفتی برہان الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ مبارکہ کی پرزور الفاظ میں تصدیق فرمائی بلکہ آپ کے فقیہانہ اور متکلمانہ انداز بیان سے متاثر بھی ہوئے۔ آپ کے بعد اسی خانوادے کے ایک عظیم ہستی کے اسی کتاب پر تاثرات قلمبند کررہا ہوں۔ جو شہزادۂ محدثِ اعظم ہند ہے۔ جسے زمانہ شیخ الاسلام جیسے معزز خطاب سے یاد کرتا ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ مدنی میاں صاحب قبلہ کے تاثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز میں جائز نہیں، اس سے امام کی تکبیرات انتقالیہ سنکر رکوع و سجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہے۔ ان دونوں امور مذکورہ کی وضاحت صرف زیر نظر تالیف ''صیانۃ الصلوٰت'' ہی میں نہیں دیکھی بلکہ ان سے متعلق بہت سے اکابرینِ اہل سنت اور عمائدین وہ مقام رکھتے ہیں جن کی اطاعت ہی صلاح و فلاح اور احتیاط و نجات ہے۔ ہم جیسوں کے لیے تو ان کی اطاعت و اتباع کے سوا چارہ کار نہیں۔

والسلام علیٰ من تبع الھدیٰ **محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہٗ** ۲۵/اکتوبر ۱۹۷۳ء

خصوصی توجہ اب میں ان حضرات سے گذارش کررہا ہوں جو علماء و مشائخ کچھوچھہ شریف کو دلیل بنا کر یہ کہتے پھرتے ہیں کہ علماء کچھوچھہ نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز ہونے کا فتویٰ صادر کردیا بلکہ اس مسئلہ میں عوام کے ذہنوں کو ہموار کرکے اس قدر سختی کی گئی کہ جس جگہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز نہیں ہوتی تھی وہاں زبردستی نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے پر زور دینے لگے وہ حضرات اب اس طرف خصوصی توجہ دیں کہ علماء کچھوچھہ شریف میں حضور محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ علیہ کی وہ بھاری بھرکم ذات ہے آپ کے بارے میں یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا تنہا وہ ایک ذات ایک انجمن تھی گونا گوں خصوصیت کی حامل ذات اپنوں ہی کو نہیں غیروں کو مسلم تھی۔ اس عظیم ہستی نے بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز وحرام ہونے کے فتوے پر دستخط فرما کر اجماع امت کو مزید تقویت بخشی آپ کے ناجائز وحرام تسلیم کرنے کے بعد کس کے اندر اتنی جرأت ہے کہ اجماع امت کے خلاف بالخصوص حضور محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ علیہ کے ناجائز تسلیم کرنے کے خلاف اپنی غلط رائے کا استعمال کرکے عوام کے اندر گمراہیت پھیلائے۔

اہل سنت کے لیے صرف حضور محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ علیہ کا ہی فیصلہ کافی تھا مزید برآں ۱۹۷۳ء میں حضرت صاحب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ اور شہزادۂ محدثِ اعظم ہند حضرت مولانا سید شاہ مدنی میاں صاحب کے فیصلوں کے بعد پھر کچھوچھہ مقدسہ کا نام لے کر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے لیے اڑے رہنا کچھوچھہ مقدسہ کو ناحق بدنام کرنا اہل سنت میں فتنہ وفساد پھیلانا ہے۔

ذہنی خلجان یہاں پر خواہ مخواہ ذہن جاتا ہے کہ یا اللہ کہیں ان علماء کچھوچھہ نے اجماع امت اور بالخصوص حضرت محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ علیہ کے فتوے کے خلاف نماز لاؤڈ اسپیکر کے جواز کا فتویٰ تو نہیں دیا؟

حالانکہ ابھی تک میں نے علماء کچھوچھہ مقدسہ کا ایسا کوئی فتویٰ دیکھا نہیں، بلکہ حضور محدثِ اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ علیہ کے بعد کچھوچھہ شریف کی دو مقدس ہستیوں کی تصدیقات میں نے تحریر کردیا۔ ان شخصیتوں نے ۱۹۷۳ء تک لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو ناجائز ہی سمجھا۔ کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اب ان حضرات نے اپنے فتوے سے رجوع کرلیا ہے یہ اُلٹی گنگا بہنے والی مثال ہوگی۔ ائمہ و فقہاء میں سے بعض وہ حضرات جو اجماع امت کے خلاف اپنے رائے رکھتے تھے ٹھوس بنیادوں پر اپنی رائے اور فیصلہ کے خلاف اجماع کو ترجیح دیکر رجوع کرلیا۔ اگر مان لیا جائے کہ ان حضرات نے ۱۹۷۳ء کے بعد رجوع کرلیا تو پہلے ان حضرات کو اپنے اکابر علماء کرام حضور محدث اعظم ہند سمیت وہ جنہوں نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ناجائز تسلیم کیا ہے ان کی مدلل تردید کرنی چاہیے ایسی زور دار تردید کہ ان علماء کے دلائل کے سامنے ان کے اکابر علماء کے سارے دلائل کمزور ہوجائیں پھر ان علماء کا رجوع اور رجوع کے اسباب سامنے آنے چاہئیں، حالانکہ ایسا نہیں ہوا۔ اب کیا ہوگا؟ اجماع امت ہو چکا ان میں بعض وہ حضرات جو مسلکِ اہل سنت کی اتھارٹی تسلیم کیے جاتے تھے وہ اب اس دنیا میں نہ رہے۔

مزید گذارش ان بعض مساجد کے ائمہ حضرات سے پھر میری مودّبانہ گذارش ہے کہ جنہوں نے ان قاہر دلائل کے بعد بھی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جاری رکھا اس سے سوائے قوم میں انتشار کے کچھ نہیں ہوگا اس انتشار کی پوری ذمہ داری انہیں حضرات کے سر پر رہے گی۔ خدارا، اس کمزور قوم کو مزید انتشار میں نہ مبتلا کیجئے۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر جیسی **بدعت سیئہ** کو دور رکھئے اور نماز میں مکبر کی سنت کو قیامت تک جاری و ساری رکھئے **ان شاء اللّٰہ عند اللّٰہ** اس کا اجر ضرور ملے گا۔

ان سینکڑوں علماء اہل سنت کی ذوات پر پوری جماعت اہل سنت کو ناز تھا جنہوں نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو ناجائز قرار دیا۔ ان حضرات کے ناجائز تسلیم کرلینے کے بعد ان کے اصاغر علماء کرام کو مزید اس مسئلہ میں تحقیق کی ضرورت ہی نہیں تھی ان اکابر علماء کے مقابل علماء اصاغر کی نئی تحقیق یقیناً اہل سنت کے اندر فتنہ فساد کا سبب بنتی۔ آخر ہم نے اپنی بدقسمتی سے اس فتنہ و فساد کو دیکھ لیا۔ کاش یہ علماء کرام اکابر علماء اہل سنت کے فیصلوں ہی کو حق تسلیم کرلیتے تو ملک کے اندر بالخصوص بمبئی میں یہ انتشار سامنے نہیں آتا ان علمائے اصاغر نے اپنے اکابر علماء کے فیصلے اور راہِ صواب کے خلاف نئی تحقیق کرکے اپنے وقار کا مسئلہ بنا کر پورے ملک میں اختلاف کی آگ بھڑکائی۔

استاذ المکرّم حضرت علامہ مولانا غلام محمد خانصاحب قبلہ سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الرضویہ دارالعلوم امجدیہ ناگپور نے ہمیشہ ہر مسئلہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت اور اپنے اکابر علماء کے فیصلوں کو ہی حق تسلیم کرکے اس کی روشنی میں

فتاوے صادر فرماتے رہے۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز ہونے پر جامعہ عربیہ ناگپور میں مورخہ ۲۰ صفر المظفر ۱۳۸۰ھ کو اپنا تحقیقی فتویٰ تحریر فرمایا جس پر شیخ الجامعہ مولانا مفتی عبدالرشید خانصاحب **علیہ الرحمہ** نے فتوے پر دستخط کر کے اجماع امت کے فیصلے کو صحیح تسلیم کرلیا۔ یہ فتویٰ کئی بار شائع ہو چکا ہے۔

دارالعلوم امجدیہ ناگپور میں بھی اس مسئلہ کے بارے میں اکثر سوالات کرتے رہتے ہیں، ناگپور کے ایک محلّہ شطرنجی پورہ کے جواب میں آپ نے اپنے مخصوص محققانہ اندازِ تحریر میں تطویل اختیار فرمائی، اسی کے ساتھ بمبئی کے بعض احباب کا سوال بھی بہت اہم تھا اس کے جواب کو مقدم رکھا گیا۔ یہ دونوں فتوے حضرت سیدنا مفتیٔ اعظم ہند **رحمة اللّٰه علیه** کے زمانۂ حیات میں مورخہ ۸/ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۰ء کو تحریر کیے گئے ان دونوں فتاویٰ پر استاد محترم حضرت مولانا محمد مجیب اشرف قبلہ مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور اور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحلیم صاحب قبلہ رضوی ناگپور اور دیگر علماء دارالعلوم امجدیہ دستخط ہیں۔ فقط والسلام

سید محمد حسینی اشرفی مصباحی

و مدرس دارالعلوم امجدیہ ناگپور۔ مورخہ ۲۲/ ذوالحجہ ۱۴۰۸ھ۔ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ رائے چور (کرناٹک)

خصوصی نوٹ۔ بسلسلہ شرعی بورڈ

سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، سجادۂ نشین آستانۂ عالیہ شمسیہ رایچور کرناٹک و مدرس دارالعلوم امجدیہ ناگپور

اس عنوان سے ہمارا مقصد خاص طور سے ان حضرات کو مخاطب کرنا ہے جو لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں شرعی بورڈ کے فیصلہ کا انتظار کررہے تھے یا اب تک کررہے ہیں۔

چونکہ شرعی بورڈ کا فیصلہ ابھی تک صادر نہیں ہوا، بعض لوگوں کا ذوق لاؤڈ اسپیکر کے لیے شدید بے قرار تھا اس لیے بعض مساجد کے کارگزاروں نے شرعی بورڈ کے فیصلے کی تاخیر سے مایوس ہوکر لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں شروع کروادیں اور اس طرح دل دادگان لاؤڈ اسپیکر کے ذوق کی تسکین ہوگئی۔

ہم ان لاؤڈ اسپیکر لگانے والے حضرات سے انتہائی دینی وملّی اخلاص کے ساتھ گذارش کررہے ہیں کہ شرعی بورڈ کا قیام بے شک مستحسن ہے مگر اس کے فیصلوں کا انتظار ان ہی مقدمات میں کیا جاسکتا ہے جو ابھی تک فیصلہ ہونے سے باقی رہ گئے ہیں۔ رہے وہ مسائل جن کا فیصلہ اکابر علمائے ملت کرچکے ہیں ان کے لیے کسی شرعی بورڈ کے فیصلے کا انتظار سراسر فضول ہی نہیں بلکہ شرعاً ناجائز بھی ہے۔

اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے بعد جتنے اکابر علماء اہلِ سنت ہیں خواہ ان کا تعلق

بریلی، مراد آباد، مبارکپور، کچھوچھہ مقدسہ، مارہرہ مطہرہ، پیلی بھیت، بمبئ سے ہو یا دیگر مقامات سے (جن کی فہرست اسی رسالہ کے مقدمے میں دی جاچکی ہے) یہ تمام حضرات لاؤڈ اسپیکر پر اقتدائے نماز کے ناجائز ہونے پر متفق ہیں۔ ان اکابر علماء میں وہ حضرات بھی جن کے علوم کی ابتدا کو شرعی بورڈ کے موجودہ علماء کے علوم کی انتہا بھی نہیں ہوسکتی یہ وہ اساطین اہلِ سنت تھے جن کے علوم وفنون تحقیق و تدقیق کی دھاک دنیا کے مخالف مدعیان علم پر ایسی بیٹھی ہوئی تھی کہ وہ، سامنے آتے ہوئے لرزتے تھے۔

جب یہ متقدیٰ حضرات متفقہ طور پر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے سلسلہ میں حکم شرعی بیان فرما چکے کہ ناجائز ہے تو اب ملت پر ان کا اتباع واجب ہے۔ ملت کے لیے ہرگز جائز نہیں کہ کسی فرد یا چند افراد کے اختلافات یا شرعی بورڈ کے سکوت بلکہ خدانخواستہ خلافِ فیصلہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتداء کرے۔ بلکہ اس طرح ملتِ اسلامیہ میں بہت بڑی گمرہی کے راستے کھولے جاسکتے ہیں کہ کسی بھی وقت فیصلہ شدہ فقہی یا ایمانی مسائل جیسے دیوبندیہ، وہابیہ پر کفر وارتداد کے متفقہ فیصلہ کو کسی بھی فرد یا شرعی بورڈ کے فیصلہ پر اٹکا دیا جائے۔

یہاں یہ دلچسپ بات بھی خیلال میں رکھیے کہ شرعی بورڈ میں ان حضرات کے نام بھی دیئے گئے ہیں جو سختی کے ساتھ لاوڈ اسپیکر پر نماز کے جائز ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ ہم ملت اسلامیہ کے کارگزاروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے حال ابتر پر رحم کریں، محض جذبات میں اور لوگوں کی نمازیں برباد نہ کریں فقط

بمبئ کا سوال

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ پر کہ شہر بمبئ کی اکثر مساجد اہل سنت میں نماز باجماعت لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ادا کی جاتی ہے اور خاص طور پر جمعہ، تراویح، عیدین میں تو باقاعدہ لاؤڈ اسپیکر کا اہتمام ہوتا ہے اس عالم میں صرف چار یا پانچ مساجد ایسی ہیں کہ جن میں نمازوں میں لاوڈ اسپیکر کا استعمال نہیں ہوتا اور مکبّر کے ذریعہ جماعت کثیرہ نماز ادا کرتی ہے۔ ان ہی چند مساجد میں سے ہماری یہ مسجد بھی ہے، جہاں ہم نماز پنج وقتہ اور دیگر نمازیں ادا کرتے ہیں۔

اس مسجد میں تراویح، جمعۃ الوداع کی نمازوں میں ایک عظیم جماعت ہوتی ہے اور عیدین میں تقریباً تیس چالیس ہزار کا مجمع ہوتا ہے اس قدر عظیم جماعت میں ابھی تک مکبرین کا انتظام ہوتا ہے پھر بھی ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک آواز پہنچتے پہنچتے ایک طرف دوسرا رکن شروع ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف کے

مقتدی ابھی رکن اوّل میں ہی ہوتے ہیں۔

ایسی صورت میں ہزار احتیاط کے باوجود ہرسال جماعت میں انتشار و اختلاف ہوتا ہے کبھی کبھی جھگڑے فساد کی بھی نوبت آ جاتی ہے اورعوامی مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ نماز میں لاوڈ اسپیکر لگایا جائے ہر مسجد میں نماز ہوتی ہے یہاں کیوں نہیں ہوتی۔غرضیکہ جتنے منہ اتنی باتیں۔

لہٰذا اس صورت میں فتنہ وفساد سے بچنے اور اتنی بڑی جماعت کے ارکان صحیح ہونے کی غرض سے نیز دفع شر کی خاطر کیا شرعاً ایسی کوئی صورت جواز ہے کہ جماعت مکبیرین کا بھی نظم رہے اور لاوڈ اسپیکر کا بھی استعمال ہوجائے؟

اُمید ہے کہ اس شرعی اہم مسئلہ میں قوم کی صحیح رہبری و رہنمائی فرمائیں گے۔کوئی نہ کوئی مناسب صورت بیان فرما کر ہر وقت، ہرسال کے اس انتشار و اختلاف کو دور فرما کر نوازش فرمائیں گے۔

(۲) یہاں شہر کی ایک مسجد میں حالیہ چندہ ماہ سے ایک سنی عالم دین امامت کے لیے تشریف لائے ہیں اور موصوف لاوڈ اسپیکر پر نماز باجماعت کی امامت فرماتے ہیں۔موصوف سے جب اس سلسلہ میں استفسار کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ خود حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ **دامت برکاتھم القدسیہ** ابتداء میں آٹھ سال تک لاوڈ اسپیکر پر نماز کے جواب کے قائل تھے بعد میں حضور نے اپنا فتویٰ بدل دیا اور نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔اس بات سے عوام میں مزید انتشار و اختلاف پھیلا ہوا ہے اور وہ مساجد جہاں لاؤڈ اسپیکر نہیں ہے وہاں کے ائمہ ومصلیان سخت پریشان ہیں کیا حضور مفتیٔ اعظم ہند قبلہ کا کوئی ایسا فتویٰ ہے اور کیا اس فتوے میں صورتِ جواز ہے؟

__نوٹ__ : چونکہ ماہ رمضان قریب ہے لہٰذا عرض ہے کہ اوّلین فرصت میں جواب ارسال فرمائیں تاکہ وقت سے پہلے صحیح طور پر عوام کو مطمئن کیا جا سکے اور یہ اختلاف و انتشار دور ہوجائے۔ بینوا توجروا۔

صوفی نثار احمد رضوی۔محمد حنیف سیٹھ۔حاجی اصغر سیٹھ رضوی۔و دیگر مصلیان سُنّی بڑی مسجد ۱۶۶/ایم آزاد روڈ بمبئی ۸

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ و صحبہٖ اجمعین

لاؤڈ اسپیکر کے سلسلہ میں قریب حال ہی میں ایک مبسوط جواب تحریر کیا ہے **ان شاء المولی الکریم** عنقریب اس کی نقل آپ کو بھیج دی جائے گی۔اس میں آپ اپنے تمام سوالات کے جوابات دیکھ لیں گے،سوائے اس عبارت کے جو آپ نے حضور مفتی اعظم ہند **دامت برکاتھم القدسیہ** کے بارے میں تحریر کیا ہے **بتو فیقہ تبارک و تعالیٰ** اس کا مختصر جواب ذیل میں حاضر ہے۔

آپ نے کسی عالم کے قول کو اپنی عبارت سوال میں یوں درج کیا ہے۔

''خود حضور مفتی اعظم ہند صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ ابتداء میں آٹھ سال تک لاوڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے قائل تھے اور بعد میں حضور نے اپنا فتویٰ بدل دیا اور نماز نہ ہونے کا فتویٰ دیا۔''

ہمیں علم نہیں کہ حضور مفتیٔ اعظم ہند پہلے آٹھ سال تک جواز کے قائل تھے پھر عدم جواز کا فتوے دیا، ہم اسی عبارت پر گفتگو کرنا چاہتے ہیں، جو آپ نے سوال میں درج فرمائی ہے۔

علماء جنہیں علم دین سے تھوڑا بھی شغف ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ائمہ دین سے بکثرت مسائل میں رجوع ثابت ہے۔ ایک مسئلہ کا ایک حکم بیان فرماتے رہے پھرا سے رجوع فرما کر دوسرا حکم بیان فرمایا۔ خود سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللّٰہ عنہ سے کئی مسائل میں رجوع کتب فقہ میں منقول ہے۔

علماء کے لیے یہ رجوع نقص وعیب نہیں بلکہ کمال علمی اور دینی دیانت ہے اس رجوع سے امام ومقتدا کی ذات یا بیان کردہ احکام مجروح نہیں ہوتے بلکہ ان پر اعتماد بڑھ جاتا ہے ایسی ذات ہی لائقِ تقلید واقتداء ہوتی ہے اسی کا قول مانا جاتا ہے اسی کی بات سنی جاتی ہے۔ جس حکم سے امام ومقتدا نے رجوع کیا مقلد ومقتدی کے لیے جائز نہیں کہ قولِ متروک پر عمل کرے۔

مقلد ومقتدی خود وہ عالم ہو یا جاہل اس کا امام ومقتدا پر طعن کرنا اور قولِ متروک پر عوام کو اُبھارنا علمی رعونت ہے یا جہالت، ایسا شخص دینی دیانت کا مخالف ہے، اپنی دینی بددیانتی سے خود بھی گمراہ ہوگا اور لوگوں کو بھی گمراہی میں ڈال دیگا ایسا شخص ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی بات بھی سنی جائے۔

حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ الاقدس ایک عالم و مقتدا و مطاع کی حیثیت رکھتے ہیں ہمیں یاد ہے کہ حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللّٰہ علیہ تقریباً بیس سال قبل ہی لاوڈ اسپیکر پر حضور مفتی اعظم ہند مدظلہ العالی کے عدم جواز کے فتوے کی تائید میں یہ تحریر فرمایا تھا ھذا قول العالم المطاع وما علینا الا الاتباع یعنی یہ ایک ایسے عالم کا قول ہے جو مقتدا و مطاع ہے اور ہم پر سوائے اتباع و پیروی کے کوئی چارہ نہیں۔

اگر حضور مفتیٔ اعظم ہند مدظلہ الاقدس نے واقعی پہلے جواز کے قول سے رجوع فرما کر عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے تو یہ ان کی دینی دیانت ہوگی جو دین کے بارے میں ان پر وثوق واعتماد کو بڑھاوے گی۔ جس عالم کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے وہ معترض عالم واقعی تبحر علمی رکھتا ہے تو اپنے مضبوط دلائل سے قول ثانی کا رد کرے نہ کہ جاہلانہ طریقہ پر قولِ متروک کا سہارا لیکر لوگوں کو فتنہ وفساد میں مبتلا کرے۔ العیاذ باللّٰہ تعالیٰ واللّٰہ تعالیٰ اعلم

کتبہ غلام محمد خاں غفرلہٗ دارالعلوم امجدیہ گانجہ کھیت ناگپور۔

من اجاب فقد اصاب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب فقط۔ **محمد مجیب اشرف**۔ مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور

چہار شنبہ ۸؍ جمادی الاخری ۱۴۰۰ھ

سوال ناگپور

سوال محلّہ تکیہ: نماز کے وقت لاؤڈ اسپیکر لگانا کیسا ہے؟ شریعت نے مکبر کی اجازت دی ہے۔ کیا لاؤڈ اسپیکر کو مکبر جیسا سمجھا جاسکتا ہے؟

سوال محلّہ شطرنجی پورہ:- لاؤڈ اسپیکر کی استعانت سے نماز پنجوقتہ و تراویح پڑھی جائے تو درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ جامعہ عربیہ ناگپور کا فتویٰ دیکھا عدم جواز کی علت صدائے بازگشت قرار دی گئی ہے یہ غیر مسلم ہے اس وجہ سے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز قاری ہی کی آواز ہے صدائے بازگشت کے لیے وقفہ ہوتا ہے جو تجربہ سے ثابت ہے اور لاؤڈ اسپیکر میں مسلسل آواز آتی ہے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی تو ہوئی یا نہیں؟ کیا اعادہ ضروری؟

الجواب بعون الملک الوھاب

لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اگر اقتداء کی گئی تو نمازیں فاسد ہوجائیں گی، اس لیے کہ لاؤڈاسپیکر کی آواز متکلم کی آواز کی نقل اور غیر ہے، لاؤڈ اسپیکر کو مکبر کے قائم مقام سمجھنا ہو یا نہ سمجھنا، آواز وقفہ سے آئے یا متصل و مسلسل ہر صورت میں اقتداء کا مسئلہ درپیش ہے۔ پھر لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی کیا کیفیت ہوتی ہے اور شرعاً اس پر کیا حکم ہوگا؟ انشاء اللّٰہ تبارک و تعالیٰ اس پر ہم تفصیلی گفتگو کریں گے تاکہ حکم شرع واضح ہوجائے۔

جماعت سے نماز پڑھنے کے معنی یہ ہیں کہ امام کی اقتداء میں مل جل کر مقررہ طریقہ پر خدائے قدوس کی عبادت کی جائے اور امام و مقتدی کی نماز صحیح طور پر ادا ہوجائے اس میں مقتدی امام کے تابع ہوتے ہیں۔ تبعیت و اقتداء کے لیے یہ ضروری ہے کہ مقتدی اپنے امام کی حرکات و سکنات یا اس کی آواز پر عبادت کے افعال کریں۔ اگر کثرتِ صفوف کی وجہ سے امام کی حرکات و سکنات یا آواز پر اطلاع نہ ہوسکے تو ایسے مقتدی کی آواز یا حرکات و سکنات پر اقتداء کی جائے جو صحتِ اقتداء کے ساتھ اسی امام کے تابع ہوکر اقتداء کررہا ہو اس کی نماز میں شریک ہو۔

یہاں چند مسائل اور ملاحظہ فرمائیں تاکہ اقتداء کی اہمیت کا اندازہ ہوجائے ایسا شخص جو اس امام کی اقتداء سے خارج ہے اگر وہ امام کی آواز یا حرکات و سکنات کو مقتدیوں تک پہنچائے اور مقتدی اس پر اقتداء کریں تو ان

کی نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر خارجی شخص کی آواز یا حرکات وسکنات پر تکبیر تحریمہ کہہ کر نیت باندھی تو سرے سے اقتداء ہی نہ ہوگی۔ اور نماز پڑھتا ہی رہا تو نماز نہیں ہے نماز کی طرح کھڑا رہنا اٹھنا بیٹھنا ہے بلکہ ایسا مبلغ و مکبر جو اپنے امام کی اقتداء کرتے ہوئے نماز پڑھ رہا ہے مگر غلطی کی وجہ سے اقتداء صحیح نہ ہوئی تھی یا درمیان میں صحیح نہ رہی اب اگر دوسرے مقتدی اس مبلغ ومکبر کی اقتداء کریں گے تو ان کی نماز بھی فاسد ہوجائے گی۔

اسی طرح اگر خارجی شخص نے امام کولقمہ دی اور امام نے لے لیا تو امام اور سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔ ایسے ہی اسی امام کے ایسے مقتدی نے لقمہ دیا جو اس کے ساتھ اس کے پیچھے نماز تو پڑھ رہا تھا مگر غلطی کی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہوگئی تھی امام نے اس کا لقمہ لے لیا تو اس کی اور تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

بخلاف ان لوگوں کے وہ مقتدی جو اپنے امام کی صحیح طور پر اقتداء کر رہا تھا اس کی نماز خود فاسد نہ تھی تو ایسے مقتدی کی حرکات وسکنات پر دوسرے مقتدیوں کا اقتداء کرنا اور امام کا اس سے لقمہ لینا صحیح ہوگا اور سب کی نمازیں درست رہیں گی۔

اب یہ معلوم کرنا ضروری ہوگا کہ امام ومقتدی کی آواز وہ کونسی آواز ہے جس پر اقتداء صحیح ہے؟ کہ اصل بحث یہی ہے، پھر حرکات وسکنات:-

سب سے پہلے آپ آواز پر گفتگو ملاحظہ فرمائیں

(۱) امام ومقتدی کی آواز جس پر اقتداء درست ہے ان کی وہ آواز ہے جو اُن کے منہ سے نکل کر تموج ہوا سے بلاواسطہ (یعنی بلا واسطہ غیر امام ومقتدی) مقتدیوں تک پہنچے۔

(۲) اس آواز کو چیخ کر نہ نکالا گیا ہو، حاجت سے زیادہ آواز نکالنے میں احتیاط کی گئی ہو۔

(۳) تکبیر تحریمہ میں اس آواز سے مقصود صرف آواز پہنچانا ہی نہ ہو بلکہ تحریم کا قصد بھی ہو۔

اب بالترتیب ہماری بحث دیکھیے:

ا۔ امام یا مقتدی مبلغ کی آواز اگر اشیاء سے ٹکرا کر پھر تموج ہوا سے مقتدیوں تک پہنچے اس کو آواز بازگشت اور صدا کہتے ہیں اب یہ آواز خارجی واسطہ سے ہے، اس پر اقتداء صحیح نہیں جامعہ عربیہ ناگپور سے اسی صدا کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا ہوگا اور یہی مفتی اعظم ہند دامت برکاتھم القدسیہ کا فتویٰ ہے۔

یہ بات خاص طور پر ذہن میں رکھنی ہے کہ صدا یا آواز بازگشت اگر چہ یہ معلوم ہورہی ہے کہ فلاں کی آواز ہے مگر بعینہٖ متکلم کی حقیقی آواز تسلیم نہیں کیا گیا ہے بلکہ صدا کو آواز کی نقل یا مثل کہا گیا ہے۔ ردالمحتار شامی

میں فرمایا: **ومن الصدی ھو یجیبک مثل صوتک فی الجبال ونحوھما کما فی الصحاح**

آواز کی مثل ونقل جس کو صدی یا آواز باگشت یا بالواسطہ آواز کہتے ہیں، اس کا نماز کے علاوہ وہ ایک اور شرعی حکم ملاحظہ فرمائیں۔ سجدۂ تلاوت میں سامع پر ''سننا'' شرط۱ ہو یا سبب۲ **(اختلف فی السماع ھو شرط فی حق السامع لا سبب و صححہ فی الکافی والمحیط والظھیریہ و قیل ھو سبب ثانی فی حقہ والیہ ذھب فی الھدایۃ والبدائع) ردالمحتار۔**

جب آیتِ سجدہ سننے والا اس طرح سنتا ہے کہ پڑھنے والے کی آواز اس کے منہ سے نکل کر تموج ہوا سے براہِ راست بلاواسطہ اس تک پہنچی ہے تو سجدۂ تلاوت واجب ہے اگرچہ پڑھنے والا گونگا ہو، اور اتفاقاً آیت سجدہ اس کی زبان سے نکل گئی ہو یا جنبی جس پر غسل واجب تھا اس نے پڑھ لی یا نشہ والے نے یا سوتے ہوئے شخص نے یا بچے نے یا غیر مطبق جنوں والے نے یا حائضہ نے یا نفسانے یا کافر نے (درمختار، عالمگیری) بخلاف اس کے اگر ان ہی لوگوں نے آیتِ سجدہ تلاوت کی یا صحت مند تلاوت کرنے والے نے آیتِ سجدہ پڑھا اور آواز کسی شئے سے ٹکرا کر صدا (آواز بازگشت) پیدا کرتی ہے تو اس صدا پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

لا تجب بسماعہ من الصدی والطیر (درمختار۔ عالمگیری)

صدا میں سجدۂ تلاوت سے منع کیوں کردیا گیا؟ اس لیے کہ وہ اب بعینہ تلاوت کرنے والے کی آواز نہیں جو براہِ راست تموجِ ہوا سے سننے والے تک پہنچی ہو بلکہ اس کی آواز کی مثل ونقل ہے۔

یہاں یہ بات خاص طور پر ملحوظ رہے کہ امام یا تلاوت کرنے والے کی تموجِ ہوا کا، صدا کی تموجِ ہوا سے شدتِ اتصال موجود ہے مگر اس کی شدتِ اتصال کے باوجود صدا کو شرعاً مثل ونقل ہی قرار دیا گیا ہے۔ اس شدتِ اتصال پر بحث آگے آرہی ہے۔

لاؤڈ اسپیکر کیا ہے؟

لاؤڈ اسپیکر ایسے پرزوں کا مجموعہ ہے جو اپنے ان پرزوں کے وسائل سے کسی کی آواز کو نقل وضبط کرکے اسی ساعت نشر کردیتا ہے ان وسائل کو اس طرح ذکر کیا جاسکتا ہے۔ (۱) مائک (۲) مائک سے ایمپلی فائر مشین تک تار (۳) مشین میں نقل وضبط کا پرزہ (۴) آواز نشر کرنے کا پرزہ (۵) مشین کے نشریہ پرزے سے ہارن تک تار (۶) ہارن (۷) ان سب کو حرکت میں لانے والی بجلی کی طاقت۔ یہاں یہ ممکن ہے کہ مائک و ہارن کا انتظام بھی مشین سے متعلق کردیا جائے۔

لاؤڈ اسپیکر کے یہ سب پرزے آواز کی ارتعاش کو بجلی کی طاقت سے ضبط ونقل کر کے فضا میں پھیلا دیتے ہیں۔ یہاں ہم کو خاص طور پر خیال رکھنا ہے کہ مائک سے ہارن تک درمیانی وسائل کو کوئی عاقل بلکہ جاہل بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ ہوا کے تموجات ہیں جو ایک دوسرے سے متصل ہیں۔

مائک سے ہارن تک تموجِ ہوا کا سلسلہ منقطع ہے۔

وہ بھی اس طرح کہ ہارن کے سوا باقی تمام پرزوں سے آپ کو متکلم کی آواز نہیں سنائی دیگی بجلی کی طاقت، مائک پر پڑنے والی آواز کی یا کسی بھی کھٹکھٹاہٹ کی ضرب کو درمیانی وسائل سے ہارن تک مرتعش کر رہی ہے، چونکہ بجلی کی طاقت اس ارتعاش میں کارفرما ہے اس لیے زیادہ سے زیادہ دور تک آواز پھیل سکتی اور قریب سے قریب تک سمٹائی جاسکتی ہے۔

یہاں کھلے طور پر مسئلہ سمجھ میں آجاتا ہے عقلاً بھی خود فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ جب صدا (آواز بازگشت) میں تموجاتِ ہوا کا اتصال امام کی آواز کے ساتھ موجود ہے نیز امام یا متکلم کی نکالی ہوئی آواز کی طاقت پر ہی وہ آواز پھیلتی ہے تو شرعاً اس آواز کو آوازِ غیر قرار دے کر اس پر اقتداء کی اجازت نہ دی گئی۔

تو لاؤڈ اسپیکر جہاں تموجاتِ ہوا منقطع ہو چکی ہوں صرف بجلی کی ایک غیر طاقت ایسے وسائل کے ذریعہ جو غیروں کا مجموعہ ہے آواز کی نقل پیدا کر رہی ہو اور نقل وغیرہ بھی اتنی کھلی کہ غیروں کے ہاتھوں میں پڑ کر وہ آواز امام کی اصل آواز سے بہت زیادہ تیز یا بہت زیادہ دھیمی ہو جاتی ہو بلکہ دوسروں کے ہاتھوں فنا بھی ہو جاتی ہو۔ لاؤڈ اسپیکر کی ایسی آواز کو بعینہ امام کی اصل آواز قرار دے کر شرعاً اس پر اقتداء کی اجازت دینا شریعتِ مطہرہ کو مسخ کر دینا یا فنا کر دینا ہے۔

یہاں ہم مشاہدات کی روشنی میں اسی مسئلہ پر مزید دوسرے طریق پر گفتگو کریں گے انشاء اللّٰہ تعالیٰ حکم اچھی طرح واضح ہو جائے گا۔

لاؤڈ اسپیکر کہ جس میں نقل واخذ کے نظام سے آواز کو اخذ کر کے دوسرے نظام نشر سے اسی وقت پھیلا دیا جاتا ہے اگر ان دونوں نظام کے ساتھ اسی نظام میں آواز کی محفوظیت کا انتظام فیتے کے ساتھ کر دیا جائے تو صرف ایک مائک سے دونوں کام ایک آواز کو اسی وقت نشر کر دینے کا اور دوسرا آواز کو فیتے کے ذریعہ محفوظ رکھنے کا پورے ہو جائیں گے۔

یہاں تینوں نظام بدیہی طور پر مشاہدات میں ہیں :

(۱) آواز کو نقل واخذ کرنے کا انتظام

(۲) منقول آواز کو محفوظ رکھنے کا انتظام

(۳) منقول آواز کو اسی وقت پھیلا دینے کا انتظام

ان تینوں نظاموں کا مستقل ہونا اس بات کی کھلی ہوئی دلیل ہے کہ مائک کے ذریعہ نقل کرکے ہارن کو دی ہوئی آواز امام کی بعینہ اصل آواز نہیں ہے بلکہ امام کی اصل آواز کی نقل اور غیر ہے۔

امام کی بعینہ اصل آواز وہ تھی جو تموجِ ہوا سے مائک پر ٹکرا کر ختم ہوگئی۔

اب اس آواز کو نہیں بلکہ آواز کی ارتعاش کو بجلی کی طاقت مائک سے لے کر کئی وسائل سے ہارن کو دے رہی ہے۔ پھر غیریت کا یہ عالم کہ اگر بجلی کی طاقت اس میں نہ ہوتو مائک پر امام صاحب کی آواز مائک سے ہارن تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی طرح اگر مائک کا انتظام الگ کر دیا جائے تو ہارن اپنے نظام نشر سمیت آواز کو پہنچانا یا پھیلانا تو درکنار کان سے نکال بھی نہیں سکتا ایسے ہی ہارن کو نظام نشر سمیت الگ کر دیا جائے تو امام صاحب مائک پر ہزار پھونک ماریں یا گلا پھاڑ کر چیخیں آواز نشر نہیں ہوسکتی۔

دعوتِ فکر ونظر

یہاں خصوصیت کے ساتھ اس بات کو بھی ذہن میں ضرور رکھئے کہ

ہارن جو آواز کو نشر کر دیتا ہے اس جیسے دس ہارن مشین سے یا ایک ہی ہارن سے جوڑ دیئے جائیں تو یہ دسوں ہارن اسی ساعت اپنے اپنے الگ الگ دس ماحول کو آواز پہنچا دیں گے۔ اب ہم آپ سے پوچھیں گے کہ ان دسوں ہارن کی آوازوں میں اصل آواز کس ہارن کی ہے؟

(۱) کیا اس ہارن کی آواز اصلی ہے جس کے تار کا براہِ راست تعلق مشین کے نشر یہ پرزے سے ہے باقی نو ہارن کی آواز نقلی ہے۔

(۲) یا دسوں ہارن کی آوازیں سب اصلی ہیں۔

(۳) یا دسوں ہارن کی آوازیں نقلی ہیں۔

(۱) اگر یہ مان لیں کہ ایک ہارن کی آواز اصلی ہے تو باقی نو ہارنوں کی نقلی آوازوں پر اقتداء کرنے والوں کی نمازیں فاسد اور حقیقت یہ ہے کہ اس ایک غریب ہارن کی آواز بھی اصلی نہیں کہ امام کی طرح نہ اس کے لب

ہیں نہ زبان ہے نہ دانت ہیں نہ تالو ہے نہ حلق ہے کہ حروف اپنے مخارج سے نکل کر الفاظ کی اصل آواز کو پیدا کریں اور اگر کوئی لب و دنداں حلق اور تالو والا امام کی آواز جیسی آواز نکالے بھی تو کون بے وقوف اسے امام کی اصل آواز کہے گا نقل اور غیر ہی کہا جائے گا۔

(۲) اگر دسوں آوازیں اصلی ہیں تو یہ عقلاً ونقلاً ممنوع، نقلاً تو یوں کہ آواز بازگشت کو ہی اصلی آواز نہیں قرار دیا گیا تو ان دسوں وسائل والی دس دس آوازوں کو کون اصلی قرار دے گا۔ رہ گیا عقلاً تو ایک اصل کا اپنے وجود نفس میں دس ہونا محال ہے۔ امام اپنے منہ سے ایک آواز تو نکال سکتا ہے دس آوازیں اسی وقت اسی ایک حرکت آواز سے وجود میں نہیں لاسکتا، یہ مشین کی برکت ہے کہ دس نہیں اور زیادہ آوازیں نقل کر کے نشر کرسکتی ہے اور تھوڑی سی تبدیلی سے ان دسوں ہارنوں میں سے بعض ہارن تیز آواز، بعض ہارن درمیانی آواز اور بعض ہارن مدھم آواز اسی ساعت سنا سکتے ہیں اور یہ ایک اصل آواز کا کام نہیں۔ کون عقلمند تسلیم کرے گا کہ دسوں ہارن امام صاحب کے دس گلے ہیں کہ ایک ہی پھونک سے دسوں گلوں سے آوازیں نکل رہی ہیں۔

(۳) اور اگر دسوں ہارن کی آوازیں نقلی ہیں تو یہی ہمارا مقصود ہے اور یہی حقیقت بھی ہے لاؤڈ اسپیکر پر امام کی آواز کو آپ معین امام کی آواز تو کہہ سکتے ہیں کسی دوسرے امام یا کسی دوسرے شخص کی نہیں۔ عبدالرحیم کی آواز تو کہہ سکتے ہیں عبدالرشید کی نہیں، لیکن آپ امام کی اصل حقیقی آواز نہیں قرار دے سکتے جو اقتداء کے لیے مطلوب ہے خواہ ایک ہارن سے نکلی ہوئی آواز ہو یا دس ہارنوں کے تمام نقلیں اور غیر ہیں۔

اور ان نقل اور غیر آوازوں پر اقتداء صحیح نہیں ہے اور نہ حکماً صحت اقتداء کا حکم ہوگا کہ غریب ہارن شریکِ نماز ہی نہیں ہے۔

ضِد

اس قدر واضح اور کھلی ہوئی دلیلوں کے باوجود اگر یہی ضد ہے کہ ان دسوں ہارن کی آوازوں میں سے ہر آواز متکلم کی اصل حقیقی آواز ہے تو ہم عرض کریں گے کہ اگر مائک پر متکلم زید یہ کہے کہ میں نے اپنی بیوی زینب کو طلاق دی۔

﴿تو دسوں ہارن کی ہر ایک اصل حقیقی آواز کی بنیاد پر دس طلاقیں ہوں گی یا ایک؟﴾

اگر آپ ایک طلاق کا حکم دیں تو اس کی بنیاد یہ ہوگی کہ متکلم کے منہ سے آواز نکل کر جو مائک پر پڑی وہ اصل آواز ہے۔ باقی مائک مشین اور دس ہارن کے ذریعہ پہنچائی ہوئی ہر آواز متکلم زید کی آواز کی نقل ہے اصل

حقیقی آواز نہیں ہے۔ اور اگر دسوں علحدہ علحدہ ہارن کی آواز کو متکلم زید کی حقیقی آواز تسلیم کیا گیا تو یہ تعداد اپنی اصل کے اعتبار سے طلاق کے تعدد کا تقاضا کرے گا اور دسوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

مگر ہم جانتے ہیں کہ عقلمند ہرگز ہرگز دس طلاق کا حکم نہ دے گا بلکہ دس طلاق کے حکم کو جہالت قرار دے گا۔ اس کی نظر متکلم زید کے منہ سے نکلی ہوئی ایک اصل حقیقی آواز پر رہے گی، اسی پر وہ حکم دے گا۔ دس ہارن کے ذریعہ دس ماحول کو پہنچائی ہوئی دس آوازوں کو نقلی اور غیر آوازیں مان کر ہی وہ دس طلاق کا حکم نہ لگائے گا۔

اس سلسلہ میں مزید گفتگو اور سُنیے :

''ٹیپ ریکارڈ'' میں محفوظ کی ہوئی آواز جس کو ہر روز کئی بار سال دس سال سے زائد تک بھی آپ سن سنا سکتے ہیں۔ اس آواز پر آپ کیا حکم لگائیں گے؟

اگر عبدالرشید کی تقریر ہے تو عبدالرحیم کی تقریر تو نہیں بن جائے گی، عبدالرشید کی آواز کو عبدالرحیم کی آواز تو نہیں کہہ سکیں گے لہجے انداز اتار چڑھاؤ میں تو فرق نہیں آجائے گا آپ خود تعین کے ساتھ یہ کہتے ہیں کہ فلاں کی قرأت ہے، فلاں کی تقریر ہے، فلاں کا گانا ہے۔

جہاں تک آواز کا تعلق ہے ٹیپ ریکارڈ میں عبدالرشید کی ایک مہینہ قبل ریکارڈ کی ہوئی آواز کو اگر آج دس ہارن کے ذریعہ نشر کیا جائے تو وہ بعینہ بروقت آج کی عبدالرشید کی نشریہ تقریر معلوم ہوگی۔

غرضیکہ ٹیپ ریکارڈ کی ہوئی نشر کی جانے والی آواز کو آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں کی آواز ہے جو دوسروں کی آواز سے ممتاز ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں کی اصل حقیقی آواز ہے۔[۱]

---

[۱] اصل آواز کے سلسلہ میں بعض حضرات نے ''الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا'' کے حوالہ سے یہ بیان کیا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ نے فونوگراف میں ریکارڈ کی ہوئی آواز کو اصل متکلم کی آواز فرمایا ہے اور جب گراموفون کی ریکارڈ کی ہوئی آواز اصل آواز کا حکم رکھتی ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا اصل ہونا یقیناً مسلم ہوگا۔

ہماری عرض ہے کہ الفاظ کے استعمال میں اعتبارات مختلف ہوتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے جس اعتبار پر اصل آواز کا حکم بیان فرمایا ہے وہ وہاں قطعی درست ہے اور یہاں جس اعتبار پر اصل آواز کی نفی کی گئی ہے وہ اپنی جگہ بالکل صحیح ہے۔ اصل آواز کا حکم اس اعتبار پر درست ہے کہ گراموفون میں گانے والی عورت یا طبلہ ہارمونیم کی آواز کو اصل نہ مان کر گراموفون یا لاؤڈ اسپیکر ہی کے ذریعہ سننے کو جائز نہ قرار دیدیا جائے اور یہ کہہ دیا جائے کہ چونکہ یہ نقل ہے اس لیے اس پر اصل آواز کا اصل حکم حرام واقع نہ ہوگا اور یہ بہت ہی بڑا فتنہ تھا جس کی اعلیٰ حضرت امام بریلوی نے بیخ کنی فرمادی۔ **الکشف شافیا** صفحہ ۵۱ پر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی یہ عبارت دیکھیے : باقی آگلے صفحہ پر

عام طور پر اور خود اہلِ فن کی اصطلاع میں ''ریکارڈ'' کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ منقول ومحفوظ کی ہوئی آواز ہے اور یہی ماخوذ ومنقول آواز جو کسی کی بھی آواز کہلائے خواہ اسی وقت نشر کردیجائے یا محفوظ رکھی جائے، اس کی وہ حقیقی آواز نہیں ہے جس پر شریعت نے اقتداء کا حکم دیا ہے۔

بقیہ حاشیہ: فونو سے جو کچھ سنا جائے گا وہ بعینہ اسی شئے کی آواز ہوگی جس کی صورت اس میں بھری گئی مزامیر ہوں خواہ ناچ خواہ عورت کا گانا وغیرہا اصل کا جو حکم تھا بے تفاوت سرمواس کا ہوگا یہ خود وہی اصل ہے نہ کہ اس کی نقل طبلہ یا سِتار کی آواز ہے تو بلاشبہ طبلہ اور سِتار ہی کی آواز ہے نہ کہ دوسرے فونو کی کہ فونو اپنی کوئی آواز نہیں رکھتا اور وہ بھی وہ اس ہی طبلہ اور سِتار کی ہے نہ کہ دوسرے کی اور وہ بھی اس وقت کی آواز ہے جو بھرتے وقت، بجائی گئی تھی نہ کہ اور وقت کی، یونہی عورت کا گانا ہے تو یقیناً وہ عورت ہی کا گانا ہے نہ کہ فونو کا کہ فونو گانے کی صلاحیت نہیں رکھتا اور وہ بھی اسی عورت کا گانا ہے نہ کہ دوسرے کا، اور وہ بھی اس کا اسی وقت کا گانا ہے جو بھرتے وقت وہ گائی تھی۔

یہاں لاؤڈ اسپیکر پر بھی ایک اعتبار پر اصل آواز کا حکم ہوگا، مثلاً اگر لاؤڈ اسپیکر پر مزامیر بج رہے ہوں، عورتیں ناچ گا رہی ہوں تو نقل کی آواز کا حکم دے کر ان مزامیر اور عورتوں کے گانوں کو سننے کی اجازت دینا ہرگز درست نہ ہوگا۔ اصل آواز قرار پا کر اصل حرام کا حکم اپنی جگہ برقرار رہے گا، اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر قرآن حکیم کی تلاوت کو اصل قرآنِ عظیم ہی کی آیات کے ہونے کا اقرار کرنا ضروری ہوگا کہ یہ کلامِ الٰہی ہے، مخلوق کا کلام نہیں اور یہ اعتبار اس اعتبار سے مختلف ہوگا کہ سماع کا فقہی حکم اصل آواز کی طرح نہیں ہے جہاں نہ سننا معصیت وگناہ ہوتا ہے یا اور فقہی احکام نافذ ہوتے ہیں اسی طرح اقتداء نماز کے اعتبار پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا حکم نقل کا ہوگا اس لیے کہ:

''اقتداء نماز کے لیے امام کی اصل ذات، اصل حرکات وسکنات اور اصل آواز درکار ہے جس پر مقتدی اقتداء کریں یا بحکم شرع شریک اقتداء کی اصل آواز یا اصل حرکات وسکنات پر اقتداء کرسکیں ٹی۔ وی اگر چہ ہزار امام کی اصل ذات اور اصل حرکات و سکنات کا مشاہدہ کرا رہا ہو کہ وہ امام اور اس کے یہ افعال نماز کے افعال ہی کہے جائیں گے معاذ اللہ اس کو قوالی ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ مگر کوئی دیندار عاقل ٹی وی کو اصل قرار دے کر اس پر اقتداء کے صحیح ہونے کا حکم نہیں دے سکتا۔ یہی حال لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا ہے کہ اس کی آواز یہاں ہرگز اصل نہیں قرار دیجا سکتی بلکہ بداہۃً اخذ ونقل ہے جس پر اقتداء درست نہیں:

اور، اگر اس پر اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی عبارت کا مفہوم سمجھنے میں اعتبارات کا اعتبار نہ کیا گیا تو گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ پر ریکارڈ کی ہوئی اذان کو اصل قرار دے کر اذان کو ہو جانے کا حکم دینے کی نوبت آجائے گی اور لوگوں کی خواہشات پر سرٹیک کر اہلِ علم اجازت دیں گے کہ امام کی جگہ مقامِ امامت پر گراموفون ٹیپ ریکارڈ سے کام لیا جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اصل آواز کا حکم دے دیا ہے۔ بس اب ترقی کے راستے کھل گئے ہیں۔ باقی اگلے صفحہ پر

یہ سب کچھ ہونے کے باوجود اگر یہی ہٹ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ کی آواز متکلم کی اصل حقیقی آواز ہے تو پھر ہم اس مسئلہ کو دہرائیں گے کہ اگر زید نے یہ کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی زینب کو طلاق دی۔

اور اس طلاق کے جملہ کو ریکارڈ کرلیا گیا پھر ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ اس جملہ کو کئی بار دہرایا گیا تو کیا تینوں طلاق ہوجائیں گی یا ایک ہی طلاق کا حکم دیا جائے گا۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی عاقل تین طلاق کا حکم دینے کے لیے تیار نہ ہوگا اور اس کی یہی وجہ ہے کہ عقلِ سلیم ٹیپ ریکارڈ کی نکلی ہوئی آواز کو نقل اور ماخوذ آواز ہی سمجھتی ہے بخلاف اس کے اگر زید اپنی زبان سے طلاق کے یہ الفاظ دہراتا تو تینون طلاق کا حکم دیدیا جاتا اس لیے کہ اب وہی عقل وفہم اسے زید کی اصلی آواز مان رہی ہے۔

دھوکا

لاؤڈ اسپیکر میں آواز کی تموج کے منقطع ومعدوم ہونے کے سلسلہ میں یہ دھوکا نہ کھایا جائے کہ انقطاع وعدم کیسا؟ جبکہ آواز اسی ساعت مسلسل ومتصل آرہی ہے جیسا کہ اس شبہ کا اظہار سوال میں کیا گیا ہے۔

یہ بجلی کی طاقت ہے کہ وہ آواز کی ارتعاش کو ہزاروں میل اسی وقت پہنچاسکتی ہے یا تموج سے فضا میں پیداشدہ ارتعاش کو سناسکتی ہے۔ امریکہ کی خبریں بجلی کی طاقت سے آپ ناگپور میں بیٹھے بیٹھے اسی وقت سن سکتے ہیں چند سیکنڈ کا فصل ہوجائے بھی تو اتصال معدوم ومنقطع متصور نہیں ہوتا (یہاں یہ بات قابلِ لحاظ ہے کہ ریڈیو ماہرین نے ریڈیو اسٹیشن کی آواز نقل کرنے کے لیے خاص طور پر جو سب اسٹیشن قائم کئے ہیں وہ نقل آواز کو اچھی

بقیہ حاشیہ: اخیر میں ہم تطویل سے بچتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام بریلوی قدس سرہٗ کی دو اہم عبارتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں جن سے اہلِ علم حکم اقتداء تک آسانی سے پہنچ سکیں گے اگر ضرورت ہوئی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر تفصیلی بحث بھی پیش کریں گے، فرماتے ہیں:

''بہر حال کچھ سہی اتنا یقینی ہے کہ آواز وہی متکلم ہے خواہ پہلے ہی ہوا اسے لیے ہوئے پلٹ آئے یا اس کے قرع سے آواز کی کاپی دوسرے میں اتر گئی اور وہ لائی مگر شرع مطہر نے اس کے سننے سے سجدہ واجب نہ فرمایا۔ قولِ ثانی پر یہ کہنا ہوگا کہ سماع میں ایجاب سجدہ کے لیے اسی تموج اوّل سے وقوع سماع لازم ہے اور قولِ اوّل پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اس طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو وزبان تالی نے پیدا کی تھی، پلٹنے میں وہ تنہا نہ رہی بلکہ تصادم کی قوتِ دافعہ بھی شریک ہوگئی۔ (الکشف شافیا ص ۳۵)

''اور مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اوّل پر ہے نہ معاد پر اگرچہ خاص اس سامع کی نظر سے مکرّر نہ ہو، اور شک نہیں کہ سماع صدا سماع معاد ہے اور فونو کی توضع ہی اعادۂ سماع کے لیے ہوئی ہے لہٰذا ان سے ایجاب سجدہ نہیں (الکشف شافیا)

طرح اُجاگر کرتے ہیں)

اصل آواز کے تموج کا اندازہ آپ کو اس طرح ہوگا کہ آپ سر پر آئے ہوئے تیز رفتار ہوائی جہاز کی آواز کو سر پر آنے کی ساعت پر نہیں سن سکیں گے سر سے میلوں گزر جانے کے بعد آپ تک اصل آواز پہنچے گی۔ حالانکہ یہ بجلی کی طاقت وائرلیس کے ذریعہ اس کی روانگی کی اطلاع سینکڑوں ہزاروں میل کے فاصلہ پر اترنے کے ہوائی اڈے تک پہنچا چکی ہے۔ اور اسی قسم کے نظام نشر کے ذریعہ اس کی آواز کی پرواز اسی ساعت ہزاروں میل تک پہنچائی جا سکتی ہے جبکہ اصل آواز پہنچے میں کافی عرصہ لگ جائے گا۔

یہاں آپ یہ اندازہ کر لیں کہ

(۱) ایک پرواز کی آواز ہے جو وائرلیس جیسے انتظام سے اسی ساعت سنائی دیتی ہے۔

(۲) دوسری پرواز کی وہ آواز ہے جو بغیر کسی واسطے سے صرف تموجِ ہوا کے ذریعہ جہاز کے میلوں گزرنے کے بعد دیر سے سنائی دیتی ہے۔

یہاں اگر آپ کی اصطلاح کے اتصال و تسلسل کا لحاظ کیا گیا تو وہ دوسری آواز جو دیر سے سنائی دے رہی ہے، اصلی ہونے کے باوجود نقلی کہی جائے گی اور وہ نقلی آواز جو وائرلیس وغیرہ سے پہلے ہی سنائی گئی ہے اس کو اصلی کہنا ہوگا۔ معلوم ہوا کہ تسلسل و اتصال کی بنیاد پر اصل آواز اور نقل آواز کو سمجھنا بہت بڑا دھوکا ہے۔

اس کو امامت و اقتداء کی زبان میں یوں سمجھئے کہ کسی امام کے پیچھے دو فرلانگ تک صفیں فرض کر لی جائیں اور اخیر صف میں لاؤڈ اسپیکر کا ہارن باندھ دیجئے۔ اس ہارن پر دو فرلانگ کا مقتدی تو ہارن پر آواز سنتے ہی امام کے ساتھ ساتھ رکوع کرلے گا مگر ایک فرلانگ کے قریب کے مقتدی رکوع میں اس وقت جائیں گے جبکہ امام رکوع سے سر اُٹھا کر سجدہ میں جا چکا ہوگا۔

اب یہ سوال ہوگا کیا وہ ایک فرلانگ کے مقتدی جنہیں تبعیت در تبعیت امام کے منہ سے نکلی ہوئی اصل آواز پر رکوع کرے کا موقعہ ملا اور دو فرلانگ والے تاخیر میں انھوں نے رکوع کیا تو یہ رکوع امام کی اصلی آواز پر ہوا یا نقلی آواز پر؟

کوئی یہ دھوکا نہیں کھا سکتا کہ ایک فرلانگ والی آواز میں چونکہ تاخیر ہوگئی اس لیے یہ امام کی نقلی آواز ہے، بلکہ نقلی آواز اس ہارن کی ہے جس پر اسی ساعت امام کے ساتھ رکوع کر لیا گیا ہے۔ اصل آواز کی تموجات کو تو دو ۲ فرلانگ پہنچتے پہنچتے یا اصل آواز پر مقتدیوں کی تبعیت کو وہاں تک پہنچتے کچھ وقت درکار ہوتا اس لیے تاخیر ہی ہوتی۔

یہاں یہ اچھی طرح سمجھ لیجیے ''کہ شریعت کو ہارن کی نقلی آواز منظور نہیں، امام کی اصل آواز یا حرکات وسکنات مطلوب ہے خواہ امام کی اقتداء میں اس کی نماز کا شریک کوئی مقتدی اپنی آواز اور حرکات وسکنات سے امام کی نیابت کرے، اگرچہ مقتدیوں کا فعل امام کے فعل کے بعد ہوتا رہے، شریعت نے اس لیے یہ رعایت رکھی ہے کہ مقتدی کی نماز اس وقت بھی ہوجاتی ہے جبکہ اس کا فعل امام کے اسی فعل کے بعد ہوتا رہے اگرچہ امام دوسرے رکن میں چلا جائے اور اخیر صف کی مقتدی پہلے ہی رکن میں رہیں۔[۱]

[۱] اس بحث رکن میں بمبئی کے استفتاء کے ایک گوشہ کا جواب موجودہ مگر اختصار کی وجہ سے شاید تسلی نہ ہو اس لیے ہم اس پر قدرے تفصیل سے گفتگو کریں گے۔ بمبئی کے سوال میں درج ہے ''اس مسجد میں تراویح، جمعۃ الوداع کی نمازوں میں ایک عظیم جماعت ہوتی ہے اور عیدین میں تقریباً تیس چالیس ہزار کا مجمع ہوتا ہے۔ الی اخرہٖ'

اولاً تو عرض ہے کہ عیدین میں ۳۰/۴۰/ ہزار کا مجمع مسائل کے لیے کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے مسلمانوں کو لاکھوں کی تعداد میں ایک ساتھ نماز پڑھنے کا موقع مل رہا ہے۔ اور یہ تعداد اس وقت سے ابھی تک برابر چلے آرہے ہیں اور اس کے احکام شریعت مطہرہ نے روزِ اوّل سے مہیا کردیئے ہیں۔ مکبرین کا انتظام قرنِ اوّل سے ہورہا ہے، لوگوں کی کثرت کی وجہ سے اوّل صفوف کی مقتدیوں کا دوسرے رکن میں پہنچ جانا جبکہ اخیر صفوں کے مقتدیوں کا پہلے ہی رکن میں رہنا اوّل زمانہ سے ہی موجود ہے اور اس کا شرعی حکم پہلے سے موجود ہے کہ یہ صورت نہ باطل ہونے کی ہے نہ فاسد نہ مکروہ ہونے کی، اور ان مسائل پر قرنِ اوّل سے ہمارے لاؤڈ اسپیکر کے زمانہ تک کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔ شریعت مطہرہ کے احکام اپنی جگہ صاف وصحیح ہیں یہ اور بات ہے لاؤڈ اسپیکر کے شیدائی لاؤڈ اسپیکر پر فریفتہ ہوکر نہ لگانے پر فساد کریں اور **معاذ اللہ** اپنے فساد کو شریعت مطہرہ کے سر تھوپ دیں۔

ہم یہاں چند مسائل کے یاد دلاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ نمازوں میں اس طرح کی تاخیریں فساد کا سبب نہیں ہیں۔

۱۔ امام نماز شروع کرچکا ہے۔ امام رکوع میں چلا گیا۔ مقتدی، تاخیر سے اس رکوع میں امام کے ساتھ مل گیا تو وہ رکعت پالیگا۔

۲۔ اگر امام پوری نماز پڑھ کر اخیر قعدہ میں بیٹھا تھا کہ کوئی مقتدی اس قعدہ میں شریک ہو جب بھی وہ مقتدی امام کے ساتھ جماعت کا پالینے والا ہے اور اس قدر تاخیر بھی اس کو جماعت سے محروم نہ کرسکی۔

۳۔ لاحق یعنی وہ مقتدی جو شروع سے امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ مثال کے طور پر دہ ایک رکعت نماز امام کے ساتھ پڑھ کر کھڑا ہوا تھا کہ اس کا وضو جاتا رہا بنا کے لیے یہ شخص وضو کرنے گیا وضو کرکے لوٹا تو امام چوتھی رکعت میں جاچکا تھا۔ یہ لاحق مقتدی جو وضو کرکے آیا ہے جہاں سے نماز چھوڑا تھا وہیں سے نماز پڑھنا شروع کرے گا یہاں تک کہ وہ امام سے جاملے اور اگر اس کے پڑھتے پڑھتے امام فارغ ہوکر سلام پھیر چکا ہے تو وہ لاحق مقتدی اپنی رکعتیں پوری کرکے سلام پھیر دے گا۔

غور فرمایئے کہ یہاں اس قدر تاخیر کے امام اور دوسرے مقتدیوں سے یہ لاحق مقتدی دو دو، تین تین رکعت پیچھے ہے جب بھی، اتنی تاخیر سے کوئی فساد نہیں وہ شرعی حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنی نماز پوری کررہا ہے اور شریعت مطہرہ اس کی نماز کو مکمل بتاتی ہے۔

اصل ونقل پر دھوکا

اس بحث کی اب ضرورت تو نہ تھی مگر آواز کی مشابہت اور تسلسل و اتصال سے سائل کو جونقل پر اصل کا دھوکا ہوا ہے ہم چاہتے ہیں کہ مثالوں کے ذریعہ اس اشتباہ کو دور کردیا جائے۔

عام طور پر نقل اس کو سمجھا جاتا ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کی آواز یا اس کی حرکات کی نقل اتارے اور نقل اُتارنے میں کسی حد تک کامیاب ہوجائے، نقالی کے فن کے لوگوں نے آدمیوں سے لیکر جانوروں کی بولیوں تک نقلیں اُتاری ہیں۔ اور پس پردہ لوگوں کو حیرت و اشتباہ میں ڈالدیا ہے، میک اپ اور لباس کے ذریعہ شخصیتیں بھی شبہات میں ڈالدی جاتی ہیں، بھانڈوں بہروپیوں، ایکٹروں کی نقالیاں بھی ذہنوں پر مسلط ہیں، خط کی نقل، حساب کی نقل، کھانے کی نقل، دعوے کی نقل، کورٹ کی نقل اور بہت سی قسم کی نقلوں نے تصورات میں ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ

بقیہ حاشیہ صفحہ نمبر ۱۴۷ کا : ۴۔ اب ہم سوال میں درج صورت کے سامنے رکھ لیں کہ عیدین یا بڑی جماعت کے وقت ۳۰۔۴۰ ہزار کا مجمع ہوتا ہے'' تو یہاں بھی شرع شریف کا حکم صاف ہے کہ پچھلے مقتدیوں کا فعل امام کے فعل کے بعد ہوتا رہے اگرچہ ایک نہیں دو رکن کا فرق پڑجائے، اس تاخیر سے کوئی فساد ونقصان نہیں، نماز مکمل ہوجائے گی۔

چلیے تاخیر کا غم ہی کچھ اس قسم کا ہے کہ آپ کے اس درد دل کا علاج لاؤڈ اسپیکر سے ہوسکتا ہے تو ہزار آواز وقت پر پہنچادی جائے اگر بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے تاخیر ہوگئی تو اس کے لیے کونسا آلہ تجویز کیجئے گا۔

شاید مسئلہ ابھی ذہن میں نہ آیا ہو۔ ملاحظہ فرمایئے!

مقتدیوں نے اقتداء کی نیت کرکے ہاتھ باندھ لیا، جب امام رکوع میں گیا تو شدید ہجوم کی وجہ سے بہت مقتدیوں کو رکوع اور سجود کا موقعہ ہی نہ ملا یہ مقتدی انتظار کریں گے کہ دوسرے مقتدی رکوع و سجود کرکے دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوجائیں، جب وہ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوجائیں گے تو یہ ہجوم کے مارے ہوئے مقتدی رکوع و سجود کرکے اپنی پہلی رکعت کو پوری کریں گے اور ان کے ساتھ جاملیں گے۔ شامی میں فرمایا: **وزحمة بان زحمه الناس فی الجمعة مثلا فلم یقدر علی اداء الرکعة الاولی مع الامام و قدر علی الباقی فیصیلها ثم تبابعه.** لاؤڈ اسپیکر لگنے کے بعد بھی ابھی تاخیر کا غم دور نہ ہوا، اور مسائل نہ جاننے سے فساد ونزاع کے مواقع پھر باقی ہیں۔

یہیں سے آواز کی اصل ونقل کا فرق بھی واضح ہوجاتا ہے کہ امام سے متصل یا پیچھے والے مقتدی امام کی جس آواز کو سن رہے ہیں وہ امام کی اصل آواز ہے جو امام کے تکلم کی پہلی ضرب سے ہوا میں متموج ہے بخلاف اس کے وہ آواز جو اسی ساعت دوسرے فرلانگ پر سنائی دے رہی ہے وہ امام کی آواز کی نقل ہے جو بجلی کی طاقت سے کئی واسطوں سے نقل ہوکر دو فرلانگ بلکہ سیکڑوں میل پر سنائی دے سکتی ہے۔)

دوسری نقلوں خصوصاً ترقی یافتہ نقلوں کو نقل ماننے کے لیے بمشکل ذہن تیار ہوتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ نقل سمجھنے کے لیے اذہان مستعد رہیں۔

آئینہ :- آئینہ کے عکس میں جو صورت دکھائی دیتی ہے اس کے نقل ہونے میں کیا شبہ ہے لیکن اصل اور آئینہ کی نقل میں سوائے دائیں بائیں کے کوئی فرق نہیں۔ صورت وشکل، خدوخال، ریش و بال، رنگ اور نکھار بعینہ جوں کا توں نظر آتا ہے تا آنکہ حرکات بھی برابر منقول ہو جاتی ہیں۔

یہ اور بات ہے کہ آدمی کے مقابل ایک آئینہ رکھ دیا جائے اور وہ سمجھ لے کہ آئینہ میں نظر آنے والا عکس نقل ہے مگر مشاہدات آپ کے سامنے ہیں آپ نے اسی آئینہ پر بچوں، چڑیوں، بندروں کو دھوکا کھاتے دیکھا ہوگا، تفصیل کی ضرورت نہیں یوں کہیے کہ اس نقل پر ناسمجھ بچے، چڑیاں بندر وغیرہ تو دھوکا کھا سکتے ہیں، سمجھ دار آدمی دھوکا نہیں کھا سکتا۔

لیکن اسی آئینہ کی ایک صورت اور بھی ہے جہاں سمجھ دار آدمی بھی دھوکا کھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کسی مکان میں چاروں جہتوں میں دیوار برابر صاف شاف آئینے ٹھیک اندازہ پر مقابل میں رکھے ہوئے ہوں۔ کسی آدمی کو ایک سمت میں ہٹ کر کھڑا کر دیجیے اور دوسرے سمت میں دروازے سے نئے آدمی کو ملاقات کے لیے اس طرح اپنے ساتھ داخل کیجیے کہ آپ اصل آدمی کی آڑ کیے ہوئے ہیں اور داخل ہونے والے کا رخ اس کے عکس کی طرف ہو، یہ نیا داخل ہونے والا ملاقات کے لیے سیدھے اسی عکس کی طرف بڑھے گا جو آئینہ میں نظر آ رہا ہے، ہاں آئینہ سے ٹکرا کر اسے پتہ چلے گا کہ وہ آصل آدمی کی طرف نہیں بلکہ اس کے عکس کی طرف بڑھ گیا ہے۔ آئینہ سے فریب کھانے کی اس قسم کے کئی صورتیں پیدا ہوتی ہیں جہاں سمجھ دار آدمی دھوکا کھا جاتا ہے۔

ترقی یافتہ نقلوں میں مشینوں کے ذریعہ تحریروں، نقشوں وغیرہ کی جو عکسی نقلیں لیجاری ہیں، کاغذ کی نقل سمیت ان کی چند نقلیں اصل کے ساتھ رکھدی جائیں تو اصل ونقل میں تمیز نہیں ہو سکتی۔

ہماری اس تمام گفتگو کا ماحصل یہ ہے کہ نقل اس طرح سامنے آ سکتی ہے کہ اس پر اصل کا دھوکا کھایا جا سکتا ہے۔ یہی حال لاؤڈ اسپیکر کی نقل آواز کا محض آواز کی یکسانیت اور تسلسل و اتصال پر دھوکا نہ کھایا جائے۔ مشاہدات اور غور وفکر کی روشنی میں اصل ونقل کا فیصلہ کیا جائے۔

۲۔ ہم نے امام ومقتدی کی اس آواز پر جس پر اقتداء صحیح ہوتی ہے تین عنوان قائم کئے تھے۔ یہاں تک عنوان ا کے تحت اصل ونقل آواز کی تعریف کے ساتھ بحث گزری۔

۲؎ میں بیان کیا تھا کہ اس آواز کو چیخ کر نہ نکالا گیا ہو۔

یہاں ہم اسی عنوان پر گفتگو کریں گے ہمیں امید ہے کہ انشاء المولیٰ تعالیٰ اصل ونقل کھل کر سامنے آ جائیں گے اور لاؤڈ اسپیکر کا حکم شرع سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی۔

چند مسائل پہلے ملاحظہ فرمالیں

۱؎ امام کو چاہیے کہ قرأت وتکبیر اتنی آواز سے کہے کہ چیخ نہ بن جائے، اسی طرح مبلغ ومقتدی جس کو مکبر بھی کہتے ہیں اتنی آواز سے تکبیر کہے کہ آواز چیخ نہ بن جائے ورنہ چیخ کلام کا حکم رکھتی ہے اس چیخ سے خود امام کی نماز بھی فاسد ہوجائے گی اور تمام مقتدیوں کی بھی، اور مکبّر نے چیخ پیدا کی تو خود اس کی نماز فاسد، اور جو اس کی تکبیر پر اقتداء کرے گا اس کی نماز بھی فاسد۔

۲؎ اگر امام کی تکبیروں کی آواز پوری صفوں تک پہنچ جاتی ہے تو مبلغ کا تکبیر کہنا مکروہ اس لیے کہ آواز حاجت سے زائد ہے۔

۳؎ چیخ سے اندر رہ کر جو آواز نکالے بقدر ضرورت۔ اگر حاجت سے زیادہ آواز نکالے گا تو یہ بدعت منکرہ مکروہہ ہے مثلاً ۴ یا ۵ صفیں۔ تو بتکلف ۷۔۸ صفوں تک پہنچانے کی آواز نکالنا مکروہ منکرہ ہے اور یہ حاجت سے زائد آواز ایسی بدعتِ منکرہ مکروہہ ہے جس پر چاروں اماموں کا اتفاق ہے۔

۴؎ اسی طرح مبلغ مقتدی (مکبر) کا حکم ہے کہ مثلاً اگر ۴۔۵ صفیں قائم ہیں اور وہاں تک امام کی آواز پہنچتی ہے تو مکبّر کا تکبیر کہنا مکروہ۔ آٹھ صفیں قائم ہیں چار صفوں تک امام کی آواز پہنچتی ہے تو مبلغ کا چیخ سے بچتے ہوئے وہاں تک پہنچانے والے تکبیر کی آواز نکالنا مستحب اور اس سے زیادہ آواز پر زور دینا مکروہ، اور اگر چیختا ہے تو نماز فاسد، جیسے اوپر گزرا۔ اگر زیادہ صفیں ہیں۔ اور مکبّر کے چیخنے بغیر چارہ نہیں تو دو یا زیادہ بقدر حاجت مبلغ تکبیر کہیں۔ چیخنے کی اجازت نہیں۔

در مختار میں فرمایا:- **اما ما تعارفوا فی زماننا فلا یبعد انه مفسد اذا الصیاح ملحق بالکلام فتح.**

اسی کے تحت شامی میں فرمایا:- **بل بناه علی زیادة الرفع الملحق بالصیاح حیث قال فانهم یبالغون فی الصیاح زیادة علی حاجة الابلاغ والاشتغال بتحریرات النغمة للصناعة النغممیة لااقامة العبادة والصیاح ملحق بالکلام.**

اسی ردالمحتار (شامی) میں فرمایا:- **والزائد علی قدرالحاجة کما هو مکروه للامام یکره**

للمبلغ و فی حاشیه ابی السعود و اعلم ان التبلیغ عند عدم الحاجة الیه بان بلغهم صوت الامام مکروہ و فی السیرة الحلبیة اتفق الائمة الاربعة علی ان التبلیغ حینئذ بدعة منکرة ای مکروهة و اماعند الاحتیاج الیه فمستحب.

یہاں آپ اندازہ کیجیے کہ اسلام کو اپنی نماز جیسی اہم عبادت میں آواز کا کتنا اعتدال مطلوب ہے کہ حاجت سے زائد آواز تک گوارا نہیں اور اسلام کے جلیل القدر چاروں امام اس مقام پر کس قدر مودب ومحتاط کہ اس عبادت کی اہمیت ونزاکت کے پیشِ نظر وہ حاجت سے زائد آواز کی اجازت دینے کے لیے تیار نہیں۔ صاف بدعتِ منکرہ مکروہہ قرار دیدیا۔

اب لاؤڈ اسپیکر کی آواز ملاحظہ فرمائیں :-

لاؤڈ اسپیکر جہاں بھی نماز کے لیے لگائے جاتے ہیں، صفوں کی ضرورت کا خیال قطعی مفقود ہوتا ہے۔ تنہا پوری مسجد وفنائے مسجد میں ہی لاؤڈ اسپیکر کی آواز نہیں گونجتی ہے آس پاس، دور، دور تک آواز پہنچائی جاتی ہے یوں کہیے کہ لاؤڈ اسپیکر لگایا ہی اس لیے جاتا ہے کہ نمازوں کی آوازیں پورا محلّہ بلکہ دوسرے محلے والے بھی سن لیں حتیٰ کہ قریبی مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر لگا کر آواز کا مقابلہ ہوتا ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ لاؤڈ اسپیکر کی بدآوازیں کریہہ چیخیں، شور، امام کی قرأت اور تکبیرات کے الفاظ کو بگاڑ دینا بکثرت واقع ہے۔

اب اہم مسئلہ یہ درپیش ہوگا کہ وہ لاؤڈ اسپیکر جس کی امامت کے سامنے مقتدی سرنیاز جھکائے ہوئے عباداتِ الٰہی میں مصروف ہیں۔

(۱) اس لاؤڈ اسپیکر کی حاجت سے زیادہ نکلتی ہوئی آواز جو چاروں اماموں کے نزدیک بدعت منکرہ مکروہہ ہوگی۔

(۲) وہ آوازیں جن کو چیخ کہہ کر نمازوں کو فاسد کردینے کا حکم دیا گیا ہے۔ بلکہ ایک مرتبہ بھی چیخ نکلی تو نماز فاسد ہوکر رہ گئی۔

(۳) وہ چیخیں جو قرأت بگاڑ دیتی ہیں، اور اس بگاڑ پر نمازیں فاسد ہوجاتی ہیں۔

یہ تمام آوازیں
امام کی آوازیں ہیں یا لاؤڈ اسپیکر کی

(ا) لاؤڈ اسپیکر کی امامت کے ہمدردوں اور عقیدت مندوں کے اصول پر تو یہ امام ہی کی آواز کا حکم رکھے گی۔ یہ تو ہونہیں سکتا کہ جس لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو بعینہ امام کی آواز قرار دے کر اپنی اور لوگوں کی پیشانیوں کو اس کے سامنے جھکوادیا گیا اب اسی کو امام کا غیر قرار دیکر اس لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ بے وفائی کریں۔ ان ہمدردوں اور ترقی پسندوں کے اصولی حکموں پر ہی امام اور مقتدیوں کی نمازیں بدعت منکرہ ومکروہہ ٹھیریں گی اور جیسے ہی ان کے امام لاؤڈ اسپیکر سے چیخ پیدا ہوئی امام اور مقتدیوں کی نمازیں فاسد اور عبادت اکارت۔

(ب) اور اگر یہ کہیے کہ لاؤڈ اسپیکر کی یہ حاجت سے زائد آواز، کر یہ چیخیں اور لفظوں کا بگاڑ، لاؤڈ اسپیکر کے ذاتی بگاڑ کا نتیجہ ہے امام کے فعل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ تو ہم عرض کریں گے کہ جناب یہ تو خود آپ نے تسلیم کرلیا کہ، امام کی آواز اور ہے، اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز اور۔ امام کی اصل آواز وہ ہے جو اس کے منہ سے نکل کر مائک پر پڑی اور لاؤڈ اسپیکر کی وہ آواز نقلی ہے جو ہارن کے کان سے نکل کر مسجد، محلّہ تا آنکہ دوسرے محلّوں تک گونج اٹھی۔ امام کی اصل آواز قرأت تکبیرات وغیرہ میں بگاڑ نہیں تھا لاؤڈ اسپیکر کی نقلی آواز نے سارا بگاڑ پیدا کردیا، امام کی اقتداء میں فساد نہ تھا لاؤڈ اسپیکر نے سارا فساد پیدا کردیا۔ اس حقیقت کو تسلیم کرلینے پر لاؤڈ اسپیکر امام کا غیر نکلا اس کی آواز نقلی قرار پائی اور نمازیں فاسد ہوکر رہ گئیں۔

بہرحال یہ لاؤڈ اسپیکر کے مقتدی اپنے اصول پر قائم رہ کر یا اپنے اصول کو چھوڑ کر بھی کہیں کے نہ رہے ہردو صورت میں فساد ہی ہاتھ آیا۔ خود اپنے فساد کا گناہ تو ان کے سر تھا ہی دوسروں کی نمازوں کے فساد کا وبال اور دوسرے سینکڑوں ہزاروں کے گناہوں کا بار بھی اپنے سرمفت لیا۔

(ج) تیسری ایک اور صورت بیان کی جاسکتی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہونے والی آواز مـن وجـہ امام کی ہے اور مـن وجـہ لاؤڈ اسپیکر کی اور فساد کا تعلق لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے ہے۔ اس کی تحقیق یا تاویل میں لاؤڈ اسپیکر والے جس قدر کلام کریں۔ بہرحال یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر سے نشر ہونیوالی آواز دو وجہوں کی پیداوار ہے ایک امام کی، دوسرے لاؤڈ اسپیکر کی۔ جس طرح کہ صدا دو وجہوں کی پیدائش ہے ایک امام کی دوسری وہ جس سے ٹکرا کر وہ آواز لوٹی ہے، اس صورت میں بھی فساد ہی ہاتھ آیا۔

(۳) اب ہماری تیسری وہ بحث ملاحظہ فرمائیے جس کا عنوان تھا:

تکبیر تحریمہ میں اس آواز سے صرف آواز پہنچانا ہی مقصود نہ ہو بلکہ تحریم کا قصد بھی ہو۔

یہ بحث خصوصاً اس صورت کی بھی ہے جس میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو مکبر و مبلغ کی آواز پر قیاس کیا گیا ہے۔

اگرچہ اس کا مختصر جواب اتنا کافی ہے کہ شریعت نے صرف اس مکبر و مبلغ کی تکبیر پر اقتداء کی اجازت دی ہے جو امام کی نماز میں شریک ہوکر اس کی اقتداء کررہا ہو، چونکہ لاؤڈ اسپیکر اس کی صلاحیت نہیں رکھتا لہٰذا اس کو مبلغ و مکبر پر قیاس کرنا ہی باطل ہے۔ مگر اس سے لاؤڈ اسپیکر کے شیدائیوں کو تسلی نہ ہوگی۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ خود امام و مبلغ کی اقتداء کی نزاکتوں کو سامنے رکھ دیں، جیسا کہ ہم نے ابتداء میں تحریر کیا ہے تاکہ لاؤڈ اسپیکر کو مبلغ کی طرح سمجھنے سے باز رہیں۔

امام اور تمام مقتدی نماز میں آنے کے لیے نیت کا خاص خیال رکھتے ہیں، اس لیے اس پر کلام کی حاجت نہیں ہے البتہ نتیجہ میں ہم اس کی طرف ضرور رجوع کریں گے۔ لیکن تحریمہ کے سلسلہ میں مسائل کا رکھنا ضروری ہے اس لیے کہ مبلغ مقتدی کو آواز بلند کرکے مقتدیوں کو اطلاع دینے میں اسی سے واسطہ پڑتا ہے اور لوگ اس اطلاع کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پہنچانے کا فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو انھیں مبلغ پر قیاس کرنے کی حاجت پڑی۔

> نماز کی نیت کے علاوہ تحریمہ جو نماز میں داخل ہونے کے لیے شرط رکھی گئی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اب یہ قصد کرلیں کہ اللّٰہ عزوجل کی عبادت کے لیے آپ کھانے پینے کلام وغیرہ کو نماز ختم کرنے تک اپنے نفس پر حرام کررہے ہیں یا اجمالی طور پر اس قدر کو میرا قصد احرام کا ہے اس قصد کے ساتھ تکبیر (اللّٰہ اکبر) کہہ لیں۔ نماز کی نیت کرنے کے بعد آپ نے تحریمہ کا قصد ہی نہ کیا عادتاً اللّٰہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لیا آپ نماز میں داخل نہ ہوئے۔
>
> اسی طرح آپ نے تو تحریمہ کا قصد کرلیا تھا مگر آپ کے امام نے زور سے تکبیر (اللّٰہ اکبر) کہدیا تاکہ لوگ آواز سن کر اقتداء کرلیں مگر تکبیر صرف لوگوں کے اعلان کے لیے تھی، احرام کا قصد نہ تھا تو وہ امام نماز میں داخل نہ ہوا۔ اور اس کی تکبیر پر اقتداء کرنے والے آپ بھی نماز میں نہ آئے۔

یہی حکم مبلغ مقتدی (مکبّر) کے بارے میں سن لیجیے۔

وہ مبلغ جو نماز کی ابتداء میں نماز کی نیت کے ساتھ اس انتظار میں کھڑا ہے کہ امام تکبیر کہے تو میں بھی فوراً لوگوں کو آواز پہنچانے کے لیے زور سے اللّٰہ اکبر کہہ دوں، اور اس نے ایسا ہی کیا اور

تحریمہ کا قصد نہ کیا تو وہ مبلغ بھی نماز میں داخل نہ ہوا، اور اس مبلغ کی آواز پر جن لوگوں نے صحیح قصد تحریم کے ساتھ اللہ اکبر کہہ کر اقتداء کی وہ بیچارے بھی نماز میں داخل نہ ہوئے ان کی نمازیں سرے سے نہ ہوئیں، صرف نماز کی طرح کھڑے رہنا اٹھنا بیٹھنا ہوگیا، نماز جوں کی توں ذمہ باقی رہ گئی۔

شامی میں فرمایا:- **ثم اعلم ان الامام اذ اکبر للافتتاح فلا بدلصحة صلوٰة من قصده بالتکبير الاحرام والا ولا صلوٰته له اذا قصد الاعلام فقط فان جمع بين الامرين بان قصد الاحرام والاعلان فذالک المطلوب منه شرعا و کذالک المبلغ اذا قصد التبليغ فقط خاليا عن قصد الاحرام فلا صلوٰة له ولا لمن يصلی فی هذه الحالة لا نه اقتدی بمن لم يدخل فی الصلوٰة فان قصد بتکبيره الاحرام مع التبليغ للمصلين فذالک هوالمقصود منه شرعاً. (ردالمحتار)**

اب نمازیوں کے سامنے یہ مسئلہ درپیش ہوگا کہ لاؤڈ اسپیکر جس کے شیدائیوں نے صرف آواز کو دور، دور صفوں تک بلکہ محلّہ اور غیر محلوں تک پھیلانے کے لیے باندھ رکھا ہے یہ لاؤڈ اسپیکر نماز کی اور احرام کی نیت کہاں سے باندھے گا۔ لاؤڈ اسپیکر تو امام کی تکبیر وقرأت کو اخذ (کیچ) کرگیا مگر امام کی دونیتیں ایک نماز کی دوسری تحریمہ کی کہاں سے کیچ کرے گا جن کے بغیر نمازی نماز میں نہیں آتا۔

ممکن ہے لاؤڈ اسپیکر کے دلدادہ ایک نئی صورت نکالیں وہ یہ کہ قرأت وتکبیر کی طرح امام کی نیت اور احرام کے قصد کو زبان سے پڑھ کر مائک پر پھونک مار دے تاکہ یہ لاؤڈ اسپیکر کی بھی نیت ہوجائے۔

مگر وہ یاد رکھیں کہ اگر اس طرح امام آپ کے اور سارے مقتدیوں اور مبلغوں کے منہ پر نیت پڑھ پڑھ کر ہزار بار پھونک مارے جب تک خود مقتدی ومبلغ اپنی اپنی نیت دل کے ارادے سے نہ باندھیں نماز میں نہ آئیں گے۔ وہ ہزار اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھیں نماز میں داخل نہ ہوں گے۔ جب یہاں امام مبلغ مقتدی کا یہ حال ہے تو بے چارہ لاؤڈ اسپیکر جس کو گھسیٹ تان کر مبلغ کا قائم مقام بنایا جارہا ہے غیر ذوی العقول سے ہے جسے دل ہے نہ جگر نہ مغز، وہ یہ نیتیں اور صلاحتیں کہاں سے لائیگا۔

ہاں ایک تسلی بخش صورت لاؤڈ اسپیکر کے شیدائیوں کے لیے ضرور ہے:

وہ یہ کہ امام صاحب اور لاؤڈ اسپیکر کا معاملہ اب ایک ہوگیا، امام کی نماز لاؤڈ اسپیکر کی ہی نماز ہے اور امام کی نیت لاؤڈ اسپیکر ہی کی نیت ہے۔ خود امام اور لاؤڈ اسپیکر کے درمیان اتحاد ذاتی کا یہ عالم ہوگیا ہے کہ یا لاؤڈ اسپیکر

کے شیدائیوں نے پیدا کر دیا کہ

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نہ گوید بعدازیں من دیگرم تو دیگری

یعنی امام صاحب، لاؤڈ اسپیکر کی بارگاہ ناز میں اظہار عشق و محبت کے ساتھ عرض کر رہے ہیں کہ اے مہربان جانِ من لاؤڈ اسپیکر! مَیں اب تو ہوگیا ہوں، اور تُو مَیں بن گیا ہے، میں تن بن گیا ہوں اور تو جان بن گیا ہے اور ہم تم میں اب اسی طرح ایسا اتحاد ذاتی ہوگیا ہے کہ اے لاؤڈ اسپیکر! تیرے سامنے نماز میں میرے کھڑے رہنے کے بعد کسی کی مجال نہ ہوسکے گی یہ کہہ سکے کہ امام ایک الگ ذات ہے اور لاؤڈ اسپیکر الگ ذات ہے دوسری اور حرکات وسکنات اور افعال میں اتحاد نہ سہی، آواز میں تو اتحاد ضرور منا لیا ہے میری آواز تیری آواز، اور تیری آواز میری آواز ہے، اور اس بنیاد پر تیری نیت، میری نیت اور میری نیت تیری نیت ہے۔

یہ حالت امام کی اپنی ہو یا لوگوں نے امام کی حالت کو یہاں تک پہنچا دیا ہو، بہر حال انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ امام کی نیت کو لاؤڈ اسپیکر کی نیت تو خیر کوئی عاقل کیا کہے لاؤڈ اسپیکر کے کان سے نکلی ہوئی آواز کو امام کی آواز بتلانا عقلمندی اور خود لاؤڈ اسپیکر کی حقیقت وہنر مندی کے خلاف ہے۔

ایک اعتراض یہاں کیا جاسکتا ہے کہ وہ یہ ہم تو مقتدی نمازی ہیں ہمیں کیا معلوم کہ امام ومبلغ نے نیت کی تھی یا نہیں کی تھی اور جیسا کہ امام ومبلغین کی طرف سے بے پرواہیاں برتی جا رہی ہیں اس کا قوی امکان ہے کہ امام و مبلغ نے نیت وقصد نہ کیا ہو تو اس صورت میں بھی ہماری نمازیں خراب ہوں گی۔

عرض ہے کہ امامت کے سلسلہ میں آپ پر یہ یقیناً بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ آپ امام اس کو بنائیں جو جاہل اور فاسق و فاجر نہ ہو کم سے کم وہ طہارت اور نماز کے مسائل سے جن میں قرأت اور امامت کے مسئلے بھی داخل ہیں، اچھی طرح واقف ہو۔ اسی طرح مؤذّن ومکبّر بھی اسی کو مقرر کریں جو اذان وتکبیر کے مسئلوں کو جانتا ہو یا اب سیکھ لے۔

اگر آپ نے ہرنتھو، بدّھو کو امام بنا دیا اور مؤذّن ومکبّر مقرر کر دیا اور نمازوں سے غفلت برتی تو بے شک آپ سے آپ کی اور لوگوں کی نمازیں خراب کرنے کا مواخذہ ہوگا۔

بخلاف اس کے اگر آپ نے امام، مؤذّن، مکبّر مقرر کرنے میں شرعی ذمہ داری پوری کر دی اور پھر امام یا مؤذّن یا مکبّر نے اپنی غلطیوں کو چھپایا اس کا ازالہ نہ کیا تو وہ ذمہ دار ہیں آپ سے اپنا اور لوگوں کا حساب نہ لیا جائے گا۔

مگر یہاں تو دیدہ و دانستہ آپ لاؤڈ اسپیکر کو امام اور مبلغ منوانے کے درپے ہیں کبھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو

بعینہ امام کی اصل حقیقی آواز قرار دیدیا، کبھی مبلغ کے قائم مقام بنادیا جو کسی طرح امام و مبلغ کے قائم مقام ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کا مواخذہ تو انتہائی شدید ہوگا۔

خطرنات رجحانات کا اندیشہ

یہاں تک تو آواز کی اقتداء پر بحث تھی اب حرکات وسکنات کے ذریعہ اقتداء پر کلام ملاحظہ فرمائیں۔

غالباً مقتدیوں کی سہولت کے خالی الذہنی ہمدردوں یا ایسے امام جن کو اپنی آواز کا تنوع وتنغم مقصود ہو، اور کسی صورت لاؤڈ اسپیکر لگانے پر بضد ہوں یا ایسے جذباتی جو وہابیہ کی بے راہ روی سے بے نیاز اور کچھ سنیوں کی نقالی کے سبب لاؤڈ اسپیکر لگانے کے پیچھے پڑے ہوں یا پھر ان ترقی پسند حضرات نے جو امام و مبلغ کی آواز حرکات و سکنات پر اقتداء کی وجہ سے مقتدیوں کے افعال کی تقدیم و تاخیر سے نفرت رکھتے ہوں اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ہم کاری و یکسانیت کی طرف ترقی کے لیے بے چین ہوں، مجبور کر دیا ہو کہ لاؤڈ اسپیکر نمازِ امامت میں ضرور لگایا جائے اور اس سے بے خبر یا بے پرواہ رہیں کہ مقتدیوں کی تمام نمازوں کے فاسد ہونے کا وبال ان کے سر ہے۔

مگر یہ رجحانات جن خطرناک اسلامی وشرعی تبدیلیوں کا بہ شدت مطالبہ کر سکتے ہیں انہیں ہماری ذیل کی بحث میں ملاحظہ فرمائیں:

حرکات وسکنات پر اقتداء

یہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں کہ امام کی اقتداء اس کی حرکات وسکنات پر بھی کی جاتی ہے، امام یا مقتدی کی حرکات وسکنات دوسرے عام مقتدیوں کو اقتداء کے لیے جو فائدہ دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر مختلف نقائص وعیوب یا شور وغل کی وجہ سے امام کی پست آواز سنائی نہیں دیتی یا کچھ مقتدی کان کے بہرے ہیں تو امام کی حرکات وسکنات پر اقتداء ہوتی رہے گی، پیچھے کے مقتدی سامنے کی صف کے مقتدیوں کو دیکھ کر رکوع وسجود وغیرہ کرتے رہیں گے اور اس طرح سب کی نماز صحیح ہو جائے گی۔

چونکہ لاؤڈ اسپیکر تنہا آواز کا فائدہ رکھتا ہے اور اس کی خرابی کی وجہ سے کریہہ چیخیں اور بند ہو جانا کثیر الوقوع ہے اس لیے مقتدیوں کے ہمدرد یا جذباتی نقل پسند یا ترقی یافتہ امام ومقتدی یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ٹیلی ویژن کا انتظام کیا جائے جس سے دونوں فائدے حاصل ہوں گے امام کی آواز کا بھی اور اس کی حرکات وسکنات کا بھی۔ اگر آواز بند بھی ہوگئی یا کسی علت کی وجہ سے سنائی نہ دی تو حرکات وسکنات پر اقتداء ہوتی رہے گی۔

ان کے اصول پر جس طرح لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی اصل آواز ہے ٹیلی ویژن پر امام کی حرکات وسکنات بھی اصل قرار پائے گی اس لیے کہ ٹیلی ویژن پر اسی ساعت متصل ومسلسل دکھائی دیتی رہیں گی بلکہ امام کی آواز اور حرکات وسکنات تو چند لوگوں کو میسر ہوتی ہیں اور آخری صفوں تک پہنچتے پہنچتے وقت لگ جاتا ہے یکسانیت مفقود ہوتی ہے لیکن ٹیلی ویژن پر تمام صفوں کے سیکڑوں ہزاروں لوگوں کو بیک وقت اتصال وتسلسل کے ساتھ نصیب ہو جائے گی، کان کے بہرے اور دوسرے آواز گم کردہ ٹیلی ویژن کی حرکات سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے اور ٹیلی ویژن لگانے والے محسنوں کو دعاء خیر دیں گے۔ یہ اور بات ہے کہ آواز کے گم ہو جانے کی صورت میں حالتِ رکوع وسجود میں مقتدیوں کو کبھی کبھی سر اٹھا کر ٹیلی ویژن کو دیکھنا ہوگا مگر ٹیلی ویژن کی افادیت کے پیش نظر یہ تکلف ہیچ ہوگا۔

اتنا ہی نہیں بلکہ جب ان کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر اور ٹیلی ویژن کی آواز وحرکات وسکنات بعینہ امام کی اصل آواز اور حرکات وسکنات قرار پاگئیں اور ان کے اصول پر جہاں ٹیلی ویژن موجود وہیں مستقل جماعت کا تصور موجود ہوگا تو یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ شہر کی بیسیوں، سیکڑوں مسجدوں میں امام رکھنے کی کیا ضرورت ہے، کسی ایک مسجد میں امام رکھ کر تمام مسجدوں میں ٹیلی ویژن لگا دیئے جائیں۔ بیک وقت اتفاق واتحاد کے ساتھ پورے شہر کی نمازیں ہوتی رہیں گی بلکہ آگے بڑھ کر یہ بھی فائدہ ہوگا کہ انتہائی مصروف دوکاندار اپنی دوکانوں میں، کارخانے والے اپنے کارخانوں میں، کچہری آفس والے اپنی کچہری اور آفس میں، حکام اپنی قیام گاہوں میں چھوٹی موٹی جماعتیں بنا بنا کر ٹیلی ویژن پر نمازیں ادا کرتے رہیں گے۔

ہمدردی، سہولت خیالی اور ترقی پسندی اسی پر اکتفا نہ کرے گی، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد لاؤڈ اسپیکر ٹیلی ویژن ان کا مستقل امام قرار پائے گا اور یہ بھی مطالبہ ہوگا کہ سرے سے ہر روز کے لیے امام کی کیا ضرورت، ایک مرتبہ کسی خوش الحان امام کی آواز اور حرکات وسکنات پانچوں وقت اور جمعہ کی نمازوں کے لیے ریکارڈ کر لی جائیں ٹیلی ویژن کے ذریعہ پورے شہر بلکہ دور، دور تک جہاں تک وقت مساعدت کرتا ہے دوسرے شہر اور دیہات والے یکساں فائدہ اٹھالیں گے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم.**

یہ سب واہیات وخرافات اور نمازوں کو باطل کرنے کے اسباب ہیں۔ جن کا عذاب اپنی اپنی نمازیں باطل کرنے والوں کے سر تو ہوگا ہی مگر اُن سب کے برابر وہ عذاب اُن لوگوں کے حصّے میں آئے گا جنھوں نے اپنی غلط روی، باطل پسندی و ناحق کوشی سے لوگوں کو گمراہ کیا ہوگا۔

لاؤڈ اسپیکر پر تراویح وقرأت

سائل نے تراویح میں خاص طور پر لاؤڈ اسپیکر لگانے کا ذکر کیا ہے اور واقعہ یہ ہے کہ تراویح خصوصاً شبینہ کے موقعہ پر لاؤڈ اسپیکر لگانے کی خواہش شدت سے جاگ اٹھتی ہے۔ کچھ تو اس طرح کہ بعض امام و حافظ مضطرب ہوتے ہیں کہ تراویح میں ہماری قرأت لوگ دور دور تک سن لیں اور کچھ اس طرح کہ بعض جذباتی افراد اپنے بھڑکتے ہوئے جذبات میں اپنی مسجد اپنے امام کی آواز کو دوسری مسجد کی آواز پر غالب رکھنا چاہتے ہیں اور اس مقابلہ پر وہ بہت زیادہ مسرور ہوتے ہیں۔ اور کچھ لوگ اس خیال میں رہتے ہیں کہ قرآن شریف کی آواز جتنی دور تک پہنچے گی اتنا ہی سننے سنانے کا ثواب ہمیں ملے گا۔

یہ بات ہرگز نہیں کہ محلّہ کے بلکہ جہاں جہاں تک آواز جا رہی ہے دور دور کے لوگ مرد، عورتیں، چھوٹے بڑے بچے قرأت قرآن حکیم سننے کے لیے ہمہ تن گوش بن جائیں، یا شوق قرأت و ترواتح میں مسجد میں جمع ہو جائیں اور صفیں اتنی کثیر ہوتی ہوں کہ لاؤڈ اسپیکر لگانے کا ثواب ذہن میں آئے۔ واقعہ یہ ہے کہ تراویح کی قرأت کی آواز نہ تو دور، دور تک نہ قریب قریب کے تمام مرد اور عورتیں اور بچے سنتے ہی ہیں اور نہ تمام شوق میں دوڑ کر مسجدوں کو بھر دیتے ہیں اور شبینہ میں تراویح اور قرآن حکیم سننے کی جو بے حرمتی کی جاتی ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

لاؤڈ اسپیکر کی نقلی آواز اور اس پر اقتداء سے نماز فاسد ہو جانے کے حکم سے ہٹ کر اس پر قرأت سننے سنانے کی غرض کو سامنے رکھا جائے تو مندرجہ ذیل مسائل کو دیکھیے جن سے آنکھیں کھل جائیں گی کہ قرآنِ حکیم سننے سنانے کے آداب کیا ہیں؟ اور لاؤڈ اسپیکر لگانا کیسا ہے؟

قرآنِ حکیم جب پڑھا جائے تو فرض ہے کہ لوگ خاموش رہیں اور اس کو توجہ سے سنیں ورنہ گنہگار ہوں گے، خود قرآن حکیم ہے کہ **واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا** (سورۃ الاعراف ۷۹) یعنی جب قرآنِ حکیم پڑھا جائے تو غور سے سنو اور خاموش رہو۔ شامی میں فرمایا: **یجب الاستماع للقرأۃ مطلقا ای فی الصلوٰۃ وخارجها لان الایة وان حانت وارادۃ فی الصلوٰۃ علی مامر فالعبرۃ لعموم الالفاظ لخصوص السبب**۔ اسی شامی میں ارشاد ہے: **رجل یکتب الفقه وبجنبه رجل یقرأ القرآن فلا یمکنه استماع القران فالاثم علی القاری، وعلی ھذا لوقراء علی السطح والناس ینام یاثم ای لانه یکون سببا لاعراضھم عن استماعه اولانه یوذیھم بایقاظھم**۔ یعنی اگر کوئی شخص فقہ (کی کتاب یا مسائل) لکھ رہا ہے اور اس کے بازو کوئی شخص قرآن پڑھ رہا ہے اور فقہ کے لکھنے والے کے لیے قرآنِ حکیم کا سننا ممکن نہ ہوسکا تو یہ گناہ

قرآنِ حکیم پڑھنے والے پر ہوگا۔ اسی طرح کوئی شخص چھت پر قرآنِ حکیم پڑھ رہا ہے اور لوگ سو رہے ہیں تو پڑھنے والا گنہگار ہوگا۔ اس لیے کہ یہ پڑھنے والا ان لوگوں کے سننے سے اعراض کا سبب بنا، یا یہ پڑھنے والا ان سونے والوں کو جگا کر ایذا دے رہا ہے۔

اسی شامی میں آگے فرمایا: **الا انه یجب علیٰ القاری احترامه بان لا یقراء ہ فی الاسواق و مواضع الاشتغال فاذا قرأہ فیها کان هو المضیع لحرمة فیکون الاثم علیه دون اهل الاشتغال.** یعنی قرآنِ حکیم پڑھنے والے پر خود قرآن حکیم پڑھنے کا احترام واجب ہے اس طرح کہ وہ بازاروں میں اور لوگوں کے مشغول رہنے کے مقامات پر قرآن شریف نہ پڑھے اور اگر اس نے پڑھا تو قرآن حکیم کی حرمت کا ضائع کرنے والا ہوگا۔ گناہ اسی پڑھنے والے پر ہوگا۔ مشغول رہنے والے پر نہیں۔ (شامی)

ان نصوص کی موجودگی میں وہ امام یا حافظ یا مسجد کے متولی یا منظّمین جنھوں نے لاؤڈ اسپیکر لگایا ہے اور پورے محلّہ کو دور دور تک قرآن حکیم کی آواز پہچانے کے لیے بے چین ہیں وہ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ شرعاً قرآنِ حکیم کی تعظیم وتوقیر نہ ہوئی، نہ مسلمانوں اور اسلام کی کوئی خدمت وحفاظت بلکہ ساری محنت روپیہ پیسہ، اکارت ہوکر الٹا قرآن کی بے عزتی اور حرمت توڑنے کا گناہ سر آیا۔ سونے والوں، کام کاج کاروبار اور دوسرے اشتغال میں مصروف رہنے والوں کے نہ سننے کا گناہ بھی لاؤڈ اسپیکر لگانے والوں کے سر رہا، وہ لوگ جو بغیر لاؤڈ اسپیکر لگائے اپنی مسجدوں میں تراویح یا اور کوئی نماز پڑھ رہے ہیں یا گھروں میں نماز یا اور ذکر میں مصروف ہیں ان کے اعراض کا گناہ بھی ان ہی لاؤڈ اسپیکر لگانے والوں کے سر پر ہے۔ اور اگر ان سب سے بچ کر صرف مسجد کی چہار دیواری کے اندر آواز پہنچانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر لگایا تو اس پر اقتداء کرنے میں نماز کے فاسد ہو جانے کا حکم ہم تفصیل سے پچھلی بحث میں بیان کر چکے ہیں۔ **واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم.**

کتبہ **غلام محمد خاں غفرلہ.** دارالعلوم امجدیہ ناگپور

من اجاب فقد اصاب۔ **محمد مجیب اشرف غفرلہ۔** مہتمم دارالعلوم امجدیہ ناگپور

الجواب صحیح ۔ **محمد عبدالحلیم رضوی اشرفی** غفرلہ۔ شانتی نگر، ناگپور

قرآنی نماز

بمقابلہ

مائیکروفونی نماز

﴿ از ﴾

پیر طریقت شہزادۂ سید العلماء

حضرت علامہ الحاج سید آل رسول حسنین میاں قادری برکاتی نوری قاسمی نظمی

سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ مارہرہ مطہرہ

انتساب

اپنے والد ماجد حضور سید العلماء مولانا مولوی حافظ و قاری مفتی حکیم الحاج آلِ مصطفیٰ سیّد میاں **علیہ الرحمہ** کے نام جنھوں نے اپنی حیاتِ ظاہری میں لاؤڈاسپیکر پر نماز کے خلاف جہاد کیا اور وصال شریف کے تیسرے دن میرے خواب میں آ کر حکم دیا کہ لاؤڈ اسپیکر کے خلاف اس تحریک کو جاری رکھوں۔

پیش لفظ

مبسملاً و مصلیاً و مسلماً

اپنے بچپن سے یہی دیکھتا آ رہا ہوں کہ ہمارے علماء ذوی الاحترام ایسے مسائل کی طرف توجہ نہیں دیتے جو مسلمان کی عبادت پر براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں ....

یہ علماء جو منبر رسول پر بیٹھ کر فرائض وسنن پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جب اپنے مصلّے پر لاؤڈ اسپیکر کے سامنے کھڑے ہوکر نماز پڑھاتے ہیں تو انھیں ذرّہ بھر یہ خیال نہیں آتا کہ ہم اپنے پیچھے کھڑے ہوئے ان گنت مصلّیوں کی نماز خراب کر رہے ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کو مستحسن قرار دینے والے یہ ایمان فروش امام مائیکروفونی نماز کی حلّت ثابت کرنے میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث کی غلط ترجمانی، الٹی سیدھی تاویلات کرکے یہ لوگ اپنی بات منوانا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے روزِ حشر بڑی سخت باز پرس ہوگی اور ان مصلّیوں سے بھی جو آنکھیں بند کرکے ان ضمیر فروش اماموں کی اقتدا کرتے رہے۔

عرصۂ دراز سے ایک تمنا تھی کہ مائیکروفونی نماز کے خلاف ایک کتاب لکھوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ بتاؤں کہ تم جانے انجانے اپنی نمازیں فاسد کر رہے ہو اور ان ضائع شدہ نمازوں کا برا اثر تمہاری روزی، تمہارے ایمان، تمہاری جان سب پر پڑنا لازم ہے۔ آئے دن کی تکالیف، مصائب و آلام سب اسی وجہ سے ہیں کہ تمہاری نمازیں خراب ہورہی ہیں اور تم ان ناعاقبت اندیش اماموں کے بہکاوے میں آ کر یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم تو پانچوں وقت جماعت سے نماز پڑھنے والے خوش نصیبوں میں شامل ہیں۔

میں نے اس اختلافی موضوع پر اس لیے قلم اٹھایا ہے کہ لوگوں کو اچھے بُرے کی تمیز کراسکوں۔ قرآن عظیم کے فرمان کے مطابق شہادت چھپانا بہت بڑا جرم ہے۔ اس لیے اگر میں یہ بات پوشیدہ رکھوں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز کیوں جائز نہیں ہے تو میں ایک بہت

بڑا مجرم گردانا جاؤں گا۔ لہٰذا میں نے خالص اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر اور اپنے نانا جان ﷺ کے دین کے تحفظ کی خاطر اس موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ قرآن مجید میں ہے ان **اریـد الا الاصـلاح مـا استـطـعـت ومـا تـوفـیـقی الا باللہ علیه توکلت و الیه انیـــب** ۔ (پارہ ۱۲ رکوع ۸) یعنی میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہاں تک میرے امکان میں ہے اور مجھ کو جو کچھ توفیق ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے اسی پر میں بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے سارے پڑھنے والوں کو حق کھوجنے، حق دیکھنے، حق بولنے، حق کرنے اور حق پسند کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مائیکروفونی نماز کے خلاف ایک منظّم تحریک کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ تحریک نمازوں کے تحفظ کی تحریک ہے، نمازوں کا تحفظ ہی ایمان کا تحفظ ہے۔

سید آل رسول حسنین برکاتی

۱۱ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں ممبئی شہر کے مضافات میں کالینہ مقام پر رہا کرتا تھا۔ جمعہ اور عیدین بالخصوص کھڑک مسجد میں پڑھتا تھا، جو برّصغیر ہند و پاک میں آج بھی آل مصطفیٰ کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ جمعہ کا دن تھا بہت تیز بارش ہورہی تھی۔ ممبئی کی بارش کی تیزی کا اندازہ وہی لگا سکتا ہے جس کا اس سے سابقہ پڑا ہو۔ بس یوں سمجھیے کہ جب برستا ہے تو خوب جم کے برستا ہے۔ اتنی تیز بارش میں ہمت نہیں تھی کہ جنوبی ممبئی تک کا دور دراز سفر کر کے صرف جمعہ پڑھنے کھڑک مسجد، ممبئی۳ جاؤں۔ لہٰذا فیصلہ کیا کہ گھر کے سامنے ایک شافعی صحیح العقیدہ مسجد ہے، وہیں جمعہ ادا کرلیا جائے۔

مسجد حاضر ہوئے۔ خطبہ شروع ہوا۔ شوافع حضرات کے یہاں لازم ہے کہ ہر ماہ کے حساب سے خطبہ پڑھا جائے۔ ان کی ہر مسجد میں ایک ہی خطبہ کی کتاب سے خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ جماعت کھڑی ہوئی۔ یہاں نماز کے لیے بھی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہوتا ہے۔ امام صاحب نے سورہ فاتحہ نہایت خوش الحانی سے اپنے مخصوص ملباری لہجے میں تلاوت کی، سورۃ ملائی، اور رکوع کیا۔ سجدے میں گئے اور پہلا سجدہ پورا کیا۔ دوسرے سجدہ میں جوں ہی گئے لاؤڈ اسپیکر میں خرابی آ گئی اور مسجد میں لگا ہر اسپیکر (بھونپو) سیٹیاں بجانے لگا۔ اتنی زور دار سیٹیاں کہ کان پڑی آواز نہ سنائی دے۔ امام صاحب کی آواز دب کر رہ گئی۔ دوسری رکعت میں انھوں نے کیا پڑھا، اللہ کو خبر یا امام صاحب خود جانیں۔ خدا خدا کر کے نماز تمام ہوئی۔ ہم نے دل میں سوچا کہ لاؤڈ اسپیکر جسے رحمت سمجھ کر لگایا تھا اچانک اتنی بڑی زحمت کیسے بن گیا۔ مشین کی خرابی اور سیٹیوں کے درمیان کیا مصلّیوں اور خود امام صاحب کا دھیان نہ بٹا ہوگا؟ کیا نماز میں کراہت واقع نہ ہوئی؟

ایک مرتبہ اور ہمیں اسی مسجد میں نمازِ جمعہ ادا کرنی پڑی۔ اس بار پہلے سے زیادہ خرابی ہوئی۔ امام صاحب جوں ہی خطبہ دینے کھڑے ہوئے، مسجد کے پیچھے واقع ایک غیر مسلم گھر سے ریڈیو کی آواز بلند ہوئی۔ اب حال یہ ہوا کہ امام صاحب کے خطبے کے پس منظر میں ایک گانا چل رہا ہے، طبلہ کی تادھن تادھن اور سارنگی کی ریں ریں، گویا امام صاحب کو سنگت دے رہے ہیں۔ جمہوریت کے اس دورِ آزادی میں کون اس غیر مسلم کو ریڈیو بجانے سے روکتا۔ آخر کار مسجد کا لاؤڈ اسپیکر ہی بند کرنا پڑا۔ ریڈیو بدستور بجتا رہا مگر دھیمے دھیمے۔

یہ تو میرے اپنے ذاتی مشاہدات تھے۔ الحمد للہ میرا تعلق اس مکتب خیال سے ہے جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ میرے والد ماجد نقیب برکاتیت حضور سید العلماء سید شاہ آل رسول **مصطفےٰ** سید میاں برکاتی، سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ، مارہرہ مطہرہ رحمۃ اللہ علیہ تاحیات مائیکروفونی نماز کے مخالف رہے۔

ابا حضرت کو ایک بار یہ سن گن ملی کہ کھڑک مسجد کے متولیان مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور سیدالعلماء کے بارے میں سبھی لوگ جانتے ہیں کہ ان کی امامت صرف جائے نماز تک ہی محدود نہیں تھی۔ مارہرہ کا یہ سیّد حق کی خاطر کسی کے آگے نہیں جھکتا تھا۔ ابا حضرت نے صدر متولی کو بلایا اور ان سے کھرے کھرے الفاظ میں کہا: چاند میاں، مَیں نے سنا ہے کہ آپ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگوانا چاہتے ہیں۔ ایسا ہے کہ اگر آپ عصر میں لاؤڈ اسپیکر لگائیں تو مجھے ظہر میں اطلاع دے دیں، مَیں اپنا بستر باندھ کر مارہرہ کی راہ لوں۔ میرے پاس مصلّے کی کمی نہیں۔ رہی امامت کی بات تو وہ مجھے اپنے آباؤ اجداد سے ورثے میں ملی ہے۔ صدر متولی نے ابا کے قدم پکڑ لیے اور کہا: حضرت، ہماری اتنی مجال کہ ہم آپ سے پوچھے بنا کوئی ایسا ویسا قدم اٹھائیں۔ ابا کی اس بروقت تنبیہ کا اثر یہ ہے کہ آج بھی اس مسجد میں مائیکروفون نہیں ہے۔ اگرچہ مسجد کا موجودہ امام جسے ابا حضرت نے جہالت کے اندھیرے سے نکال کر علمِ دین کے اجالے سے روشناس کرایا اور جو بعد میں اپنے استاد، اپنے مربی، اپنے مرشد کا ہی گستاخ بن گیا اور جسے اس کی نمک حرامی کے باعث مَیں نے اپنے والد کی بیعت اور اپنی خلافت سے خارج کردیا، وہ زکوٰۃ خور نام نہاد امام دل وجان سے چاہتا تھا کہ مسجد میں لاؤڈ اسپیکر لگ جائے۔

مَیں نے ایک بار ممبئی کی مسجدوں کا سروے کیا۔ جن جن مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر لگا ہے وہاں کے متولیوں اور ائمہ کرام سے گفتگو کی۔ دو مسجدوں کو چھوڑ کر باقی مسجدوں کے اماموں نے مجھے یہ بتایا کہ انھوں نے یا تو مصلّیوں کے دباؤ میں آکر یا پھر متولیوں کی دھمکیوں سے گھبرا کر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانا قبول کیا ہے۔ متولیوں نے بتایا کہ انھوں نے مصلّیوں کے دباؤ میں آکر مجبورا کیا ہے کہ وہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائیں۔ مصلّیوں سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ جب تک امام صاحب کی آواز سنائی نہ دے تب تک نماز کا مزہ نہیں آتا۔ ان مزے کے طالب مصلّیوں میں زیادہ تر مصلی وہ تھے جو جمعہ جمعہ یا صرف عیدین میں مسجد کے اندر قدم رکھتے ہیں اور جماعت میں شریک ہوتے ہیں۔ ان میں اکثریت جہلاء پر مشتمل ہے جو قرآن تو قرآن، اردو بھی مشکل سے سمجھ پاتے ہیں۔ مگر ان کا بھی اصرار ہے کہ امام کی قرأت کی آواز ان تک ضرور پہنچے۔ جمعہ کو چھوڑ کر باقی نمازوں میں دو چار صفوں تک ہی جماعت محدود رہتی ہے۔ بہت کم مسجدیں ایسی ہیں جہاں حرم کے علاوہ صحن مسجد تک صفیں لگتی ہیں مگر امام کی اصل آواز وہاں تک آسانی سے پہنچ جاتی ہے۔ اس سروے کے دوران میں نے ایسے مسجدیں بھی دیکھیں جو صرف چار صف والی مسجدیں تھیں مگر وہاں بھی لاؤڈ اسپیکر لگا ہوا تھا۔

ممبئی کی جن دو مسجدوں کو ہم نے مستثنیٰ رکھا وہاں کے امام بزعمِ خود پیر طریقت مفسّر قرآن خطیب اعظم، قائد

سنیت وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ان پر نہ کسی مصلی کا دباؤ ہے نہ متولی کا۔ انھوں نے اپنے مرضی سے، خالص رضا کارانہ طور پر لاؤڈ اسپیکر کو اپنایا ہے۔ یہ دونوں بڑے امام صاحبان اپنے مشرب میں صلح کُلِّیَّتُ پرعمل کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک امام صاحب کا کہنا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر امام کے جہر کو مصلیوں تک پہنچاتا ہے اور امام کا جہر اس لیے ہوتا ہے کہ مقتدی اس پر غور وفکر کریں۔ ہم نے پوچھا کہ سرّی نمازوں جیسے ظہر اور عصر میں امام کو بلند آواز سے قرآن پڑھنے سے روک کر کیوں مقتدیوں کو قرآنی آیات پر غور وفکر کرنے سے روک دیا گیا؟ اگر یہ قابل ثواب تھا تو پھر ہر نماز میں جہری قرأت کیوں نہ رکھی گئی؟ مفسر اعظم کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

دوسرے برخود غلط پیر طریقت سے پوچھا کہ آپ کے ساتھ کیا مجبوری ہے جو لاؤڈ اسپیکر کے عشق میں مبتلا ہیں۔ تو انھوں نے اپنے مخصوص انداز میں الفاظ چبا چبا کر کہا کہ جب لاؤڈ اسپیکر کے استعمال نے عام رواج کی صورت اختیار کرلی ہے۔ تو اس صورت میں اس کی مخالفت کرنا فتنہ کو دعوت دینا ہے جس کی اجازت شریعت مطہرہ نے نہیں دی ہے۔ ہم نے کہا حضور آج کے دور میں بہت سی حرام چیزوں مثلاً شراب نوشی، قمار بازی، زنا کاری نے عام رواج کی صورت اختیار کرلی ہے تو کیا ہم مسلمان ان حرام کاریوں کو بھی اندیشۂ فساد کی آڑ میں اپنے اوپر حلال کرلیں۔ اس پر پیر طریقت نے فرمایا بھئی ہم کسی کو مجبور تو نہیں کرتے کہ وہ ہمارے پیچھے نماز پڑھے۔ جسے ہم سے اختلاف ہے وہ کہیں اور نماز پڑھ سکتا ہے۔ چلیے سارے مسائل حل ہوگئے۔ آج کل مسلمانوں میں سے اس قسم کے لوگ زیادہ ہوتے جارہے ہیں جو یہ کہتے ہیں: ''خدائی کتاب یعنی قرآن مجید (نعوذ باللّٰه) بہت پرانی ہوچکی ہے۔ پیغمبر اسلام کے احکام قدیم زمانے کے مناسب تھے اس لیے اب ان سے اخذ کیے ہوئے مسائل فقہیّہ پرعمل کرنا زمانے کی ترقی سے روکنے کا سبب ہے اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کو اب نئے سانچے میں ڈھالا جائے۔'' مگر اسلام کو نئے سانچے میں ڈھالنے کے معنیٰ چونکہ یہ ہوتے ہیں کہ فرائض اسلام میں اپنی رائے کو دخل دیا جائے اس لیے یہ ایک غلط اقدام ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اسلام کو پانچ چیزوں پر مبنی فرمایا ہے جن میں کلمہ کے بعد نماز ہی کو اوّلیت ہے۔ اس واسطے ارکانِ اسلام کو ایسے عزم کا شکار ہرگز نہیں بنانا چاہیے۔ لہٰذا اگر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز بھی ہے تو اسے نئے سانچے میں ڈھالنے کا عزم رکھنے والے جائز قرار دیں گے مگر ایسے حضرات کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ اصلاح نہیں ہے بلکہ اپنے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمانوں کو غضب الٰہی میں گرفتار کرنا ہے۔

دورِ حاضر کے ایک مفتی صاحب نے آلہ مکبر الصوت کے استعمال کی مخالفت میں لکھنے کے بعد شاید اپنی

کھال بچانے یا پھر اپنی مقبولیت کو باقی رکھنے کے لیے کچھ تائیدی دلائل بھی لکھ دیے گویا ع...... رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔ مثلاً انھوں نے لکھا ہے کہ حج کے موقع پر آدھی دنیا کے مسلمان مقامی حکومت کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھ رہے ہیں تو ایسے ابتلائے عام کے وقت اصول فتویٰ کا مقتضی یہی ہے کہ ائمہ وفقہاء کے کلام میں رخصت اورسہولت کے پہلو تلاش کیے جائیں اور جواز کے پہلو میں من وجہ کوئی ضعف بھی محسوس کیا جائے تو اسے نظر انداز کرکے فساد کے حکم سے گریز کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ مفتی موصوف لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں ناجائز تو مان رہے ہیں۔ مگر حکومت سے مرعوب ہیں اور اس کی خاطر جواز کے پہلو تلاش کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ مگر یہ غور نہیں کررہے ہیں کہ علمائے حق نے کسی زمانے، کسی دور میں حکومتوں کے عمل کی وجہ سے کسی غلط اقدام کو جائز بتانے کی کوشش کی ہی نہیں بلکہ صحیح مسلک کے نہ صرف پابند رہے ساتھ ہی عوام اور دین داری کی دعوے دار حکومتوں کو منوا کر بھی رہے۔ اسلام کو آج کل حق گو علماء اور مفتیوں کی ضرورت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ **مداھنت فی الدین** کا جذبۂ نامسعود اکثر ذمہ دار علماء اور مفتیوں میں پایا جارہا ہے۔ آج کے یہ مفت کے مفتی سوال نہیں بلکہ سائل کی جیب دیکھ کر فتویٰ دیتے ہیں۔ آج ہر کوئی مفتی بنا گھوم رہا ہے چاہے اس کی صلاحیت اور قابلیت ناقلِ فتویٰ سے زیادہ کی نہ ہو مگر وہ اپنے نام کے آگے مفتی ضرور لکھوائے گا۔ آج تو **معاذ اللہ** ایسے مفتی بھی پیدا ہوگئے ہیں جو حرام کو حلال اور حلال کو حرام بنانے میں بھی نہیں ہچکچاتے بس انھیں اپنی بریانی، مرغ مُسلّم اور موٹے نذرانے سے مطلب۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم مسلمانوں کو ایسے مفتیوں اور علماء سے محفوظ رکھے جو لمبی آستینوں والے یہودی ربّیوں کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ جس قوم کے علماء اور امراء گمراہ ہوجاتے ہیں تو اس قوم کو راہ راست پر لانا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں احکامِ اسلام کی خلاف ورزی جس طرح غیر ممالک بالخصوص عرب ممالک میں تیزی سے پھیل رہی ہے وہ قربِ قیامت کی دلیل ہے۔ عورتوں کی صف کا مردوں کی صف سے الگ اور پیچھے رہنے کا حکم صراحۃً اور احکام خدا و رسول میں تاکید کے ساتھ موجود ہے۔ اس کے باوجود عین حرمین شریفین میں مرد وعورت نماز کی صفوں میں مل جل کر نماز پڑھنے لگے ہیں۔ تو کیا آج ایسے عمل پر استدلال کیا جاسکے گا کہ ازروئے احکام اسلام پہلے زمانے میں عورت کے ہر دو بازو رہنے والے اور پیچھے والے جملہ تین مردوں کی نماز فاسد ہوا کرتی تھی مگر اب چونکہ دنیا ایڈوانس ہوگئی ہے اس لیے اب وہ مسائل باقی نہیں رہ سکتے، تو کیا اس سے فرشتے قائل ہوکر نماز کو قابلِ ثواب لکھ دیں گے؟ ہرگز نہیں۔ عورتوں کا مردوں کے ساتھ برابر سے نماز میں شامل ہونا آج کل ہمارے ملک کی ایک ایڈوانس ریاست کیرل میں بڑے

زور وشور سے ایک تحریک کی حیثیت سے چلایا جارہا ہے۔کل وہ دن بھی آسکتا ہے کہ روشن خیال خواتین کی یہی تنظیمیں حقوقِ نسواں اور آزادئ نسواں کے نام پر یہ مطالبہ بھی کر بیٹھیں کہ عورت کو امامت کرنے کا بھی حق مردوں کے برابر دیا جانا چاہیے۔اج کی نام نہاد عدالتیں جس طرح کے فیصلے کررہی ہیں انھیں دیکھتے ہوئے یہ کچھ بعید بھی نہیں ہے کہ عورتوں کی امامت کا معاملہ تسلیم کرلیا جائے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جس طرح ہمارے ملک میں آل ویمین پوسٹ آفس، آل ویمین بینک، آل ویمین کوآپریٹیو ادارے قائم ہیں اسی طرح خواتین کی کوئی تنظیم آل ویمین مسجد بھی قائم کردے یعنی ایسی مسجد جہاں صرف عورتیں ہی نماز پڑھائیں اور پڑھیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ دنیائے اسلام کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے۔آمین

فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ اگر نماز اس طرح ادا کی ہو کہ اس میں بعض وجہ جواز کی ہو اور بعض وجہ فساد کی ہو تو احتیاطاً فساد کا حکم دیں گے۔مگر اب تک میں نے لاؤڈ اسپیکر کی تائید کرنے والے جن جن حضرات سے بات کی ہے یا ان کی تحریریں پڑھی ہیں، ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح یہ ماننے والا پایا گیا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں شریک کرنے میں عدم جواز کا پہلو ضرور ہے۔حدیث مصطفےٰ **علیہ التحیۃ والثناء** میں ہے: جس چیز میں شبہ پڑے اس کو چھوڑ کر وہ اختیار کرلو جس میں شبہ نہ ہو۔ لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال جب کم سے کم نماز کو فاسد کرنے سے متعلق شبہ ڈالنے والا یقینی ہے تو حدیث مذکورہ کے مطابق اسے نماز میں استعمال نہ کرکے ایسی نماز کو کیوں نہیں اختیار کیا جاتا جس کے درست ہونے کے بارے میں کوئی شک کوئی شبہ کوئی شائبہ نہ ہو۔

حضرت حسن بصری **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** فرماتے ہیں کہ حرام کے ڈر سے بہت سے حلال چیزوں کو چھوڑ دینا تقویٰ ہے۔اس ارشاد کی روشنی میں یہ سمجھنا آسان ہوجاتا ہے کہ اگر لاؤڈ اسپیکر بفرض محال نماز میں جائز بھی قرار دے دیا جائے تو اس میں ناجائز پہلوؤں کے پائے جانے کی وجہ سے اسے ترک کردینا ہی تقویٰ ہے۔

لاؤڈ اسپیکر چونکہ غیر جنس ہونے کے علاوہ اس پر ازروئے فقہ ادائیگی نماز لازم نہیں ہے اور نہ یہ مصلّی ہوتا ہے اور نہ یہ کسی صورت جماعتِ نماز میں شامل ہونے والا بن سکتا ہے اس لیے اس کی مدد سے نماز پڑھنے کی تائید کرنا نمازوں کو فاسد کرنے کی کوششوں کے برابر ہے۔اور مقتدی جب نماز شروع کرنے سے پہلے یہ نیت کرتا ہے کہ میں اس امام کے تابع ہوکر نماز ادا کرتا ہوں تو وہ جب لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اتباع کرے تو کیونکر اس کی نیت بموجب امام کے ساتھ نماز ادا ہونے والی قرار پائے گی؟

آنحضرت ﷺ نے عبادت کا طریقہ حدیثِ احسان میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت تُو اس طرح

کرے گویا کہ تُو اسے دیکھتا ہے پس اگر (تجھ کو عبادت میں ایسی حالت حاصل ہے کہ تُو یہ سمجھ سکے کہ) تُو اس کو دیکھ نہیں سکتا ہے تو (یہ سمجھ کہ) بہ تحقیق وہ ربّ **سبحانہ تعالیٰ** تجھے دیکھتا ہے۔

مگر جب لاؤڈ اسپیکر نماز میں شریک کیا جاتا ہے تو اس مندرجہ بالا حدیث کے خلاف ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ امام صاحب لاؤڈ اسپیکر کے سامنے یہ سمجھ کر نماز پڑھانے لگتے ہیں کہ میری آواز لاؤڈ اسپیکر پر اثر انداز ہورہی ہے یا نہیں۔ نتیجتاً نماز میں اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹ کر امام و مقتدی کے خیالات لاؤڈ اسپیکر ہی سے وابستہ ہوجاتے ہیں۔شاید ایسی ہی حالت کے بارے میں اقبال نے لکھا ہے۔

تیرا امام بے حضور، تیری نماز بے سُرور
ایسی نماز سے گذر، ایسے امام سے گذر

ہوسکتا ہے کہ کچھ پیرانِ طریقت قسم کے امام صاحبان یہ کہیں کہ ہماری یہ کیفیت نہیں ہوتی تو وہ اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں۔ آج کے زمانے میں کوئی نماز میں ایسی یکسوئی کا دعویٰ نہیں کرسکتا جو یکسوئی اور خشوع و خضوع صحابہ کرام کو حاصل تھا۔ وہ دیکھئے **مولا علی مرتضیٰ کرم اللّٰہ وجھہ** کے پاؤں میں تیر آ لگا ہے اور اس طرح چبھا ہے کہ اگر نکالنے کی کوشش کی جائے تو جان جانے کا ڈر ہے۔سب پریشان ہیں کہ کیا کیا جائے۔ایسے میں خود شیرِ خدا سمجھاتے ہیں کہ ہم نماز پڑھنی شروع کرتے ہیں جب ہم سجدے میں جائیں، تیر کھینچ لینا۔ **سبحان اللّٰہ**، تیر کھینچ لیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے اس پیارے دلارے صحابی اور ہم سیّدوں کے باپ سیّدالسادات علی مشکل کشا **کرم اللہ وجھہ الکریم** بدستور نماز پڑھتے رہے۔

میں نے اکثر جلسوں میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ منبر پر (جسے عرف عام میں اسٹیج کہا جاتا ہے) دو لاؤڈ اسپیکر لگے ہوتے ہیں ایک اصل واعظ کے لیے، دوسرا ناظمِ جلسہ کے لیے۔ اب ہوتا یہ ہے کہ واعظ خوش بیان (خوش بیان سے زیادہ خوش الحان) اپنے جوش میں کوئی دینی نکتہ بیان کررہا ہے اور وہ نکتہ ناظرین و سامعین کی سمجھ میں آ بھی گیا تو وہ بے ساختہ **سبحان اللّٰہ** پکار اٹھتا ہے مگر اس پکارنے میں بھی ناظمِ جلسہ اس بات کا خیال ضرور رکھتا ہے کہ اس کا منہ مائیک کی سیدھ میں ہو۔

آج کل ٹیلی ویژن پر حرمین شریفین کی نمازیں دکھائی جاتی ہیں۔ رمضان شریف میں حرمِ مکہ سے تراویح بھی ٹیلی کاسٹ ہوتی ہے۔حرمِ مکہ میں امام کے آگے چھوٹے بڑے مائیک لگے ہوتے ہیں۔ مشاہدہ یہ ہوا کہ اچھے خاصے امام صاحب قرأت کررہے ہیں۔ قرأت ختم کرکے رکوع کی تکبیر بولتے وقت امام صاحب خاص طور سے

اپنا منہ مائیک کے قریب لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ رکوع سے اٹھتے وقت یہ کوشش اور بھی نمایاں انداز میں دہرائی جاتی ہے۔ ایک ماہر نفسیات سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ یہ ایک فطری امر ہے۔ جس طرح کھیل کے میدان میں جب کھیل کا آنکھوں دیکھا حال (کامینٹری) ٹیلی ویژن پر پیش کیا جاتا ہے۔ اس وقت تماشائیوں کو ذرا سا بھی احساس ہوجائے کہ ٹی وی کیمرے کا رخ ان کی طرف ہے، پھر دیکھئے وہ کیسی کیسی حرکتیں کرنے لگتے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ کیمرے کے سامنے وہ جو بھی حرکتیں کریں گے وہ ساری کی ساری ٹیلی ویژن کے اسکرین پر نظر آئیں گی۔ اسی طرح امام کے سامنے بحالت نماز جب لاؤڈ اسپیکر ہوتا ہے تو طبعاً امام کی توجہ مائیکرو فون پر مرکوز ہوجاتی ہے اور جس طرح بعض مقررین اپنی آواز کے نشر ہونے کوملحوظ رکھتے ہوئے خود کو مائیکروفون کا پابند بنائے رہتے ہیں اسی طرح امام صاحب بھی اس کی طرف اپنا منہ رکھنے کا التزام رکھتے ہیں اس طرح ان کا چہرہ لاؤڈ اسپیکر کی طرف ہوجاتا ہے اور نماز میں جس طرف چہرہ رہے وہی اس کا قبلہ بننا قرآن مجید سے ثابت ہے۔

اب آیئے کچھ باتیں لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں ہوجائیں۔

جناب ایم آر اے خان صاحب، بی ایس سی، اسپیشلسٹ ٹیلی کام ٹریننگ (جرمنی) کے الفاظ میں (ترجمہ انگریزی سے):-

لاؤڈ اسپیکر میں مقرر کی آواز

کہنے والے اور سننے والے کے درمیان تین بڑے وسیلے ہوتے ہیں۔ ایک مائیکروفون۔ دوسرا ایمپلی فائر۔ تیسرا لاؤڈ اسپیکر۔ مائیکروفون میں کرنٹ موجود رہتا ہے مگر وہ بہت کمزور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس قابل نہیں رہتا کہ لاؤڈ اسپیکر کو آواز کے بڑھانے میں مدد دے سکے۔ اس لیے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ایک اور آلہ استعمال کیا جاتا ہے جسے ایمپلی فائر کہتے ہیں جو مائیکروفون کے برقی کرنٹ کو لاؤڈ اسپیکر تک پہنچاتا ہے۔ جس سے آواز حسب منشاء اونچی ہوتی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے مخروط کے ارتعاش سے اس کے اطراف کی ہوا میں ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو ہوا میں سبب بنتا ہے ویسی ہی آواز کی تبدیلیوں کا انسان کے کانوں پر۔ اس طرح بولنے والے کے بول برقی رو میں مائیکروفون کے ذریعہ تبدیل ہوجاتے ہیں۔ اور یہ برقی رو ایمپلی فائر کی مدد سے بڑھ جاتی ہے اور ایمپلی فائر سے بڑھی ہوئی برقی رو لاؤڈ اسپیکر کو متاثر کرنے سے لاؤڈ اسپیکر میں ایسا ارتعاش پیدا ہوتا ہے جو سننے والے آدمی کے کانوں میں احساسِ آواز کا سبب بنتا ہے۔

مثال:- آواز (جو بولنے والے کے منہ سے) مائیکروفون میں داخل ہوتی ہے اور پھر وہ لاؤڈ اسپیکر (بھونپو) پر

دوبارہ پیدا ہوتی ہے۔ ان دونوں آوازوں میں تعلق اور مطابقت برقی گھنٹی کی مثال سے سمجھی جاسکتی ہے۔ وہ یہ کہ برقی گھنٹی کا (سسٹم یہ ہوتا ہے کہ) بٹن دروازے پر نصب ہوتا ہے اور اصل گھنٹی مکان کے اندر کسی مناسب مقام پر ہوتی ہے مگر جب بٹن دبایا جاتا ہے تو (اسی وقت بلاوقفہ) وہاں گھنٹی بجتی ہے اور جب بٹن پر سے ہاتھ ہٹا لیتے ہیں تو گھنٹی بجنا بند ہوجاتی ہے۔ اگر آپ بٹن کو دباتے اور چھوڑتے رہیں تو گھنٹی بھی اسی طرح وقتی مناسبت کے ساتھ بجتی بند ہوتی رہے گی۔ لہٰذا اب یہ سوچنا غلط ہوگا کہ اس برقی سسٹم میں راست (ڈائرکٹ) یا بلاواسطہ ہاتھ سے گھنٹی بجائی جارہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہاتھ کا عمل تو بٹن پر ختم ہوجاتا ہے لیکن جو آواز بجتی ہوئی گھنٹی میں پیدا ہوتی ہے وہ گھنٹی کے اندر برقی ترکیب کا نتیجہ ہوتی ہے جو برقی کرنٹ اور تاروں کی مدد سے عمل کررہی ہے۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر میں بھی اصل آواز مائیکروفون پر ختم ہوجاتی ہے لیکن برقی تار، برقی قوت، برقی ترکیبیں (جو مائیکروفون اور لاؤڈ اسپیکر میں ہوتی ہیں) ایک ایسی مشابہ آواز کو دوبارہ پیدا کرتی ہے جو اصلی آواز کی پوری نقل ہوتی ہے۔''

(دی اسٹوری آف دی آرٹی فشل وائس۔ مطبوعہ پاکستان)

جس طرح اس مثال سے یہ واضح ہوتا ہے کہ بٹن پر انگلی کے دباؤ کی حرکت کا اثر برقی تاروں کو متحرک کرکے گھنٹی کے بجنے کی حرکت کا سبب بنتا ہے اسی طرح یہ واضح ہوگیا کہ انسانی آواز کا مائیکروفون کے مشینی نظام پر اثر بھی لاؤڈ اسپیکر کے مشینی نظام کو حرکت میں لاکر لاؤڈ اسپیکر سے آواز نکلنے کا سبب ہوتا ہے نہ کہ آواز خود آگے بڑھتی ہے۔ پس بٹن پر انگلی کا دباؤ اور اس کی وجہ سے گھنٹی میں پیدا ہونے والی آواز جیسے ایک نہیں ہوسکتی ویسے ہی انسانی آواز اور اس کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز بھی ایک نہیں کہی جاسکتی۔

پست آواز کو بلند کرنا اسی وقت ہوسکتا ہے جبکہ اس کے الفاظ کو بھی دوہرایا جائے۔ کہنے والے کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ لاؤڈ اسپیکر کے اندر دوہرائے جانے کے عمل سے متاثر ہوکر اونچی آواز میں سُنے جانے کے قابل بنتے ہوئے نکلتے ہیں۔ چنانچہ لاؤڈ اسپیکر کے سسٹم میں اس کے وقوع پذیر ہونے کی تصدیق اس عمل کے لیے اہل سائنس کی اصطلاح آواز کے متعلق ری پروڈکشن یعنی از سرنو پیدائش سے شروع ہوجاتی ہے۔ کیونکہ لاؤڈ اسپیکر سسٹم میں اگر الفاظ کی دوبارہ پیدائش نہ ہوتی تو سائنس داں اس کے لیے ایسی اصطلاح ہرگز نہ بناتے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ مائیکروفون پر کہنے والے کی آواز دوبارہ پیدا ہوکر لاؤڈ اسپیکر سے نکلتی ہے تو وہ آلے کی یعنی غیر انسانی آواز ہوتی ہے لہٰذا ازروئے فقہ چوں کہ نماز میں امام کی پیروی کے بجائے آلے یعنی غیر انسان کی پیروی ہوتی ہے جو مفسدِ نماز ہے اس لیے لاؤڈ اسپیکر پر نماز ادا کرنا یقیناً ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا وضاحت کے بعد یہ بھی ثابت ہوجاتا ہے کہ ایک نماز میں اس کی وجہ سے دو قرأتوں کا جمع ہونا لگتا ہے۔ یک تو وہ قرأت جو امام کے منہ سے سنی جاتی ہے دوسری وہ آوازِ قرأت ہے جو لاؤڈ اسپیکر سے سنی جاتی ہے جسے ایسے مقام پر رہ کر تمیز کیا جاسکتا ہے جہاں امام کے منہ سے نکلی ہوئی آواز اور لاؤڈ اسپیکر والی آواز بھی آیا کرتی ہو۔ **ابن الھمام** نے فرمایا ہے کہ ایک نماز میں دو قرأتیں مشروع نہیں ہیں اور اس صورت میں تو دونوں بالجہر ہی ہوتی ہیں۔ لوگ حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ میں ہونے والی مائیکروفونی نماز کی مثال دیتے نہیں تھکتے۔ مگر ذرا یہ تو بتائیں کہ ہمارے ملک کے شہری اور دیہی علاقوں میں کتنی مسجدیں ایسی ہیں جہاں حرمین شریفین کی مانند کمپیوٹرائزڈ مائیکروفونی نظام موجود ہے۔ اگرچہ حرمین شریفین کا پبلک ایڈریس سسٹم بھی خامیوں سے پاک نہیں کہا جاسکتا۔ مائیکروفون سے آواز ایمپلی فائر میں جارہی ہے اور وہاں برقی نظام کے تحت اسے بڑا کیا جارہا ہے۔ پھر ایمپلی فائر اس بڑھائی ہوئی آواز کو لاؤڈ اسپیکر یعنی ان اسپیکروں تک پہنچا رہا ہے جو جابجا لگے ہوئے ہیں ان میں کوئی اسپیکر چھوٹا ہے کوئی بڑا اور اس چھوٹائی بڑائی کے حساب سے ہی ان کی آواز بھی ہوتی ہے۔ ساؤنڈ انجینئرنگ کے ضابطے کے مطابق ان اسپیکروں میں سے نکلنے والی آواز ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور یہ اختلاف اتنا نفیس ہوتا ہے کہ انسانی قوت سامعہ اسے آسانی سے پہچان نہیں سکتی۔ مگر یہ طے ہے کہ اگر ہزار اسپیکر لگے ہیں تو ان میں سے ہزار آوازیں نکلیں گی اور ان میں تھوڑا تھوڑا فرق ضرور ہوگا۔ اب جب یہ فرق موجود ہے تو ثابت ہوگیا کہ امام کی آواز مختلف ہے اور اس کی آواز کو بڑھا کر نشر کرنے والے لاؤڈ اسپیکروں کی آوازیں مختلف۔ اس طرح امام کی ایک قرأت کے ساتھ ساتھ لاؤڈ اسپیکروں سے نکلنے والی ہزاروں قرأتیں بھی چل رہی ہیں جو بحکم شرع نماز کو فاسد بنانے کے لیے کافی ہیں۔ ہمارے یہاں کے لاؤڈ اسپیکروں میں تو یہ فرق اور بھی نمایاں پایا جاتا ہے بلکہ کبھی کبھی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں لگے چار لاؤڈ اسپیکروں میں سے تین کام کررہے ہیں اور چوتھا صرف سیٹیاں بجارہا ہے یا اور طرح کی آوازیں نکال رہا ہے۔

ایک بار مجھے یہ معلوم ہوا کہ ایک مسجد میں ایسا مائیک لگایا گیا ہے جو امام کے آگے نہ رکھ کر اس کے گریبان سے منسلک کردیا جاتا ہے اس طرح امام کو بحالت نماز خصوصی طور سے مائیک کی طرف اپنا منہ کرنے کی قبیح عادت سے نجات مل گئی ہے۔ چونکہ یہ ایک نئی چیز تھی اس لیے ہم نے اس کا جائزہ لینے کا ارادہ کیا اور اس مسجد میں عین جماعت کے وقت پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ امام کے گریبان میں ایک چھوٹا سا مائیک لگا ہوا ہے جو ایک باریک لمبے تار کے ذریعے ایمپلی فائر سے منسلک ہے۔ ایجاد یقیناً لاجواب تھی۔ ایسے مائیک کو کنڈینسڈ مائیک کہتے ہیں۔

امام صاحب بہت اچھی قرأت کررہے تھے قرأت ختم ہوئی اور وہ رکوع میں گئے پھر رکوع سے اُٹھے اور سجدے کی تکبیر بلند کی۔ سجدے میں جانے سے پہلے امام صاحب نے پہلے اپنا جبہ سمیٹا پھر مائیک کے باریک لمبے تار کو کھینچ کر اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان لائے اور تار کو تھامے ہوئے سجدے میں گئے۔ ایسا لگتا تھا کہ انھیں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں تار ان کے پاؤں میں نہ الجھ جائے۔ اب رکوع اور سجدے کے درمیان امام صاحب نے جو یہ فاضل حرکتیں کیں وہ ارکانِ نماز کے کس خانے میں فٹ کی جائیں گی۔ ہمارے حساب سے تو امام صاحب کی یہ حرکتیں انھیں نماز سے خارج کرنے کے لیے کافی تھیں۔ اب بے چارے مصلیوں کو کیا خبر کہ امام صاحب نے ان کی نمازوں کو مائیکروفون کی قربان گاہ پر الٹی چھری سے حلال کردیا ہے۔

فقہی مسئلہ ہے کہ اگر کسی نے سِرّی نماز جیسے ظہر میں اس طرح پڑھا کہ صرف خود ہی سنا تو بالاتفاق جائز ہے۔ (**عین الهدایه**، جلد اوّل، صفحہ ۴۱۸) یعنی اس پر سجدہ سہو لازم نہ ہوگا اور اگر صف اوّل کا مقتدی بغیر موانع کے سن سکتا ہو تو بالاتفاق جہر ہے یعنی ایسا پڑھنا سِرّی نماز (یعنی وہ نماز جس میں قرآن مجید آہستہ آواز میں پڑھا جانا واجب ہے) میں ترک واجب کا سبب ہونے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے مگر جب ایسی سِرّی قرأت نماز میں مائیکروفون کے بہت قریب اور سامنے ہو تو لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے تمام مقتدی دور دور تک بھی سن سکتے ہیں جس کی وجہ سے وہ شرعاً اگرچہ سِرّی قرأت ہی رہتی ہے مگر لاؤڈ اسپیکر اسے باطل کرکے جہر میں تبدیل کرڈالتا ہے۔

انسان کی اصل آواز اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز کا فرق

ایم آر اے خان لکھتے ہیں: اس آواز کی رفتار جو برقی رو کی مدد سے پہنچا کرتی ہے (جیسا کہ لاؤڈ اسپیکر میں ہوتا ہے) اصل آواز کی لہروں کی رفتار سے کئی گنا زیادہ ہوتی ہے اس لیے کہ اگر مائیکروفون لاؤڈ اسپیکر سے بہت دور فاصلے پر موجود ہو تو بھی آواز کی دوبارہ پیدائش اصل آواز کے ساتھ ہی بیک وقت ہوتی ہے یعنی کہنے والے کی آواز نکلتے ہی فوری اتنی دور تک پہنچ جاتی ہے بخلاف اس کے اصل آواز کی لہروں کو یہی فاصلہ طے کرنے کے لیے اس سے بہت زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے۔ (اصل آواز سننے کے لیے مصنوعی ذرائع کی ضرورت نہیں ہوتی اور لاؤڈ اسپیکر سسٹم کا کوئی جزء یعنی مائیکروفون ایمپلی فائر یا لاؤڈ اسپیکر فیل ہو جائے یا برقی سپلائی منقطع ہوجائے تو اصل آواز کی دوبارہ پیدائش نہیں ہونے پاتی۔ مگر اس کے باوجود بعضوں کے یہ لکھنے پر حیرت ہوتی ہے کہ متکلم سے سامع تک آواز پہنچنے کے لیے ہوا کی موجوں کی بجائے برقی موجیں کام کرنے سے کیا اثر پڑسکتا ہے۔ مگر ایسا بولنے والوں کو سوچنا چاہیے کہ شریعت ہو یا اور کوئی قانون، ہر ایک میں اس قسم کے فرق کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا

جاسکتا۔ چنانچہ قرآن و حدیث ہی کے تحت ائمہ کرام نے جس فقہ کو مرتب کیا ہے اس میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ صدائے بازگشت سے سجدہ تلاوت سنا جائے تو سننے والے پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ عالم گیری، باب سجدہ تلاوت) حالانکہ انسان سے راست آیتِ سجدہ سننے پر جس طرح سجدہ واجب ہوا کرتا ہے ویسا ہی صدائے بازگشت سے بھی سننے سے سجدہ واجب ہونا چاہیے تھا۔ جب ایسا نہیں ہے تو خود یہ ثابت ہوگیا کہ فقہی احکام لحاظ سے موجوں میں تبدیلی واجب کو غیر واجب بنا دیتی ہے اور حکم کو بدل دینے کے سبب فرق پایا جانا بھی ہوتا ہے۔ اور زیر بحث مسئلے میں قدرتی موجوں اور برقی موجوں کا فرق جب موئیدین مائیکروفون بھی تسلیم کرتے ہیں تو پھر ان دونوں موجوں کو ایک سمجھ کر نماز کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ جائز قرار دینا غلط استدلال کو ثابت کرتا ہے۔ علاوہ ازیں لاؤڈ اسپیکر میں آواز کا متغیر ہونا خود اسے نمایاں کررہا ہے کہ ان موجوں کے فرق سے کیا اثر پڑ رہا ہے۔

مسٹر ایل کینوٹ، کولمبو پلان ایکسپرٹ (ٹیلی کام، آسٹریلیا) لکھتے ہیں:-"اور عمدہ سے عمدہ ایمپلی فائر، لاؤڈ اسپیکر سسٹم سے نکلی ہوئی آواز نقلی طور پر پیدا شدہ آواز ہونے کے علاوہ چند ایسی خصوصیات سے بھی محروم ہوتی ہے جو اصل آواز میں پائی جاتی ہیں۔ (جن کے بیان کے لیے) الفاظ نہیں ہیں بلکہ اسے صرف ذوق سلیم ہی معلوم کرسکتا ہے۔"

اور اب تو کمپیوٹر کا دور ہے۔ آج ایسے بھی لاؤڈ اسپیکر ایجاد ہو چکے ہیں جو کہنے والے کی زبان کے الفاظ کو ہی نشر نہیں کرتے بلکہ اس کے ترجموں کو کسی مترجم انسان کے بنا خود بخود مختلف زبانوں میں بلا وقفہ سناتے ہیں۔ اس سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ آلے کی آواز کہنے والے سے یقیناً الگ ہوتی ہے۔

مسٹر ایل کینوٹ سے پوچھا گیا: جب آدمی مائیکروفون پر بولتا ہے تو اس کی آواز لاؤڈ اسپیکر سے دوبارہ پیدا ہوتی ہے مگر کیا لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز اسی آدمی کی آواز سمجھی جاسکتی ہے؟ انھوں نے جواب دیا: میری رائے میں لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز آدمی کی اصل آواز نہیں سمجھی جاسکتی۔ اصل بول سے پیدا شدہ آواز کا ارتعاش مائیکروفون کے پردے پر دباؤ ڈالتا ہے جو ایمپلی فائر اور لاؤڈ اسپیکر سسٹم کو اس طرح کنٹرول کرتا ہے جس سے اصلی آواز کی قابل شناخت نقل پیدا ہوسکے۔ از سرنو پیدائش یعنی ری پروڈکشن کی یہ اصطلاح جو عام طور پر اس آلے کے لیے کہی جاتی ہے اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آلہ آواز پیدا کرتا ہے نہ کہ اصل بول کو منتقل کرنے کا کام۔

ایک اور محقق سی ڈبلیو سی رچرڈ، کولمبو پلان ایکسپرٹ لکھتے ہیں: میری سوچی سمجھی ہوئی رائے ہے کہ یہ آواز جو لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی ہے آدمی کی اصلی آواز نہیں سمجھی جاسکتی اور جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے سنی جاتی ہے آدمی کی آواز سے مشابہ ہوتی ہے اور یہ مشابہ آواز بالکل نقلی ہے۔ برقی میکانکی نظام سے جو آواز نکلتی ہے وہ خود نتیجہ ہوتی

ہے ہوا کے دباؤ کے اُتار چڑھاؤ کا جس سے آواز کی سماعت کا احساس ہوتا ہے۔ اور یہ آواز انسانی آواز سے قطعاً راست تعلق نہیں رکھتی۔ انتہائی قانونی بنیاد پر بغیر کسی پس وپیش کے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے نکل رہی ہے وہ (مائیکروفون پر بولنے والے) آدمی کی اصل آواز نہیں ہے۔

غرانا داٹی وی نیٹ ورک لمیٹیڈ، مانچسٹر کے مسٹر آر ایچ ہانس لکھتے ہیں: یہ میری فنی رائے ہے کہ جو آواز لاؤڈ اسپیکر سے نکلتی ہے اور خطاب عام (پبلک ایڈریس) کے لیے رائج ہے اس سے نکلی ہوئی آواز آدمی کی اصل آواز نہیں سمجھی جاسکتی۔ اور سوائے اس کے اس میں کچھ نہیں ہے کہ یہ اصل آواز سے بہت قریبی مشابہت رکھتی ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو آدمی کی اصل آواز سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کسی تصویر کی حقیقی نقل کو اصل تصویر (یعنی منقول عنہ) سمجھ لینا۔ اس مثال سے یہ مفہوم بھی واضح ہوجاتا ہے کہ جس طرح مصور کا تصویر دیکھ کر مطابق اصل تصویر اتارنا راست نہیں ہوتا بلکہ اس سلسلے میں مصور کی نظر، اس کی دماغی صلاحیت اور ہاتھوں کا قابو میں رہنا وغیرہ یا کیمرے کو تصویر لینے کے قابل حالت میں لانا مطابق اصل تصویر کے لیے بمنزلہ ذرائع کے ہے اسی طرح لاؤڈ اسپیکر سے انسان کی آواز کا آنا بھی چونکہ اسی طرح کے متعدد ذرائع سے ہوتا ہے جو خارج میں ہوتے ہیں اس لیے ان کے ذریعے نماز کی ادائیگی ازروئے فقہ ناجائز ہے۔

مذہبی احکام قدرتی وسائل ہی کی بناء پر فرض واجب سنت ومستحب یا مکروہ اور حرام ہوتے ہیں نہ کہ مصنوعی ذرائع کی بنیاد پر۔ جیسے سادہ پانی سے وضو کی بہ نسبت مقطّر پانی ثواب میں تھوڑی سی زیادتی تک کا سبب قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اور کوئی مذہب حقہ مصنوعی ذرائع و اندرون عبادت استعمال کرنے پر کسی طرح سے مجبور نہیں کرتا۔ خصوصاً دینِ محمدی میں تو ہر موقع پر بشری استطاعت ہی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ تو پھر مصنوعی ذرائع سے انجام پانے کو کیسے اہمیت دی جاسکتی ہے باوجود اس کے آج کل کے بعض مسلمان خواہ مخواہ اپنی نمازوں کو مصنوعی ذرائع کا پابند بنائے دے رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوجائے گا کہ اگر آج لاؤڈ اسپیکر پر ادائیگی نماز کو باوجود مصنوعی ہونے کے جائز کہا جائے گا تو کل اسی اساس پر روبو (مشینی آدمی) کو بطور امام بھی استعمال کرنے کے لیے یوں تطبیق دی جانے لگے گی کہ لاؤڈ اسپیکر سے جس طرح انسانی آواز آتی ہے اسی طرح روبو سے بھی نہ صرف ہو بہو انسان ہی کی حرکات سرزد ہوتی ہیں بلکہ امامت کے لیے انسان سے یہ بہتر ہے کہ مشین سے نماز میں کسی قسم کی بھول چوک اور سہو کا شائبہ تک نہیں رہتا۔ ترقی یافتہ ملکوں میں تو روبو بھاری ٹریفک کنٹرول کرتے ہیں، بڑی بڑی فیکٹریوں کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور وہ بھی انسان سے زیادہ مستعدی اور درستی کے ساتھ۔

میں نے خود اپنی آنکھوں سے ۱۹۹۴ء کے سفرِ حج کے دوران ایک عجیب منظر دیکھا۔ میں اپنے ٹور آپریٹر جعفر برکاتی کے ساتھ مدینہ منورہ کی سبزی منڈی کی طرف جا رہا تھا۔ راہ میں مغرب کی اذان ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ قالینوں کی ایک دوکان پر ایک عرب اپنے ایشیائی ملازم کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھ رہا تھا۔ سامنے ٹی وی چل رہا تھا اور ٹی وی پر حرمِ نبوی کی نمازِ مغرب نشر ہورہی تھی اور وہ دونوں اس کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر یہی حالت رہی تو ایک دن وہ آئے گا جب بازار میں ہر نماز کے ویڈیو کیسٹ ملنے لگیں گے۔ مسجد کے متولیوں کو اماموں کے نخرے برداشت کرنے سے نجات مل جائے گی۔ امام اور اس کے کنبے کی رہائش کا انتظام، امام کی آئے دن کی چھٹی کا جھمیلا، امام کے کھانے کا انتظام وغیرہ وغیرہ ان سب جھنجھٹوں سے ٹرسٹیوں کو چھٹکارا مل جائے گا۔ بس انھیں اتنا کرنا ہوگا کہ محراب کے اندر ایک بڑا سا ٹی وی لگوادیں گے اور ویڈیو کیسٹ پر جماعت ہوا کرے گی۔ مسجد میں اندر باہر ٹی وی سیٹ لگادیے جائیں گے تاکہ اقتدا درست ہو۔

علامہ محمد جلال الدین حسامی، حیدری آبادی نے کئی برس قبل مائیکروفونی نماز کے موضوع پر ایک کتاب لکھی تھی جس میں بڑے مبسوط انداز میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کا نظریہ پیش کیا تھا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

''لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے اور اسے نماز میں آواز اونچی کرنے کی غرض سے استعمال کرنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں جب میں نے غور کرنا شروع کیا اور یہ چاہا کہ قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت ملے جس سے اس زیرِ بحث مسئلے کے بارے میں یکسوئی اور پوری پوری تشفی بخش ہدایت حاصل ہوسکے تو مجھے ارشاد باری تعالیٰ: **ولا تجهر بصلتك ولا تخافت بها وابتغ بين ذلك سبيلا** یعنی آواز بلند نہ کرو اپنی نماز میں اور نہ بہت آہستہ پڑھو اور (ان) دونوں کا درمیانی اختیار کرو (پارہ ۱۵، رکوع ۱۲) یاد آگیا جس کے اندر صاف صاف الفاظ میں نہ صرف آواز کو پست کرنے اور بہت اونچی کرنے سے متعلق آگاہ فرمایا گیا ہے بلکہ یہ وضاحت بھی فرمادی گئی ہے کہ نماز کے اندر آواز کس قدر رہنی چاہیے جس کے بعد میرے یقین میں اضافہ ہوا کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نزول قرآن کے تقریباً چودہ سو برس بعد ہورہا ہے اور زیرِ بحث آرہا ہے مگر کلام الٰہی میں اس سے متعلق بھی ایسا ہی واضح حکم موجود ہے گویا آج کے حالات ہی کے لیے آیت نازل فرمائی گئی ہے۔''

اب میں ان تحقیقات کو پیش کررہا ہوں جو اصل آواز کی گونج اور لاؤڈ اسپیکر سے نکلنے والی آواز کے بارے میں کی گئی ہیں۔

مسٹر ایل کینوٹ سے سوال کیا گیا کہ کیا لاؤڈ اسپیکر سے دوبارہ نکلی ہوئی آواز کا اصل آواز کی گونج کے ساتھ

باعتبار اصلیت مقابلہ کیا جاسکتا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: میری رائے میں ان دونوں کے مقابلے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لیے کہ گونج اصل آواز کی کہیں زیادہ بہتر نقل ہے اس دوبارہ پیدا شدہ آواز سے جو لاؤڈ اسپیکر سے نکلتی ہے۔ ایک اچھی گونج کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس میں اصل آواز کی تقریباً پوری خصوصیت موجود ہیں اور فنی اعتبار سے اس کو اصل آواز ہی سمجھا جاسکتا ہے جس کی صرف سمت بدل گئی ہو۔ (یعنی اصل آواز وہ ہوتی ہے جو کسی چیز سے ٹکرانے کے بغیر کانوں میں داخل ہوتی ہے اور ٹکرا کر واپس آنے والی آواز گونج کہلاتی ہے)

(ماخوذ از دی اسٹوری آرٹی فیشل وائس)

لاؤڈ اسپیکر سے دوبارہ پیدا شدہ آواز اور گونج میں فرق کی وضاحت کرتے ہوئے جناب ایم آر اے خان صاحب لکھتے ہیں: آواز کی لہریں فضا میں بڑھتے ہوئے حلقوں کی شکل میں پھیلتی ہیں۔ اس آواز کا اثر کانوں پر اس وقت ہوتا ہے جب آواز کی لہر کان کے پردے سے راست ٹکراتی ہے۔ اس وقت آواز کی کچھ لہریں آگے کی طرف پھیلتی رہتی ہیں اگر ان کے پھیلنے کے راستے میں کوئی رکاوٹ آجائے تو وہ اس سے ٹکرا کر پلٹ جاتی ہیں اور آواز کی یہ پلٹتی ہوئی لہریں ابتدائی اصل لہروں سے کچھ وقفے کے بعد کانوں تک پہنچتی ہیں۔ اس پلٹی ہوئی آواز کو گونج کہا جاتا ہے۔ یہ گونج اصل آواز سے راست متعلق ہوتی ہے اور اس کی وہی رفتار ہوتی ہے جو اصل آواز کی رفتار ہوا کرتی ہے۔

فرق: لاؤڈ اسپیکر کی آواز پلٹی ہوئی آواز نہیں ہے بلکہ اصل آواز کی دوبارہ پیدا شدہ آواز ہے جو برقی رو اور لاؤڈ اسپیکر کے پردے کے ارتعاش کی وجہ سے وجود میں آیا کرتی ہے۔

اسی موضوع پر سی ڈبلیوسی رچرڈیوں رقم طراز ہیں؛ گونج میں اور آدمی کی اصل آواز میں محدود تعلق ہوتا ہے اس لحاظ سے آدمی کی اصل آواز اور لاؤڈ اسپیکر سے نکلی ہوئی آواز میں کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

فتاویٰ نظامیہ میں لکھا ہے کہ گراموفون اور صدائے کوہ یا پرندہ وغیرہ غیر ذی روح اور غیر ذی عقل سے اگر آیتِ سجدہ سُنی جائے تو سجدہ لازم نہیں آتا۔ **خلاصہ** کے **باب السجدہ** میں ہے: اور اگر سنے سجدہ کی آیت کو اس آواز سے جو کنویں یا پہاڑ کی گونج سے واپس آتی ہے تو اس سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور **فتاویٰ عالمگیری باب السجدۃ التلاوت** میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے جانور سے آیت سجدہ سنی تو وہ سجدہ واجب نہ ہوگا۔

یہاں ایک نکتہ اور قابل غور ہے۔ قرآن عظیم میں یا احادیث اور مسائل فقہیہ میں کہیں یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ نماز میں قرآن اس طرح پڑھا جائے کہ سارے مقتدی سن سکیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ **واذا قری القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلكم ترحمون.** اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی (قرأت) کی طرف کان

لگادیا کرو اور خاموش رہا کرو امید ہے کہ تم پر رحمت ہو۔ (پارہ ۹ رکوع ۱۴) اس آیت میں **فاستمعوا** یعنی کان لگا کر سنا کرو و **انصتوا** یعنی اور خاموش رہو سے یہ بتلایا گیا ہے کہ قرآن مجید پڑھے جانے کے وقت ہر ایک کا اسے سننا ہی لازم نہیں ہے بلکہ جن کو سننے آئے وہ تو اس طرف کان لگائیں اور جنھیں نہ سننے آئے وہ خاموش رہیں۔

اگر قرآن مجید کی تلاوت کا سننا ہر ایک مقتدی کے لیے ضروری ہوتا تو اللہ تعالیٰ صرف **فاستمعوا له** ہی کا حکم فرماتا کیوں کہ جو شخص کان لگا کر سنتا ہے وہ خاموش بھی ضرور رہتا ہے آیت میں سننے اور خاموش رہنے کا الگ الگ حکم اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ قرأت قرآن کے وقت نہ سننے والے کا خاموش رہنا بھی ثواب کا مستحق بناتا ہے۔ الغرض اس آیت میں جب ہر دو طرح کے لوگوں کو مستحق رحمت ہونے میں برابر قرار دیا گیا ہے تو پھر کیوں خواہ مخواہ سنانے ہی کے لیے لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں شریک کرنے پر زور دے کر **التزام ما لا یلتزم** یعنی غیر لازم کو لازم کرنے والے بن کر احکامِ شرعیہ میں اضافہ کرنے کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں نماز میں لاؤڈ اسپیکر کو شریک کرنے سے حکم الٰہی و **انصتوا** یعنی خاموش رہو کی خلاف ورزی اس طرح صادق آتی ہے کہ بسا اوقات لاؤڈ اسپیکر سے بحالت نماز اثنائے قرأت میں بھی بے تکی آوازیں اور سیٹیاں آنے لگتی ہیں جیسا کہ میں نے اپنا ذاتی تجربہ شروع میں پیش کیا۔ یہ بے ہنگم آوازیں اور سیٹیاں شور وغل کے مماثل اور سکوت وتوجہ کے منافی ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ایمان داروں کی نماز نہیں رہتی بلکہ کافروں جیسی عبادت بن جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے بارے میں فرمایا ہے: **وما كان صلاتهم عند البيت الامكاء و تصدية فذوقوا العذاب بما كنتم تكفرون .** یعنی اور ان (کافروں) کی نماز خانہ کعبہ کے نزدیک صرف یہ تھی سیٹیاں بجانا اور تالیاں بجانا پس اس عذاب کا مزہ چکھو اپنے اس کفر کے سبب۔ (پارہ ۹ رکوع ۱۸)

علاوہ ازیں ازروئے فقہ نماز میں ایسی آوازیں جن سے حروف نہ پیدا ہوں کراہت کا باعث بنتی ہیں اور جب حروف پیدا ہوں تو مفسد نماز ہوجاتی ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر سے بے حروف والی آوازیں بھی نکلتی ہیں اور حروف والی ایسی آوازیں بھی نکلتی ہیں جو امام کی قرأت میں نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں استعمال نماز کو مکروہ اور فاسد کرتا ہے لیکن پھر بھی جو لوگ لاؤڈ اسپیکر کو شریک نماز کرتے ہیں وہ ان وجوہ کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تلاوتِ قرآن میں اور وہ بھی بحالتِ نماز خلل پیدا کرنے کے باعث بنتے ہیں اور اس سے وہی حالت پیدا ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ **وقال الذين كفروا لا تسمعوا لهذ القرآن والغوا فيه لعلكم تغلبون .** یعنی اور یہ کافر (باہم) یہ کہتے ہیں کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اگر (یہ پیغمبر سنانے لگیں تو)

اس کے بیچ میں غل مچادیا کرو شاید (اس تدبیر سے) تم ہی غالب رہو۔ (پارہ ۲۴ رکوع ۱۸)

قرأت امام سے مقتدیوں کی آگاہی کو نماز کی درستی کے سلسلے میں دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امام صرف اس لیے مقرر ہوا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے (جس سے یہ بتلایا جارہا ہے کہ امام سے مقتدیوں کو صرف وہی معلوم ہوتا رہے جس کے اندر اقتدا کی جانی چاہیے اس لیے کہ اس کے بعد ان امور کی تفصیل بتائی گئی ہے جن کو مقتدیوں کا امام کے ساتھ کرنا لازم ہے اور وہ یہ ہیں کہ) جس وقت امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو، وہ رکوع کرے تم بھی رکوع کرو، وہ رکوع سے سر اٹھائے تم بھی سر اُٹھاؤ وہ **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** کہے تو تم **ربنا ولک الحمد** کہو اور جب وہ سجدہ کرے تم بھی سجدہ کرو۔ اسی واسطے جماعت کثیرہ کے وقت مکبر مقرر کیے جاتے ہیں جن کے عوض لاؤڈ اسپیکر کا استعمال اس لیے بھی جائز نہیں بن سکتا کہ ان ارکانِ نماز کے علاوہ قرأت امام کو بھی نشر کرتا ہے جو اس لیے غلط ہے کہ اگر امام کا نماز میں مقرر کرنا سب مقتدیوں کو قرآن سنانے کی غرض سے ہوتا تو مصطفیٰ جان رحمت ﷺ امام کے تعین کے اغراض میں قرأت قرآن سننے کا ذکر بھی فرمادیتے۔ جب صاحب شریعت خود اسے نہ امام کے لیے مقرر کرتے ہوں نہ مقتدی کے لیے تو موئیدین کا اسے یعنی قرآن سنانے کو مقرر کرلینا کہاں تک مناسب ہوسکتا ہے۔

شرائط نماز میں تکلفات کا بڑھنا نماز کی ادائیگی کو متاثر نہیں کرتا مگر شطر نماز (یعنی جزء نماز) میں تکلفات کا اضافہ مثلاً قرأت قرآن میں یا امام کی اقتدا کے لیے غیر مشروع لاؤڈ اسپیکر کا شریک کرلیا جانا نماز کو اس لیے فاسد کرتا ہے کہ وہ اس کے جزء کو موئیدین ایسی آیاتِ قرآنی کو نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کرنے کی تائید سے متعلق سمجھ کر بطور استدلال پیش کرتے ہیں جن میں ایسی چیز کو اپنے لیے ناجائز کرلینے سے منع فرمایا گیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پہلے سے حلال فرمایا تھا۔ جیسے آیت **یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک** یعنی اے محبوب جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے آپ اس کو اپنے اوپر کیوں حرام فرماتے ہیں۔ (پارہ ۲۸ رکوع ۱۹) مگر کون بتائے ایسوں کو کہ دوران نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال مسائل نماز کی بناء پر پہلے سے کب جائز قرار پاچکا تھا جو اس طرح کی آیات کو پیش کرکے لاؤڈ اسپیکر کو نماز کے اندر ناجائز قرار دینے سے روکا جارہا ہے۔

موئیدین یہ بھی کہتے ہیں کہ آج کل کے بدلے ہوئے حالات کے پیش نظر نماز میں لاؤڈ اسپیکر شریک کیا جانا چاہیے۔ اس طرح کا قول مہمل ہے اس لیے بھی کہ وہ چیز الگ ہیں جنہیں حالات کی تبدیلی کے سبب بدلا جاسکتا ہے مگر نماز ان میں سے نہیں ہے اس لیے کہ اس کا کوئی جزء ایسا نہیں ہوسکتا جس میں تصرف کو حالات کی

تبدیلی کی وجہ سے درست سمجھا جاسکے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا طریقۂ نماز کُل کا کُل بالکل یادگاری نوعیت رکھتا ہے اس لیے اس میں ایجادات کو شریک کرنے کی ابتداء کرنا اپنے رسول کی نماز کے طریقہ ادائیگی کو مٹانے کے گناہ عظیم کا مرتکب بناتا ہے۔ ائمہ فقہ کے اجتہاد پر غور کیا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر مسئلے میں خصوصاً عبادات میں اس کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ طریقۂ رسول پر ہی عمل رہے پھر چاہے وہ معاملہ **رفع یدین** ہو یا آمین بالجہر یا **قنوتِ نازلہ** وغیرہ کا۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ فقہ میں سے ایک کے مقلدین میں مشترکہ طور پر وہ ساری حرکاتِ نماز زیرِ عمل ہیں جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں۔

صحابۂ کرام کے ایسے اقوال و احوال سے کتابیں بھری پڑی ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایسے تغیر کو قابلِ ترک سمجھنا چاہیے جو فعل مصطفیٰ ﷺ میں پیدا کیا جانے لگے۔ حضرت انس بن مالک **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کے پاس آنحضرت ﷺ کے پانی پینے کا ایک پیالہ تھا جس میں لوہے کا حلقہ بھی لگا ہوا تھا۔ لیکن بعد میں جب حضرت انس نے اس میں سونے یا چاندی کا حلقہ لگانا چاہا تو حضرت طلحہ **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** نے منع کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کام کیا ہے اس میں تغیر نہیں کرنا چاہیے۔

کچھ لوگ قرآن عظیم کی اس آیت **یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد** یعنی اے آدم کی اولاد تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنی زینت (لباس) اختیار کیا کرو۔ (پارہ ۸ رکوع ۱۰) کو پیش کرکے یہ بتانے کی کوشش کرتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر بھی زینت والی چیز ہے س لیے نماز کے وقت رکھنا چاہیے۔

اس آیت کے شانِ نزول اور سیاق عبارت کے لحاظ سے زینت حاصل کرنے کا حکم نمازی کے جسم سے متعلق ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں برہنہ ہوکر طواف کیا جاتا تھا تو یہ آیت نازل فرما کر حکم دیا گیا کہ کپڑے پہنا کرو۔ آیت میں زینت سے مراد لباس ہے اور لباس کو زینت اس لیے فرمایا گیا کہ اس سے مکروہ مقامات چھپ جاتے ہیں اور ایسے اعضاء کا چھپ جانا کشش قلب یعنی زینت کا باعث ہوتا ہے۔

بعض موئیدین نے لاؤڈ اسپیکر کی تائید میں آیہ کریمہ **قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج للعبادہ والطیبت من الرزق.** یعنی آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی زینت (لباس) کو جنہیں اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے (پارہ ۸ رکوع ۱۰) کو پیش کیا ہے مگر ایسا کرتے وقت انھیں اتنا بھی سمجھ نہیں آیا کہ عام استعمال کے واسطے اجازت کو نماز کے لیے (جس کی ادائیگی کا طریقہ کسی زیادتی کی گنجائش کے بغیر مدوّن ہے) کس طرح محمول کیا جائے۔

بعضوں نے آیت **ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا** یعنی وہی ہے جس نے پیدا کیا تمہارے فائدے کے لیے جو کچھ بھی زمین میں موجود ہے سب کا سب (پارہ ۱ رکوع ۲) سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا وجود بھی ہمارے فائدے کے لیے ہے۔ اس لیے نماز میں اسے استعمال کرنے کی مخالفت نہیں کرنی چاہیے۔ مگر اس طرح کے استنباط سے یہ سوچنا چاہیے کہ یہ **مافی الارض جمیعا** کے عمومی معنی لاؤڈ اسپیکر ہی تک محدود نہیں رہ سکتے بلکہ ہر چیز کے لیے ہیں تو کیا لاؤڈ اسپیکر کی طرح ہر چیز کو نماز میں شامل کیے جانے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔ کیا اسی اساس پر گراموفون، ٹیپ ریکارڈ، ریڈیو، ٹی وی یا روبو اورس کے مانند جو بھی معرض وجود میں آئے اسے نماز میں شریک کرنے پر زور دینا اسلامی خدمت ہوسکتی ہے؟ آیت میں **خلق لکم** فرمایا ہے **خلق لصلواتکم** یعنی تمہاری نماز کے فائدے کے لیے نہیں فرمایا اس لیے کہ نماز کے لیے جو چیزیں پیدا ہوئی ہیں ان کی وضاحت عملِ مصطفیٰ **علیہ التحیۃ والثناء** سے کردی گئی ہے۔ لہٰذا جو چیزیں نماز کے لیے شرعاً ممنوع قرار پاتی ہیں ان کو جائز بنانے کے لیے اس مندرجہ بالا آیت کو پیش کرنا قطعاً نادرست ہے۔

یہ فقہی مسئلہ کہ نماز میں ایسی حرکت کا پایا جانا جس کی وجہ سے دیکھنے والے نمازی کو حالت نماز میں نہ سمجھ سکے، مفسد نماز ہے، اس امر کی طرف رہبری کرتا ہے کہ نماز میں ایسی چیز بھی استعمال نہ کرنا چاہیے جو بکثرت نماز کے علاوہ دیگر اغراض کے تحت استعمال ہونے کی وجہ سے حالت نماز کی نفی کرنے والی ہو۔

اگر آج آنحضرت ﷺ سے یہ عرض کیا جاتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں شریک کرنا کیسا ہے؟ تو آپ اسے اسی طرح ناپسند فرماتے جس طرح اذان کے لیے سینگ اور ناقوس کو ناپسند فرمایا تھا۔ اس سلسلے میں تعین اذان کا واقعہ بھی ناقابل فراموش ہے وہ یہ کہ حضرت عبداللہ ابن زید **رضی اللّٰہ عنہ** سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں سینگ تھا میں نے اس سے خریدنا چاہا تب اس نے پوچھا کہ تم اسے لے کر کیا کروگے۔ تو میں نے جواب دیا کہ ہم اس سے لوگوں کو نماز کی طرف بلائیں گے۔ تو اس نے کہا کہ میں اس سے بہتر طریقہ بتاتا ہوں تم یہ کہو اور وہ کلمات کہنے لگا جو اذان میں کہے جاتے ہیں۔ بیدار ہوکر جب میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے خواب کا حال بیان کیا تو آپ نے اسے پسند فرمایا اور مجھے حکم دیا کہ تم بلال کے ساتھ ان الفاظ کو جنھیں خواب میں تم نے سنا ہے کہتے رہو تاکہ اذان وہ (حضرت بلال) دیں کیونکہ ان کی آواز تم سے بلند ہے۔ (مسند امام احمد)

لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں شریک کرنا خود یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ تغیر کا باعث ضرور ہے ورنہ کوئی فرق نماز میں پیدا کرنا

جب مقصود نہیں ہے تو پھر لاؤڈ اسپیکر کو شامل نماز کرنے پر کیوں تاویلات پیش کر کے موئیدین نماز میں لاؤڈ اسپیکر جائز بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں؟ لہٰذا یہ ثابت ہوتا ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر ضرور فرق کا باعث ہوا کرتا ہے۔

ایک صاحب نے فرمایا کہ لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبرین بھی رکھے جائیں تاکہ ہر دو مکتب خیال کے حضرات کی بات پر بھی عمل ہو جائے۔ مگر یہ ایسا ہی ہوگا جیسے کوئی **ثالث باالغیر** یہ کہدے کہ کفر و اسلام کا جھگڑا مٹانے کی سعی مشکور کے طور پر یہ کیا جائے کہ کافر و مسلم سب قبلے کی طرف بت رکھ کر نماز پڑھا کریں تاکہ بت منظر عام پر نہ رہنے کی وجہ سے مسلمان بُرا نہ سمجھیں اور کافر بت ہونے کی وجہ سے ان کا ساتھ دیں جس سے ہر دو مکتب خیال حضرات کی بات یعنی بت پرستی اور حق پرستی پر عمل ہو سکے۔ جب یہ ممکن نہیں ہے تو وہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟

اگر نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز ہونے کی وجہ صرف یہ ہوتی کہ وہ اکثر بحالت نماز متعدد اسباب کی بناء پر ناکارہ ہو جاتا ہے۔ مگر جب اس کے علاوہ دو چار نہیں بلکہ سیکڑوں وجوہ کی وجہ سے نماز میں اس کا استعمال یقیناً موجب فساد ثابت ہو چکا ہے تو پھر کیونکر اس ایک تجویز سے باقی تمام موجب فساد نوعیّتوں کی تردید کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر اس تجویز کو مان بھی لیا جائے تو کون اس کی ضمانت دے کہ تمام مقتدی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر نہیں بلکہ مکبر ہی کی آواز پر اقتدا کریں گے۔ اگر ساری نماز میں ایک وقت بھی مقتدی نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر ارکانِ نماز انجام دے دیے تو اس کی ساری نماز باطل ہو جائے گی۔ اور بحالت نماز ایسی صورت میں ہر مقتدی جب مکبر کی آوز میں اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز میں تفریق کرے گا تو یہ اس کا فعل نماز میں توجہ ہٹانے کا خود ایک سبب بن جائے گا۔

جواز اور عدم جواز کے قطع نظر یہ سوچنا چاہیے کہ یا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ نماز ادا کرنا جائز ہوگا یا نہ ہوگا۔ اگر نماز ادا کرنا جائز ہوگا مگر ہم اسے استعمال نہ کریں تو قیامت میں یہ کہنے کی گنجائش تو رہے گی کہ الٰہی چونکہ تیرے حبیب ﷺ اور صحابہ کرام اور فقہائے عظام کی نمازوں میں اس کی مثال نہ تھی اور نہ اُن کے ارشادات میں اس طرف کوئی اشارہ پایا جاتا تھا اس لیے سیکڑوں برس سے بے شمار مقتدی ہونے کے باوجود مکبرین کے ساتھ جس طرح نماز ادا ہوتی آئی تھی اسی طرح نماز پڑھنے کو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی بناء پر ہم نے جائز سمجھا اس لیے لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال نہیں کیا تھا۔ تو یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور درگذر فرمائے گا۔ لیکن اگر اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز میں لاؤڈ اسپیکر نماز کو فاسد کر دینے والا ہے تو کیا اس کے استعمال کو برحق سمجھنے پر اللہ تعالیٰ سے نامعقول دلائل سے بحث کرنے کی کوئی بندہ جرات کر سکے گا؟ ہرگز نہیں۔ اس لیے لاؤڈ اسپیکر کی خاطر نمازِ رسول کے خلاف عمل کرنے والے پہلے اپنے ایسے مآل پر غور کر لیں اور اس کے

نتیجے کو پیش نظر رکھیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں آ گاہ فرمایا ہے۔ارشاد ربانی ہے: **ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال و ھذا حرام لتفتروا علی اللّٰہ الکذب ان الذین یفترون علی اللّٰہ الکذب لا یفلحون** ۔یعنی اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں نہ کہا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی تہمت لگادو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے۔(پارہ ۱۴ رکوع ۱۳)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہ حضرات کرام جو اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے گھروں یعنی مساجد پر متصرف اور قابض سمجھے ہوئے ہیں اور جنھوں نے ان مساجد کی تولیت کو اپنے لیے کاروبار کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے، ائمہ کو حتی کہ عالم خطیبوں تک کو یہ دھمکیاں دے رہے ہیں کہ اگر آپ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو ناجائز سمجھیں گے اور ہماری مرضی کے مطابق نہ پڑھائیں گے تو آپ خدمت امامت وخطابت سے معطل کردیے جائیں گے۔کہیں ایسا ہی دباؤ مقتدیوں کی جانب سے ڈالا جارہا ہے۔ان مقتدیوں میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو دادا گیری، غنڈہ گردی کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہیں۔ان میں کچھ لوگ منشیات کا ناجائز کاروبار بھی کرتے ہیں اور ائمہ مساجد کو اپنے گودام کی طرح استعمال کرتے ہیں۔

میں نے ایک مفتی صاحب سے سوال کیا کہ لاؤڈ اسپیکر کی لعنت اتنی عام ہوگئی ہے کہ ممبئی جیسے شہر میں، جہاں سیکڑوں مساجد ہیں، بمشکل سات یا آٹھ مساجد ہی ایسی ہیں جہاں لاؤڈ اسپیکر کے بنا نماز ہوتی ہے ایسی صورت میں لاؤڈ اسپیکر سے پرہیز کرنے والا نمازی کیا کرے۔مفتی موصوف نے جواب دیا تھا: اگر کہیں ان کو ایسی جگہ نماز پڑھنی پڑے جہاں لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں استعمال کیا جارہا ہو تو اس عمل کو ناجائز سمجھتے ہوئے پہلے ہر طریقے سے وہاں کے لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کریں اور انھیں روکنے کی قدرت ہو تو اپنے اثر ورسوخ سے روک دیں ورنہ بموجب حدیث بالآخر دل میں اس عمل کو ضرور برا سمجھ لیں تاکہ خود گنہگار نہ بنیں کیونکہ صحاح ستہ میں سے ایک حدیث کی کتاب **ابو داؤد** میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مقام پر گناہ کیا جائے اور شخص حاضر اس کو برا خیال کرے تو وہ وہاں سے غائب سمجھا جائے گا اور جو شخص غائب ہو اور سن کو خوش ہو تو وہ وہاں حاضر سمجھا جائے گا۔اس حدیث پر عمل کریں اور جماعت سے بھی الگ نہ ہوں تاکہ امت محمدیہ میں اختلاف پیدا کرنے کے بانی نہ قرار پائیں۔

مَیں نے مفتی صاحب سے عرض کیا کہ یہ تو دنیا کو دکھانے کی بات ہوگئی۔مگر ہم خود کو کس طرح دھوکا دیں۔نماز تو ہمارے اوپر فرض ہے اور ہم جماعت سے الگ نہ ہوکر اپنے فرض کو اپنی مصلحت پر قربان کررہے ہیں۔تو

مفتی صاحب نے فرمایا: جہاں تک ہوسکے خود کو امام سے اس قدر قریب رکھیں کہ امام کی اصل آواز کان میں آتی رہے تا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا کرنے والے نہ رہیں۔ کیونکہ عمل صحابہ کرام سے ہم کو ایسا طریقہ اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ کو جب معلوم ہوا کہ خلیفۂ وقت حضرت عثمان غنی رضی اللّٰہ عنہ نے منیٰ میں دو رکعت کے بجائے چار رکعتیں ادا کیں یعنی قصر نہیں کیا تو افسوس کرتے ہوئے ان للّٰہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعتیں پڑھی ہیں ابوبکر و عمر (رضی اللّٰہ عنہما) کے عہد میں بھی دو ہی رکعتیں تھیں اب یہ کیا انقلاب ہے؟ (بخاری جلد اوّل صفحہ ۱۴۷) لیکن باوجود یہ فرمانے کے مسند امام اعظم صفحہ ۸۶ میں لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللّٰہ عنہ نے چار رکعتیں ہی پڑھیں۔ پس حضرت عبداللہ بن مسعود کا دو کے بجائے منیٰ میں چار رکعتیں پڑھ لینے کا جس طرح یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ چار رکعت پڑھنا ہی درست ہوگیا اور تسلیم کرلیا گیا۔ اسی طرح جب کوئی لاؤڈ اسپیکر کو نماز میں شامل کرنے کو مفسد نماز کہنے والا مجبوراً افتراقِ امت کی نوبت نہ لانے کے خیال سے پڑھ لے تو اس کی وجہ سے یہ سمجھ لینا ہرگز درست نہ ہوگا کہ ایسا شریک ہوجانا لاؤڈ اسپیکر سے نماز درست ہونے کا قائل ہوجانا ہے۔ اور دیکھنے والوں کو بھی یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ ایسوں نے بعد میں اس نماز کو دہرایا نہ ہوگا جنہیں دوہرایا جاسکتا ہو جیسے جمعہ کی نماز اگر لاؤڈ اسپیکر پر پڑھی ہو تو بعد میں اس نے ظہر نہ پڑھ لی ہوگی۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز ہے یا ناجائز، یہ مسئلہ برسوں سے چلا آرہا ہے ہر فریق اپنے استدلال کو قوی اور حتمی تصور کرتا ہے۔ اس میدان میں اجتہاد اور تحقیق کی کوشش بھی برابر چل رہی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور کے لائق و فائق مفتی اور علومِ جدیدہ و قدیمہ پر یکساں دسترس رکھنے والے عالم جلیل علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے شرعی جواز پر محققانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے۔ مفتی موصوف کا والا نامہ میرے فرزند ولیعہد سید سبطین حیدر برکاتی، متعلم الجامعۃ الاشرفیہ نے لاکر دیا جس میں مفتی صاحب نے کتاب پر تاثر لکھنے کی فرمائش کی تھی۔ ایک لمحہ کے لیے تو میں سوچ پڑ گیا کہ کیا لکھوں۔ میرا تعلق جیسا کہ مفتی صاحب موصوف نے اپنے خط میں لکھا، اس مکتب خیال سے ہے جو عدم جواز کا قائل ہے۔ پھر میں نے سوچا کیوں نہ مفتی صاحب کو میں اپنے نظریات سے آگاہ کردوں تا کہ اگر وہ مناسب سمجھیں تو انھیں بھی اپنی کتاب میں شامل کر کے سنی عوام کو لاؤڈ اسپیکر کے مسئلے کے دونوں پہلوؤں سے آگاہ کراسکیں۔

مفتی صاحب نے میرا مقالہ پڑھا اور شکریہ کے ساتھ میرے بیٹے کو واپس دے دیا تا کہ مجھ تک پہنچادیا

جائے۔ میرے حساب سے یہ ایک فطری ردعمل تھا۔ ایک ہی کتاب میں نفی و اثبات دونوں نظریوں کو پیش کرنا یقیناً دانش مندی کی بات نہیں ہے۔ میرے لیے مفتی صاحب کا وہ خط بہت اہم ہے جو انھوں نے میرا مقالہ ملنے کے بعد لکھا ہے اور میں وہی خط اپنے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ حاشا للّٰہ میرا ارادہ یہ نہیں ہے کہ مفتی صاحب پر کسی قسم کی تنقید کروں یا ان کی ہتک۔

دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم، مبارکپور، اعظم گڑھ (یو۔پی)

۱۰ ربیع الآخر ۱۴۱۸ھ/ ۱۵ر اگست ۱۹۹۷ء

بسمہ سبحانہ

صاحب فضائل وشمائل حضرت سیدنا الاکرم دامت برکاتکم القدسیہ

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہ۔

خدائے پاک اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقے میں حضرت والا کا سایہ عاطفت صحت و سلامتی، امن و عافیت کے ساتھ گنہگاروں کے سر پر تادیر قائم رکھے اور رشد و ہدایت اور اصلاح و تصفیہ کی خدمت انجام دلائے۔ آمین۔

ناچیز بندہ آثم کی درخواست پر حضور والا نے اپنی گراں بہا تحقیقات سے بہرہور ہونے کا مبارک موقعہ عطا فرمایا، اور دلائل کی روشنی میں اپنے موقف سے آگاہ فرمایا اس کے لیے میں دل کی گہرائیوں سے حضرت کا شکر گزار ہوں۔ الحمد للّٰہ میں سنِ شعور سے ہی نیک نیتی پر مبنی علمائے کرام کی ہر تحقیق کا خوش دلی و صفائی قلب کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہوں، گو میرا موقف کچھ بھی ہو۔

میرا اپنا ذوق یہ ہے کہ اللّٰہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق رفیق شریک حال ہو تو تمام جدید مسائل پر کام کردوں وما توفیقی الا باللّٰہ وھو المستعان وعلیہ التکلان۔ اب تک جن موضوعات پر کام کر چکا ہوں وہ یہ ہیں: (۱) مسئلہ شیئر بازار (۲) لائف انشورنس (۳) جنرل انشورنس (۴) بینک اور ڈاک خانے کے تقریباً جملہ شعبوں کے شرعی احکام (۵) چک کی خرید وفروخت (۶) پگڑی کا مسئلہ (۷) الکحل آمیز دواؤں کا حکم شرعی (۸) کمیشن پر صدقات وعطیات کی وصولی (۹) زر ضمانت کی شرعی حیثیت اور اس پر زکوٰۃ کا مسئلہ (۱۰) دو ملکوں کی کرنسی کا ادھار تبادلہ (۱۱) ہائیر پرچیز (کرایہ، خرید) کا شرعی حکم (۱۲) حقوق کی خرید وفروخت (۱۳) مشینی ذبیحہ کا حکم شرعی (۱۴) غیر سودی بینک کاری وغیرہ۔ میری دانست میں جدید مسائل ہیں ان مسائل پر کام کر چکا ہوں جن

میں سے کچھ ابھی زیرِ غور ہیں اور ان میں شاید ہی کوئی مسئلہ اختلافی ہو۔

ہاں صرف ایک اختلافی مسئلہ پر میرا قلم اٹھا یعنی مسئلہ لاؤڈ اسپیکر۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ میں نے از خود یہ کام نہیں شروع کیا بلکہ مجھ سے شروع کرایا گیا۔ میں عربی ادب کی تحصیل کی راہ میں کوشاں تھا، اسی دوران شرعی بورڈ قائم ہوا جس کے محرک حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ تھے اور صدر حضرت شارح بخاری صاحب قبلہ **دامت برکاتھم العالیہ** اور ارکان اساطین علمائے اہل سنت۔ شرعی بورڈ کے پہلے اجلاس میں لاؤڈ اسپیکر کا مسئلہ بطور خاص زیرِ غور تھا۔ مجھے کئی دفعہ حکم دیا گیا کہ تم بھی اس موضوع پر کام کرو۔

ع ارشاد مشائخ ناطق تھا ناچار اس راہ پڑا جانا

اب **ان شاء اللہ** اس طرح کے مسئلے پر قلم نہ اٹھے گا۔ میں نے تو پہلے ہی سے فیصلہ کر لیا ہے۔

حضرت والا نے جو مضمون ارسال فرمایا ہے وہ اپنے انداز کی ایک جدید تصنیف ہے اور اصل مسئلہ کی افہام و تفہیم کی ایک سنجیدہ کوشش و بہترین کاوش ہے، کام اسی طرز پر ہونا چاہیے۔ بلاشبہ حضرت نے اپنی اس کتاب میں اپنے بہت سے اکابر اہل سنت بلکہ سرخیل فقہاء حضور مفتی اعظم ہند **علیہ الرحمۃ والرضوان** کے موقف کی ترجمانی کی ہے اور دلائلِ کثیرہ سے اسے مبرہن فرمایا ہے اور وہی احتیاط کی راہ بھی ہے۔ **جزاک اللہ تعالیٰ خیر الجزاء** ......

فقط والسلام **محمد نظام الدین رضوی**، خادم اشرفیہ، مبارکپور

اللہ تبارک وتعالیٰ مفتی نظام الدین صاحب قبلہ کی حق پسندی میں اضافہ فرمائے اور انھیں حق جو وحق بین و حق گو وحق پسندوں کی صف میں امتیازی حیثیت عطا فرمائے۔ آمین

اب میں اپنے مضمون کو سمیٹتے ہوئے بس دو چار باتیں اور لکھ کر آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔

ایسے حضرات جو نماز لاؤڈ اسپیکر کو اس لیے جائز قرار دیتے ہیں کہ یہ سہولت کی چیز ہے تو یہ یہود و نصاری کی طرح من مانے مسائل بنانے کا بہانہ اور ان کی بری رسم کی پیروی ہے کیونکہ ایسی بنیاد پر اگر جواز اور عدم جواز کو منحصر کر دیا جائے تو مستقبل قریب میں احکامِ خدا و رسول کی تلاش کی بجائے یہ دیکھا جانے لگے گا کہ سہولت کس میں ہے۔ مثلاً قرآن مجید کو نمازوں میں پڑھتے وقت غلط تلفظ وغیرہ کو درست کرنے کے بجائے اپنی اپنی زبانوں میں اس کے ترجمے کی تلاوت کا فتویٰ دے دیا جائے گا۔ اور اس کے لیے اصلاح دین کے پہلوؤں کو یوں نمایاں کیا جائے گا کہ زبانِ عربی میں زیر کے بجائے زبر یا مخارج حروف کی غلط ادائیگی سے معنوی فحش غلطی سے بچنا

مقصود ہے تو ہر مسلمان یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ایسے طریقہ اجتہاد سے دین کبھی ایک حال پر نہیں رہ سکے گا۔ لہٰذا ان عواقب کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ غور کرنا چاہیے کہ ہم اپنے ایسے اجتہاد کی وجہ سے حق سے قریب ہو رہے ہیں یا اس قرآن و سنت سے دور ہوتے جا رہے ہیں جسے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ نے اپنے بعد ہماری ہدایت کے لیے چھوڑا ہے۔ جیسا کہ حدیث حمید میں ہے۔ **ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللّٰہ وسنۃ رسول اللّٰہ** ۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں میں دو چیزیں (مرکز ثقل) چھوڑی ہیں جب تک تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے ایک تو کتاب اللہ اور دوسرے اس کے رسول کی سنت یعنی میرا اپنا عملی راستہ۔ (**تلخیص الصحاح** جلد اوّل صفحہ ۲۷)

قرآن مجید بھی انھیں دونوں کی تعلیم فرماتا ہے۔ ارشاد ہے: **اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول** یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ (پارہ ۵ رکوع ۵)

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو ہماری نماز کی طرح نماز پڑھے۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی) **نسائی** میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے نماز پڑھی موافق حکم کے اس کے اگلے (گزشتہ) گناہ کچھ ہوں بخشے جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہر مسلمان یہ سمجھ سکتا ہے کہ جس نماز کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ادا کی جائے کیا وہ رسول کی نماز کی طرح ہے؟ جسے بطور شرط مندرجہ بالا حدیث میں بیان کیا گیا ہے یا وہ موافق حکم کے قرار پا سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

نماز ایسا فرض ہے جو طریقۂ رسول کے بالکل مطابق ہونا چاہیے۔ یہ ایسے طریقۂ رسول میں سے نہیں ہے جس کے صرف معنی اور اس کی روح مقصود ہو قالب اور صورت مقصود نہ ہو کیونکہ یہ عبادات اور معاد سے متعلق ہے اس لیے ہر مکتب خیال اسے مانتا ہے کہ ایسا طریقۂ رسول ہر دور میں غیر متبدل اور یکساں رکھنے کے ہی قابل ہے۔

دنیا کا اور ہر مذہب کا بھی یہ ایک عام اصول ہے جسے عقل سلیم بھی تسلیم کرتی ہے کہ وہ اعمال جو قانوناً اساسی ہوں یا مذہب کی بنیادی حیثیت رکھتے ہوں اس میں تبدیلی تو کجا ترمیم کرنا تک قابل سزا ہوتا ہے۔ جبکہ آنحضرت ﷺ نے نماز پڑھنے کے طریقے کو اس کی تمام جزئیات کے ساتھ قولاً فعلاً بتایا ہے تو پھر اس میں لاؤڈ اسپیکر کو یہ کہہ کہہ کر شامل کرنا کہ اس میں یہ خوبی ہے اس لیے غلط اقدام ہے کہ اس طرح کا کام ہرگز باعث خوبی نہیں ہوسکتا جو رسول کی نماز میں موجود رہا ہو نہ اس کے کسی حکم میں اشارہ یا کنایہ کے طور سے پایا جاتا ہو۔

اس پر اگر یہ کہا جائے کہ لاؤڈ اسپیکر چونکہ زمانۂ رسالت کے بعد سے اس دور کے کچھ عرصہ پہلے تک تھا ہی

نہیں! اس لیے اب اسے استعمال کرنا غلط نہیں کہنا چاہیے کئی وجہ سے خود فریبی کو ثابت کرتا ہے۔

آوازِ امام کا ہر مقتدی کے کانوں تک پہنچنا اگر ذرّہ برابر بھی نماز کے لیے ضروری ہوتا تو ایسے ذرائع اس ایجاد سے پہلے اختیار کرنے کا کہیں نہ کہیں تو حوالہ ملتا جن سے امام کی آواز کو ہر مقتدی تک پہنچایا گیا ہو۔ مثلاً امام کے لیے فقہ میں بلند آواز ہونے کی شرط قرار دینا امام کے لیے چیخ کر پڑھنا کارِثواب ہوتا یا کسی ایسے شخص کا امام بنانے سے متعلق ترجیح پائی جاتی جو محض بلند آواز ہونے کی وجہ سے ایسے وقت (جس وقت کہ آج کل لاؤڈ اسپیکر استعمال ہوتا ہے) امام بنایا گیا ہو جبکہ مقتدی بہت زیادہ تعداد میں موجود تھے جیسے عیدین کے موقع پر یا حج کے زمانے میں۔ اس سلسلے میں اگر یہ سمجھا جائے کہ پہلے زمانہ میں کوئی بلند آواز آدمی نہ تھا تو یہ ناسمجھی ہے۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ خود زمانۂ رسالت میں بھی بلند آواز آدمی موجود تھے جیسا کہ غزوۂ حنین کے واقعہ سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ وہ یہ کہ غزوۂ حنین میں جب دس ہزار صحابہ آنحضرت ﷺ کے پاس سے پراگندہ ہوگئے اور آپ میدان جنگ میں تنہا رہ گئے تو آپ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کو جن کی آواز کے متعلق لکھا ہے کہ آٹھ میل تک جاتی تھی فرمایا کہ سب کو بلاؤ۔ جب انھوں نے للکارا تو دور دور ہوگئے سب صحابہ آ آ کر آنحضرت ﷺ کے اطراف جمع ہوگئے پھر فتح پائی۔ اس واقعہ سے اس پر کافی روشنی پڑتی ہے کہ جس موقع پر اس کی ضرورت اور اہمیت ہوتی کہ آواز دور دور تک جائے تو بلند آواز آدمی سے کام لیا جاتا تھا۔ اسی طرح اگر جماعت کثیرہ کی موجودگی میں نماز کے اندر قرأت قرآن بھی سب کو سنانا مقصود نبوی ہوتا تو کسی نہ کسی جمعہ یا عیدین یا حج کے موقع پر یا کسی غزوہ میں جبکہ اس طرح سے ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رہتے اور سب کے سب ایک جماعت بن کر نماز پڑھا کرتے تھے تو کبھی تو انہی حضرت عباس کو امام بناتے یا خلافت راشدہ میں جب تک حضرت عباس زندہ رہے کبھی تو ان کو بہت بڑی جماعت کا امام بنایا جاتا۔ جب ایسا ہوا ہی نہیں تو اسے بالکل غیر ضروری ہونے کو مان لینا چاہیے۔ یا کسی بھی روایت میں یہ تو ہوتا کہ جب کبھی ہزاروں کی جماعت کے موقع پر آنحضرت ﷺ امامت فرماتے تو آپ کی آواز قرأت ہر مقتدی کے کانوں تک پہنچتی تھی۔ اگر یہاں یہ کہا جائے کہ ایسا ہوتا ہی ہوگا اس کی صراحت کی ضرورت ہی کیا سمجھی جاسکتی ہے تو یہ سمجھنا اس لیے غلط ہے کہ اگر ایسا ہر موقع پر ہوا ہوتا تو ضرور مسائل فقہیہ میں اس کا حوالہ ہوتا اور اگر کبھی صرف ایک ہی وقت ایسا ہوتا تو بھی خلافِ عادتِ انسانی ہونے کی وجہ سے معجزات کے ذیل میں تو بیان ہوتا۔ جب کسی کتاب میں اس کا حوالہ نہیں ہے تو خود سمجھ میں آتا ہے کہ عام انسانوں کی آواز کی طرح امامت نبوی میں بھی محدود مقتدیوں تک ہی آپ کی آواز قرأت پہنچتی تھی تو پھر

آج کل کیوں اسے غیر محدود بنانے کی ناجائز کوشش کے طور پر لاؤڈ اسپیکر کو شامل نماز کیا جارہا ہے؟

قرأتِ امام سب کو سنانا مقصود ہوتا تو بلند آواز امام کو اگر ترجیح نہ بھی دی جاتی تو بھی کسی نہ کسی درجہ میں تو ایسے کو فقہ میں ضرور رکھا جاتا مگر جب استحقاق امامت کے ان مدارج میں امام کی خوبصورتی تک کو وجہ ترجیح بنانا کتب فقہ میں پایا جاتا ہے لیکن بلند آواز ہونے کو فقہ کی نہ کسی بڑی کتاب میں لکھا ہے نہ کسی چھوٹی سے چھوٹی کتاب میں نہ ان چودہ سو برس میں بے شمار کتابیں لکھی جانے کے باوجود کسی میں بھی اشارتاً تک لکھا گیا ہے تو پھر کس لیے لاؤڈ اسپیکر کو آج کل نمازوں میں استعمال کرنے کی حمایت کی جارہی ہے۔ جیسے جیسے دن گزرتے جارہے ہیں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جائز اور باعث اجر عظیم سمجھنا شروع ہورہا ہے اور آئین رسول کو فراموش کر کے مصلحت وقت کو اپنے تائیدی استدلال میں پیش کیا جانے لگا ہے۔ اقبالؔ نے ایسوں کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے اشعار اغیار
ہوگئی کس کی نگہ طرز سلف سے بے زار
قلب میں شوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

اللہ تعالیٰ نے نمازوں کو ایمان فرمایا ہے کیونکہ نماز میں ایمان کی ضروریات نیت، قول اور عمل سب موجود ہوتی ہیں۔ ارشاد ہے: **وما کان اللّٰہ لیضیع ایمانکم** یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ تمہارا ایمان (یعنی نمازیں) ضائع کردے۔ (پارہ ۲ رکوع ۱) لہٰذا یہ معلوم ہونا چاہیے کہ نمازوں کا ضائع ہونا ایمان ضائع ہونے کے برابر ہے۔ **طبرانی** کی حدیث ہے کہ جس کی نماز درست ہوگی اس کے بقیہ اعمال بھی درست ہوں گے اور اگر وہ غلط ہوگی تو اس کے بقیہ اعمال غلط ہوں گے۔ اس لیے ہر مسلمان کو ہر وقت اس کا خیال رکھنا چاہیے کہ نماز میں شک اور ہر قسم کی شبہ والی چیزوں تک سے محفوظ رہیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ کے پاس نماز غلط ہونے سے دیگر اعمالِ خیر بھی اکارت ہوجائیں اور نماز ضائع ہوجانے سے قیامت میں ایمان ضائع ہونے کا خمیازہ بھگتنا پڑے۔

میرے پاس اکثر و بیشتر لوگ یہ شکایت لے کر آتے ہیں کہ حضرت ہم تو نہایت ایمان داری کی زندگی گزار

رہے ہیں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی پابندی بھی کرتے ہیں مگر جانے کیا بات ہے کہ ہماری روزی سے برکت اٹھتی جارہی ہے، بیماریوں نے گھر دیکھ لیا ہے، گھر میں یا گھر سے باہر سکون نہیں ملتا ہے وغیرہ وغیرہ، میں ان سے کہتا ہوں کہ عمل صالح کی پابندی رکھیے۔ خصوصاً نمازوں کی۔ تو وہ کہتے ہیں حضرت ہم تو پنج وقتہ جماعت سے پڑھتے ہیں۔ فجر فلاں مسجد میں ظہر اس مسجد میں، عصر اور مغرب اس مسجد میں اور عشاء فلاں مسجد میں۔ تو میں سوچنے لگتا ہوں کہ یــا الـلّـہ ان میں کوئی بھی ایسی مسجد نہیں ہے جو لاؤڈ اسپیکر کی برائی سے پاک ہو۔ یہ شخص لاؤڈ اسپیکر پر پانچ وقت کی نمازیں پڑھ کر خود کو نماز جماعت کا پابند سمجھ رہا ہے جبکہ حقیقت اس کے برعکس یہ ہے کہ یہ بالکل بے نمازی رہتا ہے کیونکہ لاؤڈ اسپیکر پر پڑھی جانے والی نماز سرے سے ادا ہی نہیں ہوتی۔ ظاہر ہے کہ اس شخص پر یہی ادبار کیا کم ہے۔

مسلمانو! کیا اب بھی وقت نہیں جایا ہے کہ تم اپنے ایمان کی حفاظت کرو، اپنی نمازوں کو ضائع ہونے سے بچاؤ۔ کیا تم میں کوئی ایسا جیالا نہیں ہے کہ مسجدوں کو لاؤڈ اسپیکر کی ناپاکی سے نجات دلانے کے لیے اللہ کا نام لے کر اٹھ کھڑا ہو۔ تم اسی رسول کے امتی ہو جس نے فتح مکہ کے دن کعبے کو تین سو ساٹھ بتوں سے پاک کیا تھا۔ اللہ کے گھر میں آج لاؤڈ اسپیکر نامی بت نصب کردئے گئے ہیں انھیں اکھاڑ پھینکو اللہ تعالیٰ تمہیں جہاد کا اجر عطا فرمائے گا۔ اس راہ میں اگر کوئی متولی آڑے آئے یا کوئی امام اڑچن پیدا کرے تو اس متولی اور اس امام کو بھی اکھاڑ پھینکو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو تمہاری نمازوں کو خراب کررہے ہیں اور تمہاری عاقبت کو انھوں نے شیطان کے ہاتھ نیلام کردینے کی قسم کھا رکھی ہے۔ تم میں سے ایک آدمی بھی **فی سبیل اللّٰہ** اس جہاد کے لیے اٹھ کھڑا ہوا تو وہ ضرور جنت کا حقدار بنے گا کیوں کہ وہ نہ صرف اپنی نماز کی حفاظت کرے گا بلکہ ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کی نمازیں ضائع ہونے سے بچا کر اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کے فضل و کرم کے سائے میں زندگی گزارے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رب تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے صدقہ وطفیل میں میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو پڑھ کر جن بھائیوں کو سیدھا راستہ اپنانے کی تحریک ملتی ہے ان کی مدد فرمائے۔ آمیــــــن **بـجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ افضل الصلاۃ والتسلیم و صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین وبارک وسلم۔**

بفیض :- تاجدارِ اہلسنّت شہزادۂ اعلیٰ حضرت سرکار حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ العزیز

علمائے اہلسنّت بالخصوص خلفاء و تلامذۂ شہزادگانِ اعلیٰ حضرت رحمہم اللّٰہ تعالیٰ
کے علمی و تحقیق فتاویٰ کا ایمان افروز مجموعہ

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا مسئلہ

مع

تحقیقاتِ اکابر اہلسنّت

اثر خامہ
محقق اہلسنّت حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی میلسی دامت برکاتہم العالیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم اَللّٰهُ رَبُّ محمدٍ صَلَی علیه وسلما

نحن عباد محمد صلی علیه وسلما

احوالِ واقعی ......عرضِ مصنف

منظور ہے گزارش احوال واقعی اپنا بیانِ حسن طبیعت نہیں مجھے

ہماری حیرت اور ملال کی اُس وقت انتہا نہ رہی جب ہم حسب سابق وحسب معمول امسال اکتوبر ۲۰۰۰ء میں دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے عالمی اجتماع میں ملتان شریف حاضر ہوئے اور وہاں نمازوں میں میٹھی میٹھی پیاری پیاری سنت مکبّرین کے تقرر کی بجائے لاؤڈ اسپیکر استعمال ہوتے دیکھا۔خلاف توقع یہ عمل فقیر کے لیے فکری حادثہ سے کم نہ تھا۔انتہائی ملول وافسردگی کے عالم میں میلسی مراجعت ہوئی۔ دل و دماغ وافکار پر رنج و ملال کا غلبہ تھا۔ پرانے ریکارڈ خانہ سے مسئلۂ لاؤڈ اسپیکر پر قدیم و جدید کتب و رسائل اور اکابر اہل سنت، اعظم مفتیانِ شریعت، خلفاء وتلامذہ وشہزادگانِ سیدنا اعلیٰ حضرت قدست اسرارھم کے اصل قلمی وتحریری اور مطبوعہ فتاویٰ مبارکہ کو تلاش کیا۔قدرِ قلبی سکون میسر آیا۔

ان کے ارشاداتِ عالی بعد ان کے دیکھیے رہبری کو اپنی ہیں گو راہبر پردے میں ہیں

دل و دماغ پر رنج و ملال کا غلبہ اور قبضہ تو تھا ہی اسی افسردگی کے عالم میں یہ سوچتے سوچتے آنکھ لگ گئی کہ برادر طریقت امیر اہل سنت عاشق مدینہ فدائے غوث الوریٰ جانثار مسلکِ سیدنا امام احمد رضا مولانا محمد الیاس قادری رضوی کو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کی بیس سال کے بعد کہاں سے کونسی دلیل ہاتھ آ گئی کہ مکبّرین کے تقرر کی میٹھی میٹھی پیاری پیاری سنت کو ترک فرما کر لاؤڈ اسپیکر کی بدعت کو اپنالیا۔صبح و شام اپنے مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کی سرکاروں میں ایصالِ ثواب نذر کر کے سوتا جاگتا ہوں۔ وہ بفضله تعالیٰ طلب سے زیادہ اپنے بندۂ بے دام وسگِ بارگاہ کی نصرت و اعانت اور بے مثال دستگیری فرماتے ہیں۔

آنکھ لگی تو حضور سیدنا سرکار شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہل سنت شیخ الشیوخ العالم مفتی اعظم آئینۂ جمال غوثِ اعظم محمد آل رحمٰن ابوالبرکات محی الدین جیلانی الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب نوری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز جلال و ملال کے عالم میں تشریف لائے۔فرمایا مولوی محمد الیاس کو خط لکھو اور لاؤ میں دستخط کرتا ہوں۔اس کو **مبارک پور والے** نے ورغلایا ہے......

صبح کو بیدار ہوا تو انتہائی سکون و قرار پایا اور دن بھر بلکہ دو تین روز ایسا محسوس ہوا کہ حضور پرنور سیدنا مفتی اعظم یہاں جلوہ افروز ہیں۔ انتہائی ادب و احترام وخلوص وللّٰہیت سے عاشق مدینہ فدائے غوث الوریٰ جانثار سیدنا امام احمد رضا، مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری رضوی کو مخلصانہ ملتجیانہ عریضہ تحریر کرکے رجسٹری ڈاک سے ارسال خدمت کیا کہ آپ مسلک اعلیٰ حضرت کے ترجمان و پاسبان وعلمبردار و جانثار ہیں اورفقیر کے پاس شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے ۵ اور ۹ خلفاء وتلامذہ اعلیٰ حضرت کے دو دو تین تین فتاویٰ مبارکہ موجود ہیں۔ جن میں مکروہ وممنوع خلاف سنت و بدعت اور مفسد صلوٰۃ کے احکام مرقوم ہیں۔ آج کے دور میں کون خدا ترس منبع سنت وشریعت عالم دین ایسا ہے جو ان علم و فقاہت کے تاجداروں اور امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فاضل بریلوی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کی نظر فیضِ اثر کے پروردہ وتربیت یافتہ حضرات سے علمی فقہی گہرائی کو زیادہ جاننے والا ہے اور ان سے زیادہ وسعت علم کا حامل ہے جن کے فتویٰ پر عمل کرکے آپ نے خلفاء وتلامذہ وشہزادگانِ اعلیٰ حضرت کے اجماعی اور شرعی فیصلہ سے عملاً انحراف فرمایا اور ایسا کیوں ہوا۔ آپ سے اس کی قطعاً امید نہیں تھی۔ ازراہِ کرم جواب سے جلد مطلع فرما کر ممنون کرم فرما دیں ......

ملخصاً ...... والسلام والدعاء۔ **الفقیر محمد حسن علی الرضوی البریلوی غفرلہ الولی میلسی**

فقیر کے اس حقیر معروضہ کے جواب میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری رضوی سلمہ ربہ و اطال اللّٰہ عمرہ کا مندرجہ ذیل مکتوب گرامی ملفوفِ سامی نظر نواز ہوا۔

ابوالبلال حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی سلمہ ربہ کا مکتوب گرامی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم سگِ مدینہ محمد الیاس عطار قادری رضوی عفی عنہ کی جانب سے ضیغمِ اہل سنت علمبردارِ مسلک اعلیٰ حضرت صمصام المناظرین حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی اطال اللّٰہ عمرہٗ کی خدمت میں مدینۃُ الُمرشد بریلی شریف کی بہاروں کو چومتا ہوا مشک بار سلام

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ الحمد اللّٰہ رب العالمین علیٰ کل حال

کیوں رضا آج گلی سونی ہے　　　اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

گرامی نامہ باصرہ نواز ہوا دعا فرمائیں کہ اس سے پہلے کہ میں حضور سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللّٰہ تعالیٰ

عنہ کے مبارک مسلک سے بال برابر بھی بھکوں اللّٰہ عزوجل مجھے مدینہ منورہ میں زیر گنبد خضراء جلوۂ محبوب ﷺ میں شہادت عطا فرمادے۔

اللّٰہ تعالیٰ عزوجل آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ کی خدمات دینی کو شرف قبولیت بخشے اور آپ کے صدقے مجھے مسلکِ اعلیٰ حضرت پر خوب خوب تصلب نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ النبی الامین ﷺ

۲۵ رجب المرجب ۱۴۲۱ھ محمد الیاس قادری

عاشقِ مدینہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری رضوی کا یہ روح پرور مکتوب گرامی جس میں وارفتگی کے عالم میں والہانہ انداز میں مسلکِ اعلیٰ حضرت کی طرف اپنا میلانِ طبع ظاہر فرمایا تھا۔فقیر نے پڑھتے ہی چوم لیا اور آنکھوں سے لگایا۔ مولانا نے اس مکتوب گرامی کے ساتھ ہی جناب مولانا نظام الدین صاحب کی ایک کتاب ''لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم'' بھی ارسال فرمائی مگر نہ اس کتاب کی تائید فرمائی نہ اس کی تغلیط فرمائی۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا عطار قادری سلمہ اسی کتاب سے متاثر ہوئے ہیں اور عین ممکن ہے کہ وہ اپنے دعوتِ اسلامی کے حلقۂ احباب کے دباؤ سے مجبور ہوکر لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے پڑھانے لگے ہوں اور وہ خلفاء و تلامذہ و شہزادگانِ اعلیٰ حضرت قدست اسرارھم کے فتاویٰ سے بےخبر و لاعلم ہوں۔

اس لیے ان کی خدمت میں مذکورہ اکابرین کرام کے شرعی فیصلہ اور متفقہ فتاویٰ بذریعہ رجسٹری ارسال کردیئے۔ ان کی خدمت گرامی میں دوسرا عریضہ حاضر کرکے یہ معلوم کیا ہے کہ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے؟

آیا لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا پڑھانا مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے یا نہ پڑھنا پڑھانا؟

اور مکروہ وممنوع وخلافِ سنت ومفسد صلوٰۃ سمجھنا مسلکِ اعلیٰ حضرت ہے؟

کیا مسلکِ اعلیٰ حضرت وہ ہے جو مولانا نظام الدین صاحب سمجھتے ہیں یا مسلکِ اعلیٰ حضرت وہ ہے جو شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی۔

صدرالصدور صدرالشریعت مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی خلیفہ اعلیٰ حضرت مصنف بہارِ شریعت۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالافاضل مولانا محمد نعیم الدین قادری رضوی اشرفی مرادآبادی۔

خلیفۂ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی فاضل بہاری

خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت مولانا مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری۔

خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت محدث اعظم ہند ابوالمحامد علامہ سید محمد اشرفی جیلانی محدث کچھوچھوی
خلیفۂ اعلیٰ حضرت فاضل جلیل علامہ حسنین رضا خان بریلوی
خلیفۂ اعلیٰ حضرت مفتی پاکستان استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رضوی اشرفی
تلمیذ ومظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب لکھنوی
نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری رضوی
نبیرۂ اعلیٰ حضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی قادری رضوی
حضرت علامہ مفتی محمد تقدس علی خان صاحب قادری رضوی مرید وتلمیذ ونواسۂ اعلیٰ حضرت **قدست اسرار ہم** جیسے مسلّمہ اکابر اہلسنّت سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں؟

اور یہ کہ مولانا جناب نظام الدین صاحب شاگرد ہیں شارح بخاری فقیہہ کبیر محدث شہیر علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی قادری رضوی **رحمۃ اللّٰہ علیہ** کے' وہ شاگرد ہیں حضور امام اہل سنت سیدی سندی محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب **رحمۃ اللّٰہ علیہ** کے اور وہ شاگرد ہیں' حضور شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدی مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب **قدس سرہٗ** کے اس طرح مولانا مولوی نظام الدین صاحب، سیدنا حضور مفتی اعظم **علیہ الرحمۃ** کے پڑ پوتے شاگرد ہوئے اور اگر وہ حضور حافظ ملت جلالۃ العلم مولانا شاہ حافظ عبدالعزیز صاحب بانی جامعہ اشرفیہ کے شاگرد ہوں تو وہ حضور صدر الصدور صدر الشریعت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رضوی **قدس سرہ** کے شاگرد ہیں۔ اس طرح وہ گویا سیدنا مفتی اعظم شہزادہ اعلیٰ حضرت **قدس سرھما** کے پوتے شاگرد ہوئے۔

اب بتایا جائے کہ وہ (مولانا نظام الدین) مسلکِ اعلیٰ حضرت کو زیادہ سمجھتے اور جانتے ہیں یا اعلیٰ حضرت **قدس سرہٗ** کے شہزادگان وخلفاء وتلامذہ زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں اور پھر یہ کہ خلفاء وتلامذہ شہزادگانِ اعلیٰ حضرت میں سے ایک فرد بھی مولانا نظام الدین صاحب کے لاؤڈ اسپیکر کا حامی وہم نوا نہیں۔ سبھی اس کو خلافِ سنت و بدعت ومفسد صلوٰۃ سمجھتے اور مانتے ہیں۔ اب دیکھیے بالخصوص حضرت مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری رضوی اور دعوتِ اسلامی کے اخوانِ طریقت اور بالعموم قائلین ومجوزین لاؤڈ اسپیکر کہ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے بانی وشیخ الحدیث وصدر المدرسین وناظم تعلیمات اور صدر دارالافتاء وسربراہ اعلیٰ سمیت جملہ اساتذہ ومدرسین میں سے ایک بھی مولانا نظام الدین صاحب کے لاؤڈ اسپیکری نماز کے موقف کا حامی وہم نوا اور ان کے لاؤڈ اسپیکر کے شرعی

حکم کا حامی و ہم نوا نہیں ہے۔ وہ اشرفیہ میں فردِ تنہا ہیں جنہوں نے یہ معرکہ سر کیا اور لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کا میدان مارا۔ یہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی رضوی بریلوی کی رائے نہیں بلکہ جامعہ اشرفیہ کے صدرالصدور دارالافتاء اور ناظم تعلیمات شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ اس کی بھر پور وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں عزیز گرامی وقار علامہ مفتی نظام الدین صاحب اپنی رائے میں منفرد ہیں۔ ادارہ (جامعہ اشرفیہ) کا کوئی فرد اس سے متفق نہیں۔ انھوں نے (لاؤڈ اسپیکر کے شرعی حکم میں) جو کچھ لکھا کہا اس کی ذمہ داری تنہا اس کے سر ہے۔''[1]

(بحوالہ: ''لاؤڈ اسپیکر کے شرعی حکم کا شرعی محاسبہ'' صفحہ ۵۹، از: علامہ سیّد محمد حسینی اشرفی مصباحی، مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سُنّی آواز'' ناگپور)

لمحۂ فکریہ

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری رضوی اور دیگر حامیانِ لاؤڈ اسپیکر کے لیے لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ ایک طرف سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے پڑپوتے شاگرد اور مرید مولانا نظام الدین صاحب کی ذاتی و انفرادی تحقیق ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز ہے اور دوسری طرف شہزادہ و جانشین اعلیٰ حضرت اور ان کے دربار میں امین الفتویٰ سیدنا مفتی اعظم خلیفہ و سجادہ نشین اعلیٰ حضرت قدس سرھما اور متعدد خلفاء و تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی بے مثال اور لازوال تحقیق شریف اور فتویٰ مبارکہ یہ ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز مکروہ و ممنوع، خلافِ سنت و بدعت اور مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ از راہِ انصاف و دیانت بتایا جائے کہ ترجیح کس کے قول اور کس کے فتویٰ کو دی جائے گی؟

اوّلیت وفوقیت و اہمیت کس فتویٰ کو حاصل ہوگی؟

مولانا نظام الدین صاحب کے انفرادی فتویٰ اور ذاتی تحقیق کو یا سیدنا حضور مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت و خلفاء و تلامذۂ اعلیٰ حضرت کی متفقہ اجماعی تحقیق وفتویٰ کو۔ دیانت داری کے ساتھ خود ہی غور فرمائیے۔ شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا حضور مفتی اعظم علیہ الرحمۃ تو وہ ہیں جن کے مسئلہ وفتویٰ دربارۂ لاؤڈ اسپیکر پر تائید وتصدیق کرتے ہوئے شہزادۂ مخدوم سمناں حضور محدث اعظم کچھوچھوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔

هَذٰا قَوْلُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاعِ

یعنی یہ ایک ایسے عالم کا قول ہے جو مقتداء و مطاع ہے اور ہم پر سوائے اتباع و پیروی کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ مولانا الیاس قادری رضوی مدظلہ غور فرماویں کہ یہ وہ بزرگ فرمارہے ہیں جو مرید یا شاگرد نہیں جو ہم عصر و معاصر ہیں مگر مرید اور پوتے شاگرد ہوکر مولانا نظام الدین صاحب سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے علیحدہ اپنی راہیں جدا متعین فرمارہے ہیں اور آپ شہزادہ وخلیفہ و جانشینِ اعلیٰ حضرت کی بجائے مولانا نظام الدین صاحب کی ذاتی و انفرادی تحقیق و ذاتی و انفرادی فتویٰ پر عمل فرماکر معتبر جان کر دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں اس بدعت کو دانستہ یا نادانستہ فروغ دے رہے ہیں۔ خود ہی خدا لگتی اور انصاف کی کہو سیدنا حضور مفتی اعظم کی جلالت علمی اور فقہی بصیرت کیا ہے، کیسی ہے وہ خود مولانا نظام الدین صاحب اپنے استاد محترم مولانا علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی کے حوالہ سے بیان کرتے ہوئے ملاحظہ ہو۔

''حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ بذاتِ خود علم کے بحر ذخار تھے اور اپنے عہد میں تمام علماء سے احکم، افقہ و اورع تھے۔ میں نے گیارہ سال تک حضرت کی خدمت کی ہے۔ سفر وحضر، جلوت وخلوت میں حاضر رہا ہوں، ہزاروں مسائل حضرت کو سنائے ہیں۔ اور حضرت مفتی اعظم کا فیض وکرم ہے کہ میں آج اس جگہ بیٹھا ہوں۔ اس لیے جو کچھ کررہا ہوں۔ انتہائی وثوق اور اپنے تجربہ کی روشنی میں کہہ رہا ہوں جو شخص یہ کہے۔ وہ بھی آج کہ میں مفتی اعظم سے علم میں افضل ہوں۔ وہ جھوٹا، کذاب ہے۔ مفتی اعظم کے علم کے مقابلہ میں اس وقت سارے علماء کے علم کی وہ نسبت بھی نہیں جو ایک قطرہ کو ساتوں سمندروں سے ہے۔ مفتی اعظم ہند حقیقی معنی میں ''مفتی اعظم عالم'' تھے۔

یہ ہے شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کی جلالت علمی وفقہی بصیرت، تفقہ فی الدین کہ جس کی مثال اور نظیر آج کیا خود ان کے عہد میں نہیں ملتی اور یہ فقیر راقم الحروف محمد حسن علی الرضوی غفرلہ کا بیان نہیں۔ ان کے معاصرین اکابر کرام کا فیصلہ ہے جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب عطار قادری اور دعوتِ اسلامی کے پیارے پیارے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں کے لیے قابل تقلید و مشعل راہ ہے۔

یہی بریلی کے مفتی اعظم ہیں بے ریا ایسے ۔۔۔ کہ ثانی چشم بصیرت نے جن کا دیکھا نہیں

علامہ احمد سعید کاظمی مرحوم نے آپ کے وصال پر تعزیتی بیان میں کہا تھا: ''آپ (حضور مفتی اعظم) نے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کی جانشینی کا حق ادا کردیا اور حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی جانشینی کوئی آسان کام نہ تھا'' شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ کے متعلق مولانا نظام

الدین صاحب نے خود تسلیم کیا ہے کہ وہ فرماتے تھے۔ ''مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ارشاد کے بعد میرے استخراج کی کوئی حیثیت نہیں۔ میں اپنے فتویٰ کے اس حصہ سے رجوع کرتا ہوں کہ (قربانی کے جانور کی) آنتیں اور اوجھڑی کافر کو نہ دی جائیں۔ میں نے حکم کی بنیاد جس چیز کو بتایا تھا یہاں کے کافروں کو ہدیہ جائز نہیں۔ وہ اب بھی باقی ہے لیکن اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ارشاد میری سمجھ میں آئے یا نہ آئے وہی میرا فتویٰ۔ یہ میری سمجھ کی کوتاہی ہے کہ میں اس کی لم نہیں سمجھ پایا۔'' (معارفِ شارح بخاری مطبوعہ ممبئی ص ۱۷۸)

اور حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قدس سرہ تو کیا خود سیّدنا مفتی اعظم بایں علم وفضل وجلالت علمی فرماتے ہیں۔ ''اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا وہ فتویٰ مجھے تلاشی پر بھی دستیاب نہ ہوا کہ میں اسے دیکھوں اگر حضرت (مجددِ اعظم) کا فتویٰ میرے خلاف ہوگا اور اس سے مجھے اپنا خطا پر ہونا ظاہر ہوگا تو میں اپنی غلطی کا اعتراف کرلوں گا۔'' (فتاویٰ مصطفویہ ص ۱۸۲ مطبوعہ ممبئی از سیدنا حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ)

غور فرمائیں

اب برادرِ طریقت عاشق مدینہ مولانا محمد الیاس قادری رضوی سلمہ اور میٹھے میٹھے اسلامی بھائی خود غور فرمائیں کہ مولانا نظام الدین صاحب، مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب، علامہ احمد سعید کاظمی، حضرت محدث صاحب کچھوچھوی تو حضور سیدنا مفتی اعظم قبلہ قدس سرہ کے فتویٰ مبارکہ پر اس یقین محکم اور سختی سے عمل فرمائیں اور آپ سیدنا حضور مفتی اعظم قبلہ کے پانچ مبارک ومقدس فتاویٰ کے ہوتے ہوئے مولانا نظام الدین صاحب کے فتویٰ پر عمل فرمائیں اور اس کو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کی دلیل بنائیں اور سیدنا مفتی اعظم کے پانچ فتاویٰ سے عملاً انحراف وروگردانی فرمائیں۔ یہ کس قدر دردناک والمناک ہے۔

مولانا نظام الدین صاحب کے رسالہ میں کیا ہے؟ اس میں الفاظ وعبارات کی کمی وبیشی کے ساتھ تقریباً وہی دلائل، وہی حوالہ جات ہیں جو ان سے قبل مولانا مفتی افضل حسین صاحب اپنے ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۶۰ء کے بعض مضامین میں نقل کر چکے تھے اور رسالہ مکبّر الصوت میں نقل ہوئے اور ان دلائل وحوالہ جات کا فوری جواب اسی وقت انہی ایام میں خود شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم، محدث اعظم ہند کچھوچھوی، برہان ملت ومجاہد ملت الہ آبادی، سیدی محدث اعظم پاکستان، حافظ ملت مبارکپوری مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات، علامہ عبدالحامد بدایونی، غازی ملت مفتی محبوب علی خاں صاحب رضوی، مفتی اعظم پاکستان مولانا صاحبداد خاں صاحب، علامہ ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب نگران ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، مولانا مخدوم سید غلام معین الدین نعیمی مدیر

سواد اعظم لاہور، علامہ محمود احمد رضوی مدیر رضوان، مفتی اعجاز ولی الرضوی، مفتیٔ جمعیت العلماء پاکستان مولانا علامہ تقدس علی خاں صاحب قادری رضوی جیسے مشاہیر اہل سنت نے فوراً نقد بہ نقد دے دیا تھا اور مولانا مفتی محمد افضل حسین صاحب اور ان کے شاگرد مولانا محمد احمد جہانگیر نے مکمل سکوت اختیار کرلیا تھا۔ تعجب کہ مولانا نظام الدین صاحب نے انہی تردید شدہ دلائل کو بنیاد بنا کر پرانے تردید شدہ دلائل کے حوالہ جات پر مشتمل نیا رسالہ مرتب فرما کر **از سرنو فتنہ وشر اور اہل سنت میں خلفشار** کی بنیاد رکھ دی اور مولانا محمد الیاس صاحب عطار جیسے خالص مخلص سُنّی رضوی قادری بریلوی متبع مسلک اعلیٰ حضرت اس مغالطہ کی زد میں آ گئے اور سنتوں بھرے اجتماع میں **بدعت کا آغاز** فرمادیا۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے

اور پھر یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ حضرت مولانا مفتی افضل حسین صاحب مونگیری اور مولانا محمد احمد جہانگیر اعظمی نے اپنے جواز کے موقف سے غیر مبہم رجوع فرمالیا تھا اور اس حقیقت کا انکشاف فقیر نہیں کررہا بلکہ خود سیدنا مجدد اعظم سرکارِ اعلیٰ حضرت رضی اللّٰہ عنہ کے پیرخانہ آستانہ عالیہ وخانقاہ مقدسہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ الحاج الشیخ مولانا شاہ سیدنا سید حسنین میاں برکاتی دامت برکاتھم، مظہر و جانشینِ مفتیٔ اعظم قائد اہل سنت بحر فقاہت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری میاں قادری بریلوی اور مولانا مفتی محمد ناظر اشرف قادری پورنوی دارالعلوم احمدیہ بغدادیہ محلّہ شطرنجی پورہ ناگپور اور مولانا صغیر احمد صاحب رضوی جوکھن پوری کی موجودگی و گواہی کے ساتھ خود فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ کتاب ''قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز'' ص ۴۷ و کتاب ''برقِ الٰہی'' شائع کردہ انجمن غلامانِ اشرفی ناگپور مہاراشٹر)

مولانا محمد الیاس صاحب غور فرماویں کہ اب وہ شاخ ہی نہیں رہی جس پر جوازِ نماز کا آشیانہ تھا۔ مولانا مفتی افضل حسین صاحب مونگیری بعد میں جامعہ قادریہ رضویہ لائل پور، فیصل آباد اور جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں مدرّس رہے۔ فقیر کی بھی ان سے ملاقات ہوئی اور مولانا محمد افضل کوٹلوی نے بھی انکشاف کیا کہ مفتی صاحب مرحوم اپنے موقف سے دستبردار ہوگئے تھے اور انھوں نے یہاں اسپیکری مولویوں کے دریافت کرنے کے باوجود اسپیکر پر نماز کے حق میں کوئی فتویٰ نہیں دیا اور سیدنا مفتی اعظم علیہ الرحمۃ کے عرس چہلم وعرس قادری رضویہ ۱۴۰۲ھ میں شرکت کے بعد رات کی ٹرین میں بریلی شریف سے دہلی آتے ہوئے وارانسی میل میں خود فقیر راقم الحروف کی بھی مولانا محمد احمد سے ملاقات ہوئی۔ وہ یقیناً اپنے اسپیکری موقف سے دستبردار ہوچکے تھے اور ان کا رجوع حقیقت و واقعیت پر مبنی ہے اور یہاں یہ بات بھی بطور خاص قابل ذکر ہے اور خصوصی توجہ کی مستحق ہے کہ

مولانا نظام الدین خود یہ انکشاف کرتے ہیں۔ہمیں اس کی تصدیق نہیں ہوسکی اور نہ ان الفاظ سے اس کا شافی ثبوت ملتا ہے جو انھوں نے نقل کیے۔ وہ معترف اور اقراری ہیں کہ حضور سیدنا صدرالشریعہ **علیہ الرحمۃ** اورسیدنا حضور مفتی اعظم قبلہ **قدس سرہ** کی رائے گرامی پہلے لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کی تھی لیکن بعد میں اپنے اس موقف سے رجوع فرمالیا تھا۔ (کتاب ''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا شرعی حکم'' ص۲۴)

ایک مغالطہ کی حقیقت

مولانا نظام الدین صاحب اس حوالہ سے یہ غلط تاثر دینا چاہتے تھے کہ حضرت صدرالشریعہ **قدس سرہ** اور سیدنا مفتی اعظم قبلہ **علیہ الرحمہ** کو لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی حقیقت معلوم پہلے نہیں تھی تو جواز کا فتویٰ دے دیا اور جب لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی حقیقت و ماہیت معلوم ہوئی تو انھوں نے رجوع فرمالیا اور عدم جوازِ نماز کا فتویٰ دیا۔ وہ اس راہ پر ڈالنا چاہتے ہیں کہ اے لاؤڈ اسپیکر پر **نماز کو مکروہ وممنوع خلافِ سنت و بدعت ومفسدِ صلوٰۃ** کہنے والے علماء کرام، مفتیانِ عظام! تم کم از کم یہی بہانہ بنا کر کہ پہلے ہمیں لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی صحیح حقیقت معلوم نہ تھی۔ لاؤڈ اسپیکر کے اسرار و رموز اب آج ہم پر کھلے ہیں لہٰذا ہم اپنے پرانے عدم جواز و فساد کے فتویٰ سے توبہ اور رجوع کرتے ہوئے مشرب بہ لاؤڈ اسپیکر ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں یہ کس قدر بودی دلیل ہے۔ اوّل تو سیدنا مفتی اعظم کا اوّلین فتویٰ لاؤڈ اسپیکر صریح نہ تھا۔ قطعی مبہم انداز تھا، و اشگاف الفاظ میں فتویٰ نہ دیا تھا۔ یہ بات پہلے بھی پاکستانی مجوزین نے ماہنامہ سالک راولپنڈی اور ماہنامہ الحبیب لاہور ماہنامہ نور وظہور قصور میں بھی محض مغالطہ دینے کے لیے لکھی تھی۔ حضرت استاذ العلماء مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب قادری رضوی کی سرپرستی اور علامہ محمود احمد رضوی **علیہ الرحمۃ** کی ادارت میں چھپنے والے ماہنامہ رضوان لاہور اور ہفت روزہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ میں اس کی تردید چھپی تھی اور خود بدولت سیدنا مفتی اعظم قبلہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت نے کھینچا تانی سے غلط مفہوم کشید کیے گئے۔ اس غلط انتساب کی شدید تردید تغلیط فرمائی تھی۔ سیدنا مفتی اعظم کا اصل فتویٰ آج بھی فقیر کے پاس محفوظ ہے اور جریدہ حمیدہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ میں چھپ چکا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند **قدس سرہ** نے مفتی محمد شریف الحق **علیہ الرحمۃ** سے مندرجہ ذیل الفاظ لکھوا کر دستخط و مہر سے تصدیق وتوثیق فرمائی تھی۔

''محض اپنی بات بالا رکھنے کے لیے یہ کہنا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کا فتویٰ لاؤڈ اسپیکر پر نماز صحیح ہونے کا ہے۔ وہ بدترین جرم ہے جو ناقابلِ درگزر ہے۔ اس سے بڑھ کر بے باک وہ لوگ ہیں جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت **قدس**

سرہ کے سر اس کا جواز تھوپتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عہد مبارک میں لاؤڈ اسپیکر کا نام بھی کوئی ہندوستان میں نہ جانتا تھا اور نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کسی کتاب سے اس کے جواز کا کوئی پہلو نکلتا ہے'' ...... الخ

یہ طویل فتویٰ اسی کتاب میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ پاکستانی احباب فقیر سے فوٹو کاپی طلب فرما چکے ہیں اور ہندوستانی احباب الجواب نمبر ۱۹۔ ۶۰ کے تحت رضوی دارالافتاء دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف سے حضرت علامہ مفتی محمد اعظم صاحب رضوی شیخ الحدیث یا حضرت علامہ خالد میاں مہتمم مظہر اسلام نواسۂ مفتی اعظم سے فتویٰ نمبر ۱۹۔ ۶۰ کی نقل منگواسکتے ہیں۔ یہ فتویٰ بعینہٖ و بلفظہٖ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ محرم الحرام ۱۴۰۴ھ اکتوبر ۱۹۸۳ء کی اشاعت میں شائع کراچکا ہوں۔ یہ فتویٰ علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ کا محرّرہ ہے اور الجواب صحیح کے ساتھ بدی الفاظ سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کے دستخط مبارکہ ہیں۔ ''فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ'' ثبت ہیں۔ جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد میں یہ فتویٰ دیکھ کر مولانا علامہ معین الدین شافعی رضوی کے سامنے مولانا شاہ عارف اللہ قادری علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے سابقہ جوازِ نماز کے موقف سے رجوع فرمالیا۔

فتویٰ جواز کی حقیقت

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ نے بقول مولانا نظام الدین صاحب جواز کا کیسا اور کیا فتویٰ دیا تھا، جس سے بعد میں رجوع فرمالیا۔ یہ فتویٰ مختلف سُنّی رسائل و جرائد سے ہمارے پاس محفوظ ہے اور خود مجوزین کے رسائل میں بھی جو الفاظ شائع ہوئے وہ بھی یہاں محفوظ ہیں اور اس غلط منسوب فتویٰ کے جو الفاظ ماہنامہ رضوان لاہور اور رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ میں شائع ہوئے، وہ سب ہمارے پاس محفوظ و موجود ہیں۔ مگر ہم صرف مولانا نظام الدین صاحب کے نقل فرمودہ الفاظ پر ہی مختصر گفتگو کرتے ہیں۔ مولانا موصوف نے حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمۃ سے جواز کے فتویٰ سے منسوب یہ الفاظ نقل فرمائے ہیں۔

> ''لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز اگر بولنے والے کی (اصل) آواز ہے تو اس پر اقتداء صحیح ہے اور اگر اس (بولنے والے) کی (اصل) آواز نہیں تو اقتداء صحیح نہیں۔''

(لاؤڈ اسپیکر کا شرعی حکم، ص۲۴ حاشیہ)

خدارا انصاف، انصاف، انصاف۔ کیا جواز کا فتویٰ اسی طرح مبہم اور مشروط انداز میں دیا جاتا ہے؟ ان الفاظ میں اگر مگر کی غیر یقینی صورت و کیفیت موجود ہے اور قطعی واضح حکم موجود نہیں ہے ...... چلو ہم لمحہ بھر کے لیے

مولانا نظام الدین صاحب کی بات کو بالا کرتے ہیں۔ بالفرض سرکار مفتی اعظم ہند کے الفاظ فتویٰ یہی تھے اور وہ پہلے لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کے قائل تھے اور بعد میں رجوع فرمالیا تھا تو اس سے کیا ثابت ہوا؟ اور صدرالشریعہ **قدس سرہ** کے بعد تحقیق حقیقت حال لاؤڈ اسپیکر جواز کے ابتدائی فتویٰ سے رجوع سے کیا ثابت ہوا۔ یہی نہ کہ جب ہمارے مسلّمہ اکابر کرام تحقیق بسیار کے بعد جب اپنے جواز کے موقف سے رجوع فرما چکے تو ہمیں بھی ان کی طویل تحقیق و تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی طرح اپنے جوازِ نماز کے فتویٰ سے فوراً رجوع کرلینا چاہیے۔ اور یہ کہاں کی انصاف پسندی اور دانش مندی ہے کہ وہ مسلّمہ اکابر و مشاہیر تو اپنے جواز کے سابقہ فتاویٰ سے بعد از تحقیق تام رجوع فرمالیں اور ہم اس واقعہ کو جواز کی دلیل بنا کر عدم جواز کے فتویٰ سے رجوع کریں اور مکبّرین کی سنت ترک کرکے لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں شروع کردیں۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے ☆ دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

اور پھر حضور مفتی اعظم **علیہ الرحمۃ** کے مبارک دستخطوں سے مزین شارح بخاری **علیہ الرحمۃ** کے تحریر فرمودہ ان الفاظ اور اس فتویٰ کا کیا بنے گا ''یہ کہنا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کا فتویٰ لاؤڈ اسپیکر پر نماز صحیح ہونے کا ہے، وہ بدترین جرم ہے جو نا قابلِ درگزر ہے'' بہر حال یہ تانابانہ ہی غلط ہے اور حضور شہزادہ اعلیٰ حضرت سرکار مفتی اعظم **علیہ الرحمۃ** کے عدم جواز کے ۵ فتاویٰ مبارکہ ہی برحق ہیں۔

اور اس سلسلہ میں بعض علم و عمر اور تجربہ کے اعتبار سے چھوٹے چھوٹے ننھے منے محققین کا یہ فرمانا بھی بہت افسوس ناک و مضحکہ خیز ہے۔

کیا تحقیق کا دروازہ بند ہوگیا؟

اور یہ کہ امام ابو یوسف نے بھی اپنے اور فلاں امام نے بھی اپنے استاذ سیدنا امام اعظم **قدس سرہ** اور فلاں استاد فلاں فلاں امام سے اختلاف کیا، لہٰذا ہمیں بھی کھلی چھٹی دے دی جائے تا کہ ہم شریعت کے مسائل میں من مانی کرسکیں

جواباً دست بستہ گزارش ہے

بلاشبہ تحقیقات کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ اگر آپ لوگ علمی تحقیقی میدان میں طبع آزمائی کرنا چاہتے ہیں تو اپنے ان مسلّمہ معتمد علیہ اکابرین کرام کے مقابلہ میں خم ٹھونک کرنہ آجائیں جو آپ کے استاذ الاساتذہ اور

طریقت کے مشائخ عظام ہیں جن مسائل کا ان مسلّمہ اکابر کرام نے فیصلہ اور تحقیقی تصفیہ فرمادیا، ان کو نہ چھیڑا جائے۔ بلکہ ان کی افادیت اور بہتری کے پہلوؤں کو عوام میں اجاگر کیا جائے۔ متفقہ مسائل کے مقابل ہمیں چھوٹا منہ اور بڑی بات کے انداز میں اپنی انفرادی و ذاتی تحقیق مسلط نہ کی جائے۔ آپ ان مسائل میں طبع آزمائی فرمائیں جن میں مسلّمہ اکابر نے کچھ نہیں لکھا۔ وہ تشنۂ تحقیق ہیں اور اگر آپ اکابر کرام کی **متفقہ تحقیقات و فتاویٰ** سے ٹکرائیں گے تو پھر یقیناً جماعت میں **خلفشار و انتشار** ہوگا، اجتماعیت پر ضربِ کبیر پڑے گی اور ہم ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیں گے۔ اکابر کے مقابلہ میں آپ کی ذاتی و انفرادی تحقیق جدید کو چند تن آسانی چاہنے والے فیشن پرست تو مان جائیں گے لیکن اکابر کا اتباع کرنے والے کبھی بھی کسی قیمت پر گوارہ نہ کریں گے اور خواہ مخواہ چپقلش و رقابت و بدمزگی پیدا ہوگی اور ہورہی ہے۔ لہٰذا ان مسائل پر تحقیق فرمائیں جو ابھی تشنہ تحقیق ہیں اور جن مسائل پر اکابر نے کچھ نہیں لکھا اور بے موقع و محل امام ابو یوسف بننے کی کوشش نہ کریں کیونکہ

اوّل تو وہ حضرات ائمہ مجتہدین تھے۔ مجتہدین کو خطائے اجتہادی پر بھی اجر و ثواب ملتا ہے۔

دوّم یہ کہ وہ اجماعی متفق علیہ مسائل میں آپ کے انداز میں سردھڑ کی بازی لگا کر ایک جنگ جو کے انداز میں مہم نہیں چلا رہے تھے جن بعض معدود چند اصاغر علماء نے بزعم خود لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کا فتویٰ دیا۔ ان کے حاشیہ بردار متعلقین محض جواز کا فتویٰ سمجھ کر نہیں بلکہ لاؤڈ اسپیکر کے فرض و واجب، لازم اور ضروری ہونے کا فتویٰ سمجھ کر مہم چلا رہے ہیں اور باہمی نفرتیں و کدورتیں جنم لے رہی ہیں اور دیکھا دیکھی فیشن پرست لوگ امام کی قرأت و آواز کی لذت کے مزے اور ذائقے لوٹنے کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا وہاں بھی استعمال کررہے ہیں۔ جہاں نمازِ تراویح، شبینہ اور نماز جمعہ میں دو دو چار چار صفیں اور قطاریں نمازیوں کی ہوتی ہیں اور امام کی آواز بہ آسانی پہنچ رہی ہوتی ہے۔ بھیڑ چال کے اس سیلاب اور اندھا دھند تقلید کو کون روکے گا اور کس سے رکے گی؟ اور اس کا وبال و عذاب دائمی و ابدی طور پر کس کے ذمہ ہوگا اور نماز جیسی خشوع وخضوع سے ادا کی جانے والی فرض عبادت تماشہ بن کر رہ جائے گی یا نہیں؟

بانیٔ دعوتِ اسلامی کے لیے لمحہ فکریہ

عاشق مدینہ مولانا الحاج محمد الیاس عطار صاحب قادری رضوی کے لیے خصوصاً اور اسلامی بھائیوں اور دیکھا دیکھی بھیڑ چال میں لاؤڈ اسپیکر نمازوں میں استعمال کرنے والے بھولے بھالے ائمہ وخطباء مساجد کے لیے عموماً لمحہ فکریہ ہے کہ وہ خلوص وللّٰہیت کے ساتھ غور کریں کہ وہ مولانا نظام الدین صاحب اور اس سطح کے جن چند

اصاغر علماء کے فتویٰ یا ذاتی تحقیق پر عمل فرما کر اور لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں خلافِ سنت طریقہ سے ادا کر کے کراہیت و فساد نماز کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آخر مولانا نظام الدین صاحب جیسے حضرات کی ان جلیل القدر عظیم المرتبت مسلّمہ و مستند اکابر اہل سنت اعاظم مفتیانِ شریعت کے سامنے کیا حقیقت و حیثیت ہے۔ چوٹی کے جن سرکردہ مسلّمہ اکابر کا لاؤڈ اسپیکر کے نماز میں عدم جواز پر **بفضلہ تعالیٰ** اجماع و اتفاق ہے اور یہ حضرات خرق اجماع کے مرتکب ہوئے ہیں۔ آپ حضرات ان اکابر کے مقابلہ میں کن کے فتویٰ پر عمل کر رہے ہیں۔ قیامت کے دن پوچھا گیا۔ اے میرے حبیب و محبوب ﷺ کی میٹھی میٹھی پیاری سنتوں پر عمل کرنے والے عاشق مدینہ مولانا محمد الیاس عطار قادری اور اے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو تم نے میرے پیارے حبیب و خلفاء راشدین سلف صالحین ائمہ مجتہدین کی مکبّرین کے تقرر کی سنت کو چھوڑ کر کس کی تحقیق اور کس کے فتویٰ پر عمل کیا تو آپ مولانا نظام الدین صاحب اور اس قسم کے معدود چند اصاغرین کو پیش کریں گے اور ہم ان جلیل القدر مسلّمہ معتمد علیہ اکابرین کرام کو پیش کریں گے۔ جن کثیر اکابر و اعاظم علماء کرام، مفتیان عظام کے فتاویٰ کو آپ کی آگاہی و معلومات کے لیے ہم نے پیش کیے ہیں تو جناب کا کیا جواب ہوگا کہ آپ نے اکابر کے اجماع کو چھوڑ کر ایک طفلِ مکتب کے انفرادی و ذاتی فتویٰ پر عمل کیا۔ کیا آپ نے نہیں پڑھا تھا کہ میرے پیارے حبیب ﷺ کی میٹھی میٹھی حدیث ہے ''میری امت کا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا۔'' (الحدیث)

کیا آپ نے نہیں پڑھا تھا **اتبعو السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار** (رواہ ابن ماجہ) از روئے حدیث کیا سوادِ اعظم (بہت بڑی اکثریت) کا اتباع کرنا ضروری نہیں؟ اتباعِ سنت اور اتباعِ سوادِ اعظم کے جذبۂ صادقہ سے کام لیں۔ ضد و عناد کی تو آپ سے امید ہی نہیں۔ نہ ہمارا آپ سے کوئی مقابلہ و معرکہ۔ ہم سب ہی بارگاہِ رسالت بارگاہِ غوثیت و بارگاہِ رضویت اور آستانہ اعلیٰ حضرت کے غلام اور نیاز مند ہیں۔ کل قیامت کے لیے آپ خود ہی سوچ لیں۔ لاکھوں مسلمانوں کی فرض نمازوں کی اضاعت کا وبال کس کی گور و گردن پر ہوگا؟ کیا آپ کی اور ہماری تمام نفلی نیکیاں دو فرض نمازوں کے برابر ہوسکتی ہیں؟

چلو بعض لوگوں کی بات مان لیتے ہیں کہ مجمع عظیم و کثیر اور بے پناہ ہوتا ہے۔ **اللہ تعالیٰ** اس کو اور بڑھائے اور اگر مکبّرین کے ساتھ نماز پڑھنے میں کہیں لوگوں کو بھول بھلیاں ہوجاتی ہیں تو اس کا علاج یہ ہے کہ وہ لوگ پوری توجہ یکسوئی دل جمعی سے نمازیں پڑھیں اور اگر بالفرض آپ سے یا دعوتِ اسلامی کے احباب سے یہ سوال ہوا کہ اتنے لوگوں کی نمازیں ضائع ہوگئیں تو آپ عرض کر سکتے ہیں کہ **یا اللہ** یہ لوگ خود پوری توجہ اور

دھیان سے نہیں پڑھتے تھے اور ہم نے تو مکبّروں کے اس مسنون طریقہ پر عمل کیا جو تیرے حبیب و محبوب ﷺ نے تعلیم فرمایا اور بتایا اور کرکے دکھایا۔ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر اع دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کرکے دکھایا۔ تو اس عرض پر چھٹکارا ہوسکتا ہے اور آپ بری الذمہ قرار دیئے جاسکتے ہیں مگر وہاں مولانا نظام الدین صاحب آپ کونہیں بچاپائیں گے۔ ان کی تحقیقی جولانیاں اور نکتہ آفرینیاں نہیں دیکھی جائیں گی۔

چند اہم تجاویز

ہم اپنے قابل فخر برادرِ طریقت مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی سلمہ کی خدمتِ اقدس میں چند اہم معقول قابل عمل اور موثر تجاویز بھی پیش کرتے ہیں کیونکہ ہمارا کام محض اعتراض اور تنقید برائے تنقید نہیں۔ حضرت مولانا عطار صاحب قادری اور تمام اسلامی بھائی لازماً یقین فرمائیں کہ ہماری گزارشات کا ماحصل محض اصلاح مسنون طریقہ مکبّرین پر عمل کرانا ہے تو اگر آپ لاؤڈ اسپیکر سے نجات حاصل کریں تو متبادل مثبت و موثر تجاویز یہ ہیں ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف

فتح مکہ کے عظیم الشان اجتماع کے حوالۂ مبارکہ سے مکبّرین کے تقرر کی سنت کو بیان کیا جائے، حسب سابق صفوں میں مکبّرین کھڑے کیے جائیں، لوگوں کو توجہ، یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ نماز پڑھنے کی تلقین کی جائے۔

یقیناً دعوتِ اسلامی کا مجمع عظیم و کثیر و بے مثال اور بفضلہٖ تعالیٰ لاکھوں کا اژدھام رکھتا ہے یا جہاں کہیں بھی کثیر مجمع ہو تو مجمع عام میں نسبتاً زیادہ تربیت یافتہ اور ٹریننگ شدہ ہر دوسرے بانس پر ایک ایک مکبّر کھڑا کیا جانا چاہیے یا اجتماعِ عام میں خیموں اور شامیانوں کے نیچے مختلف پنڈال والے حضرات پانچ پانچ منٹ کے وقفہ سے اپنی علیحدہ علیحدہ جماعتیں کرالیں کیونکہ کسی ایک ہی امام کی اقتداء میں ایک ہی وقت میں تو نماز و جماعت لازم و ضروری نہیں۔ علیحدہ علیحدہ جماعتیں مکبّروں کے ساتھ کرائی جاسکتی ہیں۔

ملتان شریف میں مرکز فیضانِ مدینہ کے لیے جو اراضی حاصل کی گئی ہے اس میں ایک بڑی مسجد بنوا کر اس سے ملحقہ بڑا پلاٹ جس میں لاکھ و دولاکھ نمازی بیک وقت نماز پڑھ سکتے ہوں۔ اجتماع کے دوران نماز کے لیے وقف کردیا جائے اور مسجد اور ملحقہ بڑے پلاٹ بڑے صحن میں وقفہ وقفہ سے مکبّرین کے ساتھ جماعتیں ہوتی رہیں اور جلسہ علیحدہ مقام پر ہوتا رہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ وسیع اراضی حاصل کی گئی ہے جہاں ہزاروں ہوٹلوں والے، ہزاروں کتب خانوں والے اور ہزاروں مختلف قسم کی دکانوں والے بہت کافی جگہ روکتے اور استعمال کرتے ہیں۔ وہاں

نمازوں کے لیے بڑی مسجد اور وسیع و عریض بڑا پلاٹ مختص کردیا جائے اور وقفہ وقفہ سے مکبّروں کے ساتھ جماعتیں ہوتی رہیں۔ اس طرح لاؤڈ اسپیکر کی بدعت اور مفسد صلوٰۃ کراہیت کے حکم سے بچا جاسکتا ہے۔

ویسے بھی نمازوں کے لیے علیٰحدہ وسیع پلاٹ متعین کرنا ضروری ہے کیونکہ اجتماع گاہ کے مختلف پنڈالوں کے چاروں طرف جو سڑکیں اور گزرگاہیں بنائی جاتی ہیں۔ وہ کم از کم بارہ بارہ پندرہ پندرہ فٹ کی ہوتی ہیں۔ اور اس پر قطع صف کا حکم لگتا ہے اس لیے بھی مسجد اور نمازیوں کے لیے اجتماع گاہ سے ایک طرف جگہ وقف کرنا ضروری ہے۔ امید ہے ہماری اس عاجزانہ مخلصانہ ملتجیانہ حقیر معروضات وگزارشات پر رضائے الٰہی و رضائے رسول ﷺ لازماً عمل ہوگا اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی بدعت کو ختم کرکے از سرِ نو مکبّرین کی سنت کو زندہ کرکے سوشہیدوں کا ثواب حاصل کیا جائے گا۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلاۃ والسلام کے صدقہ آپ کی نصرت و اعانت فرمائے۔ آمین۔

اجماع کا غلط اطلاق اور غلط استدلال

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے مُجوِّزِین حضرات بزعم خود ارشاد فرمایا کرتے ہیں کہ ہر شہر میں پانچ دس مسجدوں کو چھوڑ کر بکثرت مسجدوں میں نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہو رہا ہے اس لیے معلوم ہوا کہ مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے جواز میں امت کا اجماع ہو چکا ہے **ملخصا ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔**

جواباً گذارش ہے کہ مجوزین کی یہ انتہائی بھونڈی، بودی اور عقل شکن دلیل ہے اور اجماع کے لفظ کا سراسر غلط اطلاق اور صریحاً غلط استدلال ہے۔ بھلے مانسو! اجماع عوام و جہال کا نہیں ہوا کرتا۔ تفسیر و حدیث و فقہ کے ماہرین خدا ترس اہل علم و اہل بصیرت کے کسی مسئلہ پر اتفاق و موافقت کو اجماع کہا جاتا ہے ہم نے برصغیر ہندو پاک کے جن نامور شہرۂ آفاق مسلّمہ اکابر امت، جلیل القدر فقہاء و محدثین اعظم و مفتیان شریعت کے متفقہ فتاویٰ نقل کیے ہیں۔ یہ ہے اجماع و اتفاق۔ اور ابھی تو ہم نے اختصار سے کام لیا ہے۔ مزید سینکڑوں اکابر امت کے فتاویٰ عدم جواز پر نقل کیے جاسکتے ہیں۔ تمہارا اجماع کیا اجماع ہے؟ مولانا نظام الدین صاحب کی سطح اور ان کے گریڈ کے زیادہ سے زیادہ تین چار مولانا صاحبان ہوں گے۔ باقی فیشن پرستی شو بازی میں دیکھا دیکھی اندھا دھند بھیڑ چال میں پیچھے لگ گئے۔ ایسے علمائے کرام جو ایک خط اور چٹھی نہیں لکھ سکتے۔ ذرا ایسے مسلّمہ اکابر حضرات میں سے صرف دس بارہ کا نام تو لو جیسے جلیل القدر استاذ الاساتذہ مسلّمہ اکابرین کے فتاویٰ عدم جواز پر ہم نے

پیش کیے ہیں۔ اجماع کیا بچوں کا کھیل ہوتا ہے یوں تو کل کو کوئی عاقبت نا اندیش مولانا فتویٰ جاری کر دیتا ہے سینماؤں میں جانا اور فلمیں دیکھنا بالکل جائز ہے کیونکہ ہم برائیوں کے مضمرات کے مناظر دیکھ کر ان برائیوں کارڈ کریں گے اور پھر ان مولانا مفتی صاحب کے فتویٰ سے فائدہ اٹھا کر اَن ٹرینڈ (غیر تربیت یافتہ) مولانا صاحبان عوام وخواص دنیا دار فلمیں دیکھنا شروع کر دیں اور پھر جہال وعوام کہا کریں کہ فلم دیکھنے پر تو اجماع ہے تو کیا اس کو اجماع کہا جائے گا۔ کل کو کوئی جدّت پسند مولانا فتویٰ جاری فرمادیں کہ داڑھی منڈا آدمی کوٹ پتلون پہن کر نماز پڑھا سکتا ہے۔ دنیادار لوگ جاہل عوام تو ڈھیل ڈھال اور نرمی چاہتے ہی ہیں۔ وہ اس فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے داڑھی منڈوں کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا شروع کر دیں اور جب یہ رواج عام ہوجائے تو اس کو تحقیق جدید اور حالاتِ زمانہ کا نام دے کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ داڑھی منڈوں کی امامت کے جواز پر تو اجماع ہے۔

تو اے بھلے لوگوں کیا اِن اَن پڑھ جاہل عوام کو اندھا دھند عمل سے اجماع ہوجایا کرتا ہے؟ کچھ تو خدا کا خوف کرو اور پھر لاؤڈ اسپیکر کے جواز کا فتویٰ دینے والے ہمارے جدید ماڈرن محقق ومفتی صاحبان غور کریں کہ آپ کے فتویٰ پر کہاں عمل ہورہا ہے۔

جس مسجد میں دو تین صفیں اور قطاریں نمازیوں کی ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر استعمال ہورہا ہے۔

نماز شبینہ میں پانچ سات آدمی شریک جماعت ہیں۔ لاؤڈ اسپیکر استعمال ہورہا ہے۔

تراویح میں دس آدمی، اسپیکر استعمال ہورہا ہے۔

آپ کے جواز کا فیض اس طرح عام ہورہا ہے حالانکہ مکبّرین کا تقرر بھی اس وقت سنت ہے جب مجمع زیادہ ہوتو یہ ہے آپ کے اجماع کی حقیقت کہ آپ کے جواز کے فتویٰ سے عوام و جہال فائدہ اٹھا کر من مانی کررہے ہیں۔ اور پھر یہ مفروضہ بھی غلط غلط ہزار بار غلط ہے کہ ہر شہر میں پانچ سات مسجدوں کو چھوڑ کر باقی تمام مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر استعمال ہورہا ہے۔ ہمارے میلسی میں پینسٹھ ۶۵ مسجدیں ہیں۔ اہل سنت کی ایک مسجد میں بھی اسپیکر نماز میں استعمال نہیں ہوتا۔ ایک بیرونی خطیب باہر سے آکر صرف جمعہ کی نماز لاؤڈ اسپیکر میں پڑھاتے ہیں حالانکہ ان کے ہاں بھی مکبّرین کی ضرورت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ سولہ صفیں ہوتی ہیں۔ ان کی اپنی آواز آسانی سے پہنچ سکتی ہے۔ یہ طرزِ عمل آپ کے فتویٰ کے بھی خلاف ہے۔ یہ کیا اجماع میں شامل ہوئے۔ ملتان شریف، لائل پور، فیصل آباد، لاہور اور کراچی میں اکثریت ایسی مسجدوں کی ہے جہاں لاؤڈ اسپیکر استعمال نہیں ہوتا اور استعمال کرنے والے بھی اکثر ایسے ہیں جو محض شوبازی میں کرتے ہیں۔ آپ کے فتویٰ کے عین مطابق نہیں

ہوتا۔ جہاں ضرورت نہیں وہاں بھی چلتا ہے جو شرعی احکام کی صریح خلاف ورزی اور سراسر فیشن پرستی ہے اور اس کا وبال مجوزین حضرات پر ہے کہ انھوں نے برائی کا دروازہ کھولا اور وہ بے لگام ہو کر کھلتا گیا۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مسجد میں کسی نے ایسی لالٹین (لیمپ) لگا دیا جس میں مٹی کا تیل جلتا تھا۔ حضور اعلیٰ حضرت نے فرمایا اس کو اتارو۔ اس شخص نے عرض کیا حضور اس میں مٹی کا تیل نہیں ہے۔ ارنڈی کا تیل جلتا ہے۔ فرمایا، اس لیمپ یا لالٹین کی شکل و صورت مٹی کا تیل جلنے والے لیمپ کی ہے۔ لوگوں کو دھوکہ اور مغالطہ لگے گا۔ مولانا کی مسجد میں مٹی کا تیل جلتا ہے تو ہم بھی اپنی مسجدوں میں مٹی کا بدبودار تیل جلائیں۔ فرمایا اچھا تم یہاں بیٹھ جاؤ اور آنے والے جانے والوں کو بتاتے رہو کہ اس لالٹین میں مٹی کا تیل نہیں جلتا۔ اس میں ارنڈی کا تیل جلتا ہے'' ملخصاً تو جناب بالکل بعینہٖ اسی طرح آپ کے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کے فتویٰ سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اب جاہل عوام اور ان پڑھ مولانا بلا ضرورت بھی دس دس نمازیوں کی مسجد میں دو دو صفوں کی مسجد میں بلا ضرورت لاؤڈ اسپیکر پر لوگوں کی نمازیں برباد کر رہے ہیں[1] اور اب لوگ زیادہ کریں گے اور کہیں گے کہ اب تو سنتوں بھرے اجتماع میں سنتوں کی تبلیغ کے علمبردار مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی بھی لاؤڈ اسپیکر استعمال کرتے کراتے ہیں تو جناب اس کا وبال اور عذاب کس کی گردن پر ہوگا۔

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے خصوصی التماس

حضور والا! آپ نے یقیناً بے خبری و لاعلمی میں محض مولانا نظام الدین صاحب کے انفرادی فتویٰ اور ان کے تردید شدہ رسالہ ''شرعی احکام'' پر عمل فرما کر لاؤڈ اسپیکر نمازوں میں استعمال فرمانا شروع کر دیا ہے۔ اوّل تو آپ کو مسلّمہ اکابرین شہزادگانِ اعلیٰ حضرت و خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت و مسلّمہ اکابرین اہل سنت کے متفقہ اجماعی فتاویٰ کا علم نہ ہوگا۔

دوّم یہ کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مولانا نظام الدین کے اس انفرادی ذاتی فتویٰ یا تحقیق جدید کو تو خود مرکز اہل سنت بریلی شریف کے مدارس اور دارالعلوم منظر اسلام اور اعلیٰ حضرت کے رضوی دارالافتاء دارالعلوم مظہر اسلام اور جانشین مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب ازہری قادری اور خود دارالعلوم جامعہ اشرفیہ کے علماء کی تائید و

[1] اس سے بڑھ کر ایک افسوس ناک واقعہ لاہور کے قریب ایک گاؤں چوہنگ میں پیش آیا۔ ہمارے ایک دوست محمد افتخار بھٹی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ہماری جامع مسجد کے مولانا صاحب نے فجر کی نماز میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہوئے اچانک سلام پھیر دیا اور کہا کہ اسپیکر نہیں چل رہا، اسپیکر چلاؤ۔ استغفر اللہ اس واقعہ پر بیسیوں گواہ پیش کیے جاسکتے ہیں ایسے امام صاحب کے بارے مفتیانِ کرام کیا فرمائیں گے؟)

حمایت بھی حاصل نہیں۔ اپنے جواز کے فتویٰ میں وہ تو فرد تنہا ہیں اور بے یار و مددگار ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی صدر الصدور دارالافتاء اشرفیہ و ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ فرماتے ہیں۔

''مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں عزیز گرامی وقار علامہ مفتی نظام الدین صاحب اپنی رائے میں منفرد (اکیلے) ہیں۔ ادارہ (جامعہ اشرفیہ) کا کوئی فرد اس سے متفق نہیں ہے۔ انھوں نے جو کچھ کہا اس کی ذمہ داری تنہا اس کے سر ہے۔''

(''لاؤڈ اسپیکر کے شرعی حکم کا شرعی محاسبہ'' ص ۵۹ از قلم حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور و استاد دارالعلوم امجدیہ ناگپور)

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب غور فرمائیں کہ مولانا نظام الدین صاحب کے ادارہ کے جلیل القدر صدر الصدور مفتی و ناظم تعلیمات اور استاد محترم تو یہ فرمائیں کہ مولانا نظام الدین صاحب سے ادارہ اشرفیہ کا کوئی فرد متفق نہیں۔ وہ اپنی رائے میں منفرد ہیں، تنہا ہیں۔ اس کی ذمہ داری تنہا مولانا نظام الدین کے سر ہے۔ ہم ذمہ دار نہیں۔ لہٰذا غور فرمائیں کہ کہیں آپ بے خبری میں ایسے ہی شخص کے فتویٰ اور رسالہ پر عمل فرما کر سنتوں بھرے روحانی اجتماع کو بدعت و کراہت اور فساد نماز کی راہ پر تو نہیں ڈال رہے ہیں۔ پھر جناب والا کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ مولانا نظام الدین صاحب کی کتاب کے ہندوستان میں اکابر علماء اور ان سے سینئر فضلاء نے چار پانچ ردّ لکھے ہیں اور ان کی تاویلاتِ باطلہ کے جوابات دیئے ہیں۔ کیا وہ آپ کی نظر سے نہیں گزرے؟

ملاحظہ ہو ایک ردّ اور مفصل جواب آپ کے اور ہمارے بلکہ سیدنا مجدد اعظم حضور پرنور سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے مرکز عقیدت پیرخانہ آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ الشیخ سیدنا سید آلِ رسول حسنین میاں برکاتی مدظلہ العالی نے ''قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز'' تحریر فرمایا اور رضا اکیڈمی ممبئی نے شائع فرمایا۔

اور دوسرا جواب حضرت علامہ مولانا سید محمد حسینی اشرفی مصباحی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شمسیہ اشرفیہ راچوٗر کرناٹک چیف ایڈیٹر ماہنامہ سنی آواز ناگپور نے شائع فرمایا۔

ایک جواب خلیفہ مفتی اعظم شیخ الحدیث استاذ الاساتذہ علامہ مفتی غلام محمد خان صاحب ناگ پوری مدظلہٗ، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ ناگپور نے صیانۃ الصلوات عن افساد اٰلات مکبّر الاصوات ''لاؤڈ اسپیکر پر اقتداء نماز'' گانجہ کھیت ناگپور مہاراشٹر سے چھپوایا۔

ایک کتاب ''التفصیل الانور''

اور ایک کتاب حضرت علامہ مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی صاحب نے ''قول فیصل'' کے نام سے شائع کیا

اور ایک کتاب ''قہر الٰہی'' شائع کی گئی۔

ماہنامہ ''سنی آواز'' ناگپور میں اس شرعی حکم کا برابر ردّ وابطال ہوا۔

تعجب ہے ان علماء اور مبلغین پر ایسے شخص کے فتویٰ اور اس کی ایسی کتاب پر عمل فرما کر امت کو غلط راہ پر ڈال رہے ہیں جن کی کتاب اور جن کے انفرادی فتویٰ کے رد اور جواب میں اکابر اہل سنت ہند متعدد جامع کتابیں شائع فرما چکے ہیں اور اس سے قبل خلیفۂ اعلیٰ حضرت برہان ملت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب قادری رضوی جبل پوری حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی جامع تصدیق سے کتاب **صیانة الصلوٰة عن حیل البدعات** محلّہ اپرین گنج دارالسلام جبل پور نمبر۲ ایم پی ہند سے شائع فرما چکے ہیں اور اس سے قبل پاکستان سے مسئلہ لاؤڈ اسپیکر کے فساد و بطلان و عدم جواز پر بیسیوں اکابر اہل سنت کی تائید سے رسالہ مبارکہ القول المقبول حضرت علامہ مفتی محمد صاحب داد خاں صاحب مفتیٔ اعظم پاکستان **علیه الرحمة** شیخ الجامعہ راشد یہ پیر گوٹھ سندھ اور مجاہد ملت علامہ محمد عبدالحامد قادری بدایونی صدر مرکزی جمیعت العلماء پاکستان کراچی سے ''ایک اہم فتویٰ'' کے نام سے مفصل کتاب مع فتاویٰ اکابر اہل سنت شائع فرما چکے ہیں۔

اسی طرح اہل سنت کے اوّلین مشہور ومعروف ناشر نوری کتب خانہ لاہور سے اکابر علمائے کرام کا فتویٰ چھپ چکا ہے۔ علاوہ ازیں شاہ عالمی مارکیٹ وکرشن نگر نمبر ۵ لاہور سے سنی اور غیر سنی اکابر علماء کا مجموعہ فتاویٰ بنام ''لاؤڈ اسپیکر کی نماز پر فتاویٰ عدم جواز'' چھپ کر اندرون اور بیرون ملک شائع ہو چکا ہے۔ ان تمام کتب و رسائل کی فوٹو کاپیاں مل سکتی ہیں۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب **دامت برکاتهم** خود غور فرمائیں کہ آج کی دنیا میں مذکورہ بالا قسم کے صف اوّل کے مسلّمہ اکابر کا کون ثانی ہمسر ہے جس کے فتویٰ پر عمل کیا جائے اور ان جلیل القدر اکابر و مشاہیر کے متفقہ اجماعی فتاویٰ کو مسترد کر دیا جائے۔ قرآن عظیم میں مسلمانوں کو ہر نماز میں اس دعا کی تعلیم فرمائی گئی۔ **انعمت علیهم** یا اللہ ہمیں ان کا راستہ چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ مذکورہ بالا بزرگانِ دین کشور علم و عرفان وفقاہت کے تاجداروں سے بڑھ کر کون انعام یافتہ مقبول ومحبوب بارگاہ ایزدی اس دور میں مل سکتا ہے؟

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی اور بیشتر اسلامی بھائی یقیناً جانتے ہوں گے۔ حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم ﷺ کا فرمان ذی شان ہے کہ ''میری امت کا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا (الحدیث) **لا یجتمعوا**

امتی علیٰ الضلالة اورمشہورقول ہے البرکة مع اکابرکم۔''برکت تمہارے بزرگان دین کے ساتھ ہے۔''

مقام غور وفکر ہے کہ جتنے عظیم وجلیل وکثیر مسلّمہ معتمد علیہ سرکردہ اکابر ومشاہیر علماء اہل سنت واعظم مفتیان شریعت وتبحر فقہاء امت کے مدلل ومحقق ومستندفتاویٰ مبارکہ ہم نے پیش کیے۔آج کی دنیا میں نہ ان اکابر کا کوئی ثانی ومثل ہے نہ اتنی بڑی کثیر تعداد میں کسی مسئلہ پر علمائے کرام ومفتیان عظام نے متفقہ شرعی فیصلہ وفتویٰ دیا ہوگا نہ کسی ایک موضوع پر اتنی کثیر کتابیں لکھی ہوں گی جتنی مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر عدم جوام وفساد نماز کے موضوع پر لکھی گئیں۔ویسے بھی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری رضوی سلمہ جیسے وسیع النظر اہل علم واہل مطالعہ کو بخوبی علم ہوگا کہ''حرمت وحلت کے دلائل کے تعارض کے وقت دلائل حرمت ہی کو ترجیح ہوتی ہے اور محض شبہ بھی مقتضی ہے کہ اس کو ترک کروفان الظن فی الفقهیات بالتیقن حاکم حقیقی خالق کائنات جل وعلا کا ارشاد ہے۔ولاتقف مالیس لک به علم ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنه مسئولا یعنی جس بات کی تجھ کو تحقیق نہ ہوتو اس پر عمل مت کر کہ ہر شخص سے اس کے کان آنکھ اور دل سے پوچھ ہوگی۔

مجوزین کو جاننا چاہیے اور بالخصوص برادرِ طریقت مولانا شاہ محمد الیاس رضوی صاحب اور پیارے پیارے میٹھے میٹھے اسلامی بھائیوں عزیزان طریقت سلمہم کو مان لینا چاہیے کہ حضرات فقہاء کرام کے ہاں قاعدہ کلیہ ہے جہاں جواز وعدم جواز متعارض ہوں عدم جواز کو ترجیح ہوتی ہے۔کتب احادیث مبارکہ میں سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کا اتباع سنت سے عشق ضرور ضرور حضرت مولانا محمد الیاس صاحب قادری کی نظر مبارک سے گزرا ہوگا کہ ایک بار ایک چھوٹے درخت کے نیچے سے حضور جان نور آقائے دو عالم ﷺ کا گزر مبارک ہوا درخت چھوٹا تھا۔حضور اقدس ﷺ جھک کر اس درخت کے نیچے سے گزرے۔اس کے بعد درخت بڑا ہوگیا۔اونچائی پر چلا گیا تو پھر جب کبھی بھی سیدنا صدیق اکبر رضی اللّٰه عنه کا گزر اس طرف سے ہوتا تو آپ حضور علیه الصلوٰة والسلام کے اتباع میں ہمیشہ اس درخت کے نیچے سے جھک کر گزرتے تھے کہ یہ پیارے آقا ﷺ کی پیاری ومقدس ادا مبارک ہے کہ سرکار یہاں اس درخت کے نیچے سے جھک کر گزرے تھے تو مولانا محمد الیاس صاحب اور دیگر مجوزین حضرات غور کریں کہ اسی کتاب کے مختلف مضامین اور فتاویٰ میں گزرا۔حضور پر نور ﷺ کی موجودگی میں بوقت نماز باجماعت سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر رضی اللّٰه عنه مکبّر تھے تو حضور اقدس نور مجسم شفیع معظم ﷺ کی اس مقدس،میٹھی میٹھی پیاری سنت سے بھی محبت اور اس پر عمل ہونا چاہیے اور لاؤڈ اسپیکر کی بدعت سے اجتناب فرما کر سنت کے مطابق نماز باجماعت کے لیے مجمع کثیر میں مکبّر کھڑے کرنے چاہیے۔

زلف دو تاء یار میں دل کو پھنسایئے　　جس رنگ میں ہو یار وہی رنگ لایئے

اورقرآن عظیم میں بھی صاف ارشادفرمایاقل ان کنتم تحبون اللّٰه فاتبعونی یحببکم اللّٰه تم میری اتباع کرو اللہ تم کو دوست رکھے گا۔ تو نماز کے لیے اتباعِ حضور اقدس ﷺ مکبّرین کے تقرر میں ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے استعمال میں نہیں۔ ویسے بھی حضرت مولانا بانی و امیر دعوتِ اسلامی اورعزیزان گرامی اسلامی بھائی گنبد خضراء مبارکہ کے رنگ مناسبت سے اور چند بار سبز کپڑا استعمال فرمانے کی سنت مبارکہ پرعمل کرتے ہوئے سبز عمامہ مبارکہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ اہل علم جانتے ہیں مگر پھر بھی سبز کپڑا استعمال میں تو رہا۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر کی بجائے سنتوں بھرے اجتماعات میں پیاری پیاری میٹھی میٹھی سنت مکبّرین پر بھی عمل ہونا چاہیے اورجبھی آپ کہہ سکیں گے۔

میرے پیشوا ہیں حبیب خدا　　میں ہوں ان کی سنت پہ دل سے فدا

ہمارا اور آپ کا اور سب اسلامی بھائیو کا حال تو برادرِ اعلیٰ حضرت استاد زمن مولانا حسن رضا علیه الرحمة کے اس مبارک شعر پر ہونا چاہیے۔

مرہی جاؤں میں اگراس در سے جاؤں دوقدم　　کیا بچے بیمارِ غم قرب مسیحا چھوڑ کر

اب جبکہ تمام مسلّمہ اکابر و مشاہیر اہل سنت خلفاء و تلامذہ وشہزادگانِ اعلیٰ حضرت نے نماز میں مکبّرین کا تقرر سنت مانا اورتسلیم کیا ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے۔ علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین من تمسکوا بها وعضوا علیها بالنوا جذوایاکم محدثات الامور فان کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة (رواه احمد و ابوداؤد والترمذی و ابن ماجه الخ مشکوٰة ص ۳۰) یعنی تم پر میری سنت لازم ہے اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ اس سنت کو مضبوطی سے تھامو اورنئی بدعات سے اپنے آپ کو بچاؤ میری سنت کے خلاف ہر نئی بدعت گمراہی ہے۔ (الحدیث) مکبّرین کے تقرر کو تمام اکابر اہلسنّت نے سنت مانا ہے اور ہم پر ان کی اتباع لازم ہے۔ یہی قرآن عظیم کی تعلیم ہے۔ صراط الذین انعمت علیهم ہمیں ان کے راستہ پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا۔ اس لیے حضور سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمة اللّٰه علیه نے فرمایا ؎

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا　　وہ کیا بہک سے سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب علیه الصلوٰة والسلام کے وسیلہ جلیلہ حضور سیدنا غوث و رضا رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما کے صدقہ اس کتاب کومقبول خاص وعام بنائے اور ہم سب کوعمل کی توفیق فرمائے اورمسلکِ اعلیٰ

حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

اہل سنت کا عمل تیری غزل پر ہو حسنؔ — پھر میں جانوں کہ ٹھکانے لگی محنت تیری

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه و نور عرشه سیدنا مولانا ملجاء نا ومأونا محمد و آله و اصحابه اجمعین

الفقیر عبدالنبی الولی محمد حسن علی القادری الرضوی البریلوی غفرله الولی

ازروئے قرآن مجید وتفسیر مبارکہ واحادیث طیبہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال منع ہے

ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بین ذلک سبیلا ﴿آخری رکوع سورہ بنی اسرائیل یا سورہ اسریٰ﴾ اس کے تحت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ یوں ترجمہ فرماتے ہیں۔

''اور اپنی نمازیں نہ بہت آواز سے پڑھ نہ بالکل آہستہ اور دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ انتھی بلفظه.

یہاں بالکل صاف اور واضح طور پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے آیت سے نماز میں درمیانی آواز سے پڑھنا ہی مراد لیا ہے جیسا کہ تمام اہل سنت مترجم اور مفسر لیتے آئے ہیں۔ اب جو مفتیان کرام ان کے نام کی آڑ لے کر دوسرے سُنّیوں کو نص قرآنی کے مقابلہ میں اپنے خیالی قیاس سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کے لیے اپنے ضمیر میں فیصلہ کریں کہ خدائی آیات سے کیا ہنسی اور مذاق کر رہے ہیں۔۱۲ منه

اور اس ترجمہ کے آخری جملہ **وابتغ بین ذلک سبیلا** کے متعلق حضرت صدرالافاضل استاذ العلماء مولانا حافظ حکیم محمد نعیم الدین صاحب رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه اپنی مشہور تفسیر ''خزائن العرفان'' میں لکھتے ہیں۔

''متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بآسانی سن لیں'' الخ انتھیٰ اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب جیسے مشہور نعیمی بزرگ اپنے حاشیہ ''نورالعرفان فی حاشیة القرآن'' میں اس آیت مبارکہ کے حاشیہ نمبر ۴ میں لکھتے ہیں کہ:

''اس سے معلوم ہوا کہ اب لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو نماز میں ممنوع ہے اسی طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں تو زیادہ چیخ کر قرأت نہ کرے۔ حضور ﷺ جب نماز میں بلند آواز سے قرأت فرماتے تھے کفار رب کو گالیاں دیتے تھے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس

لیے اب بھی ظہر اور عصر میں آہستہ آہستہ قرأت کی جاتی ہے تاکہ مسلمان اس زمانہ کی اپنی مجبوری یاد رکھیں۔“ انتھیٰ۔ ﴿مختصر تفسیر نعیمی مطبوعہ گلزار عالم پریس لاہور ص ۴۶۷)

نماز میں درمیان آواز سے پڑھنے کا قرآنی حکم
مفسرین اہل سنت کا فیصلہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے

تفسیر کبیر میں امام محمد بن عمر فخر الدین رازی المولود ۵۴۴ھ والمتوفی ۶۰۶ھ نے سورۂ اسریٰ یا بنی اسرائیل کے آخر میں ولا تجهر بصلاتک و تخافت بها وابتغ بين ذلک سبيلا پر قرآن وحدیث ولغت کے لحاظ سے روشنی ڈال کر آخر میں اپنا فیصلہ ان الفاظ میں ظاہر فرمایا ہے۔

وقول ثبت فی كتب الاخلاق و ان كلا من الامور ذميم والعدل هو رعاية الوسطو لهذ المعنى مدح اللّٰه تعالیٰ هذه الامة بقوله وكذالک جعلنا كم امة وسطا وقال فی مدح المومنين والذين اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلک قواماوامر اللّٰه رسوله فقاله ولا تجعل يدک مغلولة الى عنقک ولا تبسطها كل البسط فكذا ههنا نهیٰ عن الطرفين وهو الجهر والمخافة وامر بالتوسط بينهما فقال بين ذلک سبيلا و منهم من قال الاية منسوخة وهو بعيد انتهى.

﴿تفسير كبير آخر بنی اسرائيل الجزاء الحادی والعشرون مطبوعه الهيبة المصرية ص ۷۱﴾

یعنی اسلام کی اخلاقی کتب میں یہ ثابت ہے کہ سب کاموں کے دونوں طرف ﴿افراط وتفریط﴾ برے ہیں، درمیان راہ اختیار کرنا عین عدل وانصاف ہے۔ اس لیے حق تعالیٰ نے اس امت کی مدح اس قول میں فرمائی ہے کہ ”ہم نے تمہیں درمیان امت قرار دیا ہے“ اور تمام ممدوح مومنین کے متعلق یہ ارشاد فرمایا کہ ”خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں بلکہ درمیانی سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں۔“

اور حق تعالیٰ نے اپنے برحق رسول سے ارشاد فرمایا کہ ”خرچ کرنے میں نہ تو اپنا ہاتھ گردن سے باندھے رکھ اور نہ بالکل کھول دے۔“ تو یہاں اس آیت ولا تجهر بصلاتک والی میں جہری قرأت اور سری قرأت دونوں سے روکا بلکہ ان دونوں کے درمیان متوسط راستہ اختیار کرنے کا صاف حکم فرمایا اور جو شخص اس آیت کو منسوخ کہتا ہے، وہ حق سے بہت دور ہوگیا۔“

حقیقت میں امام رازی قدس سرہ نے صاحب تفسیر کشاف زمخشری معتزلی کا ردفرمایا ہے جو اس نے کہا ہے کہ آیت میں دعا والے معنی ادعوا ربکم تضرعا و خفیة وغیرہ سے منسوخ ہے۔ مگر امام رازی کے اس قول سے واضح ہوا کہ یہ آیت ہرگز منسوخ نہیں ہے اور صلاۃ کے معنی دعا مراد لینا یہاں سباق و سیاق اور شانِ نزول کے صریح خلاف ہوگا جیسا کہ تفسیر حقانی جلد ۵ ص ۱۱۵ میں ہے کہ ادعوا ربکم تضرعاً و خفیة سے اس آیت کو منسوخ کہنا ہی غلط ہے۔

تنبیہ

﴿۱﴾ آج تک قرآن عظیم کے جتنے تراجم لکھے یا چھاپے گئے ان سب میں اس آیت کے یہی اجماعی معنی مراد لیے ہیں کہ ''نماز زیادہ بلند آوازی سے نہ پڑھ اور نہ بالکل آہستگی سے پڑھ بلکہ درمیانی آواز سے پڑھنے کا صریح اور صاف قرآنی حکم ہے وابتغ بین ذلک سبیلا اس پر واضح دلیل ہے اور ظاہر ہے کے لاؤڈ اسپیکر کا مفہوم ہی زیادہ بلند آوازی سے بولنا ہے اور مشاہدہ اور تجربہ بھی اس معنی کی تائید کرتا ہے۔

﴿۲﴾ اور آج تک قرآن مجید کی جتنی تفاسیر لکھی یا چھاپی گئی ہیں ان سب میں اس آیت مبارک کے متعلق جتنے اقوال لکھے ہیں، ان سب میں پہلا قول اور سب سے مقدم تر اسی قول کو بیان کیا ہے جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت کا صحیح اور اصلی مفہوم ہی یہی ہے کہ جہری نمازوں میں زیادہ بلند آوازی سے قرآن نہ پڑھا جائے بلکہ درمیانی آواز سے قرأت کی جائے اور بار بار اصرار سے ہمیشہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ قرآن حکیم کے صریح حکم کی خلاف ورزی گناہ کبیرہ ہے کیونکہ صغیرہ پر اصرار کرنا یقیناً گناہ کبیرہ ہے اور ایسے فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

﴿۳﴾ اسی طرح تفسیر کبیر میں شروع پارہ ۲ میں وجعلنا کم امة وسطا کے نیچے یہ احادیث لکھی ہیں۔

﴿الف﴾ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم خیر الامور اوسطھا ای اعدلھا بہترین کام درمیانہ روی ہے۔

﴿ب﴾ وقال علیه الصلوٰۃ والسلام علیکم بالنمط الاوسط انتھیٰ. تم سب پر درمیانی راستہ اختیار کرنا ضروری ہے۔

﴿۴﴾ اور مشکوٰۃ ۱۹۱ محدث ترمذی اور ابوداؤد اور نسائی سے مروی ہے کہ قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الجاھر بالقرآن کالجاھر بالصدقة والمسر بالقرآن کالمسر بالصدقه اس حدیث سے

وضاحت کے ساتھ جہر مفرط سے بچنے کا رجحان **علی الاعلان** پایا جاتا ہے مگر نماز میں تو **وابتغ بین ذلک سبیلا** درمیانی آواز سے پڑھنے کی صراحت ہے۔

﴿۵﴾ اسی طرح تمام محدثین کرام نے جہاں اس آیت کی احادیث سے تفسیر بیان کی ہے، سب نے حضرت ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام **رضی اللہ عنھم** سے درمیانی آواز سے پڑھنا نقل کیا ہے اور سب سے مقدم اور سب سے پہلے یہی اوپر والے معنی اور مفہوم کو ہی بیان فرمایا اور **صحیح مسلم** میں تو باب کا عنوان ہی یہ باندھا ہے کہ "**باب التوسط فی الصلوٰۃ الجھریۃ**" یعنی جہری نماز میں توسط اور درمیانی آواز سے پڑھنا﴾ اور اس کے تحت آخر حدیث میں صاف یہ الفاظ ہیں۔

ولا تجھر ذلک الجھر وابتغ بین ذلک سبیلا یقول بین الجھر والمخافۃ ﴿یعنی اتنی بلند آوازی نہ کر بلکہ جہر ومخافت کے درمیان پڑھ﴾ پوری **تفصیل انشاء المولیٰ تعالیٰ** آئندہ آئے گی ......اور **امام محی الدین نووی** نے اس حدیث کی شرح میں یہی قول مختار اور اظہر لکھا ہے **لکن المختار الاظھر ماقالہ ابن عباس رضی اللہ عنھما**۔

﴿۶﴾ **محدث بیھقی** کی **سنن کبریٰ** مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن جلد۲ ص ۱۹۵ باب کیفیۃ الجہر میں ہے۔ **ولا تجھر ذلک الجھرو ابتغ بین ذلک سبیلاً قال یقول بین الجھر والمخافۃ انتھی** یعنی اتنی بلند آوازی نہ کر بلکہ جہر اور مخافت کی درمیانی آوازی سے پڑھ۔

﴿۷﴾ قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے تکبیرات امام اور مبلغین کی تکبیرات کے متعلق بھی صاف لکھا ہے کہ حاجت سے زیادہ بلند آوازی مکروہ ہے۔ **والزائد علیٰ قدر الحاجۃ کما ھو مکروہ للامام یکرہ للمبلغ** (شامی جلد۲ ص ۳۵۱)

اب اہل اسلام خود فیصلہ فرمائیں جس مسئلہ کا ذکر قرآن پاک کی نص قطعی اور نصوص احادیث میں بڑی صراحت اور وضاحت کے ساتھ آیا ہو، اس کے متعلق یہ غلط بیانی کرنا کہ "جب تک دلائل شرعیہ سے کسی شے کی حرمت وممانعت ثابت نہ ہو حلال و جائز استعمال رہتی ہے۔" ﴿**انتھی**﴾

کیا قرآن پاک میں **لا تجھر بصلاتک** کے جملہ سے نماز میں زیادہ بلند آواز سے پڑھنے کی صاف اور صریح ممانعت نہیں ہے؟ اور کیا **وابتغ بین ذلک سبیلا** کے جملہ سے نماز میں درمیانی آواز سے پڑھنے کا صریح حکم نہیں ہے؟

ان تصریحات کے باجود یہ غلط بیانی کرنا کہ جب تک دلائل شرعیہ سے کسی شے کی ممانعت ثابت نہ ہو، حلال و جائز ہے، جس قدر فریب و دھوکہ ہے۔

تفسیر کبیر، سورۂ اسریٰ یا بنی اسرائیل کے آخر میں آیت ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها وابتغ بین ذالک سبیلا کے مباحث کے متعلق لکھا ہے وفیه مباحث۔

﴿البحث الاوّل﴾ قوله ولا تجهر بصلاتک فيه اقوال ﴿الاوّل﴾ روى سعيد بن جبير عن ابن عباس هذه الاية قال كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يرفع صوته بالقرائة فاذا سمعه المشركون سبوه وسبوا من جاء به فاوحى اللّٰه تعالىٰ ولا تجهر بصلاتک فيسمع المشركون فيسبوا اللّٰه عدوا بغير علم ولا تخافت بها فلا تسمع اصحابک وابتغ بين ذلک سبيلا.

﴿القول الثانى﴾ روى ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم طاف باليل علىٰ دورا الصحابة وكان ابى بكر ويخفى صوته بالقرائة فى صلاته وكان عمر يرفع صوته فلما جاء النهار وجاء ابوبكر و عمر فقال رسول اللّٰه صلى اللّٰه على وسلم لا بى بكر لم تخفى صوتک فقال انا جى ربى وقد علم حاجتى وقال لعمر لم ترفع صوتک فقال از جر الشيطان و اوقظ الوسنان فامر النبى صلى اللّٰه عليه وسلم ابابكر ان يرفع صوته قليلا وعمران يخفض صوته قليلا.

﴿القول الثالث﴾ معناه ولا تجهر بصلاتک كلها ولا تخافت كلها وابتغ بين ذالک سبيلا بان تجهر بصلاة الليل و تخافت يصلاة النهار.

﴿القول الرابع﴾ ان المراد بالصلوٰة الدعاء وهذا قول عائشه رضى اللّٰه عنها و ابى هريرة ومجاهد قالت عائشة رضى اللّٰه عنها وروى هذا مرفوعاً ان النبى صلى اللّٰه عليه وسلم قال فى هذه الاية انما ذلک فى الدعاء والمسئلة لاترفع صوتک فتذكر ذنوبک فتعا بها فالجهر بالدعاء منهى عنه والمبالغة فى الاسرار غير جائزة والمستم من ذلک التوسط.

﴿البحث الثانى﴾ الصلوٰة عبارة عن مجموعه الافعال والاذكار و الجهر والمخافة من عوارض الصوت فالمراد ههنا من الصلوٰة اجزاء ماهية الصلوٰة وهو الاذكار والقرآن وهو من باب اطلاع اسم الكل لارادة الجزء انتهى' ﴿تفسیر الکبیر الجزء الحادی والعشر ون ص ۷۰۔۷۱ مطبوعه الهيبة المصرية بميدان الجامع الازهر بمصر یعنی ولا تجهر والی آیت مبارکہ میں مباحث ہیں۔﴾

﴿۱﴾ پہلی بحث تو **ولا تجهر بصلاتک** میں بہت سے اقوال ہیں جن میں پہلا ﴿اور مقدم تر یہ﴾ ہے کہ حضرت سعید بن جبیر تابعی نے

﴿الف﴾ اس آیت کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباس **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما** سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کی قرأت میں قرآن بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ جب مشرک سنتے تو قرآن اور قرآن کے لانے والے کو گالیاں دیتے، اس پر حق تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ نماز بلند آواز سے نہ پڑھئے جو مشرک قرآن سن کر **اللہ تعالیٰ** کو اپنی جہالت کی بناء پر گالیاں دیں اور نہ ایسی آہستہ آواز سے پڑھئے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں بلکہ جہر اور مخافت کے درمیانی راہ سے پڑھئے۔

﴿ب﴾ دوسرا قول یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک رات مدینہ میں صحابہ کرام کے گھروں کا دورہ فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق **رضی اللہ عنه** نماز میں آہستہ قرآن کریم پڑھ رہے تھے اور حضرت عمر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه** بلند آواز سے نماز میں قرآن پڑھتے تھے۔ جب دن میں دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ تم نماز میں قرآن آہستہ کیوں پڑھ رہے تھے؟ عرض کیا میں اپنے رب العزش سے سرگوشی کرتا ہوں جو بے شک میری حاجت کو جانتا ہے۔ پھر آپ نے حضرت عمر فاروق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه** سے دریافت فرمایا کہ تم کیوں بلند آواز سے پڑھتے ہو؟ تو عرض کیا کہ شیطان کو دفع کرتا ہوں اور عبادت سے غفلت برتنے والے کو جگاتا ہوں۔

اس پر حضور انور **علیه الصلوٰۃ والسلام** نے سیدنا ابوبکر سے فرمایا کہ تھوڑا بلند آوازی سے پڑھو اور سیدنا عمر سے فرمایا تھوڑا آہستگی سے پڑھو۔ یہی دو قول امام رازی کے ہاں پسندیدہ ہیں جیسا کہ آخر مبحث میں تفصیلی فیصلہ دیا ہے۔

﴿ج﴾ تیسرے قول کا یہ مفہوم ہے کہ نہ تو تمام نمازوں کو بلند آواز سے پڑھو اور نہ سب نمازوں کو آہستہ پڑھو بلکہ اس طرح درمیانی راستہ اختیار کرو کہ رات کی نمازیں بلند آواز سے پڑھو اور دن کی نمازیں آہستہ پڑھو۔

﴿د﴾ چوتھا قول جو حضرت عائشہ **رضی اللّٰہ عنها** اور حضرت ابوہریرہ اور حضرت مجاہد تابعی **علیهم الرضوان** سے مرفوعاً مروی ہے کہ یہاں صلوٰۃ سے مراد دعا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ ایسی بلند آواز سے دعا نہ مانگو کہ دوسرے لوگ تمہارے گناہوں کا حال سن کر مجھے عار دلائیں تو ایسی بلند آواز دعا میں منع ہے اور آہستہ پڑھنے میں مبالغہ کرنا بھی ناجائز ہے بلکہ مستحب یہ ہے کہ درمیانی راستہ اختیار کیا جائے تاکہ خود بھی سن سکے جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود **رضی اللہ تعالیٰ عنه** کا قول ہے۔

﴿۲﴾ اور ثانی بحث یہ ہے کہ صلوٰۃ تو تمام اذکار و افعال کا مجموعہ ہے۔ پھر بلند آواز اور آہستہ آوازی تو آواز کے عوارضات میں سے ہیں اور یہاں نماز کے یہی بعض اجزاء قرآنی اذکار مراد ہیں جیسا کہ مجازاً اطلاق کل سے جزوء مراد دیا جاتا ہے۔

نوٹ:- یہ بات ضرور خیال میں رہے کہ اصول فقہ کا یہ مسلّمہ قانون ہے کہ نزول آیات کے کتنے ہی مختلف اسباب بیان کیے جائیں، ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ اعتبار فقط الفاظ کی عمومیت کا ہے جیسا کہ عما تقرران العبرة لعموم اللفظ لا لخصوص السبب انتهیٰ درمختار شروع بحث طلاق وغیرہ۔ فتاویٰ شامی جلد۲ ص ۴۹۳ میں ہے اس بحث کے نیچے شامی میں صاف لکھا ہے کہ قرآنی نصوص کے خلاف کوئی تاویل و اجتھاد بڑی لغزش و گمراہی ہے۔ هی زلة عظيمة مصادمة للنص ﴿الیٰ ان قال﴾ لا يسوغ الا جتهادفيه لغوات شرطه من عدم مخالفة الكتاب والاجماع نعوذ باللّٰه من الزيغ والضلال۔

تفسیرات احمدیہ مطبوعہ علیمی ص ۳۳۳ سورۂ نبی اسرائیل کے آخر میں تصریح کی ہے۔

والغرض ههنا من قوله تعالیٰ ولا تجهر بصلاتک والا تخافت بهاوبيانه ما قيل ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم كان يرفع صوته بقرائة فاذا سمعها المشركون لغوا سبوا فامر بان يخفض من صوته بهذه الاية والمعنى لاتجهر بقرائة صلاتک حتى يسمع المشركون ولا تخافت بها حتیٰ لا يسمع من خلفک وابتغ بين ذلک ای بين الجهر والاخفا سبيلاً وسطا.

وروی ان ابابكر كان يخفض ويقول انا اناجی ربی و قد علم حاجتی عمر كان يجهر ويقول اطرد اوقض الوسنان فلما تزلت امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ابابكر ان يرفع قليلاً و عمران يخفض قليلاً هكذا قالوا و علیٰ هذا فالاية فی حق مقدار الجهر المندوب فی الصلوٰة و لم يذكر الفقهاء بل قالوا ادنی اجهر استماع غيره و ادنی المخافة استماع نفسه وقيل ادنی الجهر استماع نفسه و ادنی المخافة تصحيح الحروف والمعتمد الماخوذ هو الاوّل وقيل معنى الاية لا تجهر بصلاتک كلها ولا تخافت بها كلها وابتغ بين ذالک سبيلا بان تجهر بصلاة الليل و تخافت بصلاة النهار و علیٰ هذا فالاية فی تعيين الصلاة الجهرة وغيره الجهرة ولم يتعرض لها الفقهاء ايضاً ولا ذكر فيه للجمعة والعيدين انما هما فی صلوٰة كل يوم والليلة علی ما لا يخفیٰ.

وقيل معنى قوله تعالیٰ بصلاتک بدعائک صرح به فی المدارک تبعالكشاف كما هودابه

وقال صاحب الكشاف بعد نقل هذا المعنی و صذهب قوم الیٰ ان الایة منسوخة بقوله تعالیٰ و ادعوا ربکم تضرعاً و خفية وهذا لفظه قدمضیٰ بیانه فی سورة الاعراف وهذا المعنی ای معنی الدعاء هو المختار للامام الزاهد ولم یتعرض له القاضی البیضاوی وتبعه الحسینی کما هو دابه انتهیٰ.

یعنی اللہ تعالیٰ کے اس قول **ولا تجهر بصلاتک ولا تخافت بها** کی غرض یہاں یہ ہے اور جس کے بیان میں یہ کہا گیا ہے کہ جب حضور انور ﷺ بلند آواز سے نماز میں قرآن پڑھتے اور مشرکین سنتے تو شور مچاتے اور گالیاں بکتے، اس پر **اللّٰہ تعالیٰ** کی طرف سے آپ کو حکم آیا کہ اپنی آواز کو نیچا کرو۔ آیت سے مقصود یہ ہے کہ نماز کو اتنی بلند آواز سے نہ پڑھو جو مشرکین سن سکیں اور اتنا نیچا بھی نہ پڑھو کہ آپ کے مقتدی نہ سن سکیں، بلکہ جہر اور مخافت کی درمیانی راہ اختیار کرو۔

اور حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں ابوقتادہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق آہستہ آواز سے نماز پڑھتے اور کہتے کہ میں ایسی مقدس ذات خدا سے سرگوشی کرتا ہوں جو میری حاجت کو خوب جانتا ہے اور حضرت عمر فاروق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** نماز بلند آواز سے پڑھتے اور کہتے کہ اس سے شیطان کو دفع کرتا ہوں اور عبادت سے غفلت کی نیند سونے والوں کو جگاتا ہوں۔

پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور انور ﷺ نے صدیق اکبر کو حکم دیا کہ کچھ بلند آواز سے پڑھو اور فاروق اعظم سے فرمایا کچھ نیچی آواز سے نماز پڑھو۔ اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ اس مفہوم کی بناء پر یہ آیت نماز میں جہری قرأت کی مستحب اور درمیانی حد مقرر فرمائی ہے جسے فقہاء نے بیان نہیں کیا بلکہ فقہاء نے فقط مخافت اور جہر کی ادنیٰ حد بیان کی کہ دوسرے کو سنانا ہے اور مخافت کی ادنیٰ حد اپنے کو سنانا ہے اور بعض نے یہ کہا کہ جہر کی ادنیٰ حد اپنے کو سنانا اور مخافت کی ادنیٰ حد فقط حروف کی تصحیح لیکن پہلا قول زیادہ اعتماد کے لائق ہے۔

تفسیرات احمدیہ کے نتائج

﴿۱﴾ یہ آیت جہری نماز میں قرأت کی درمیانی حد مقرر کرنے کے لیے مخصوص ہے جیسا کہ **وابتغ بین ذلک ای بین الجهر والاخفاء سبیلا وسطا** کے الفاظ صاف صاف بتا رہے ہیں اور یہی مفہوم و معنی سب سے زیادہ واضح اور مختار ہیں اور تمام مفسرین نے سب سے مقدم اور پہلے اسی معنی کو بیان فرمایا ہے اور خود **رسالہ مکبّر الصوت** کے ص ۸۰ میں یہی معنی سب سے مقدم بیان کیے ہیں۔

﴿۲﴾ یہ آیت جہری نماز کی قرأت کے متعلق نازل ہوئی جیسا کہ والمعنی لا تجهر بقرأتک صلاتک سے روشن ہے اور حدیث سے اس معنی کی تائید پیش کرنا دلیل ہے کہ مفسرین کے نزدیک یہی معنی مختار اور قابل ترجیح ہیں۔

﴿۳﴾ حدیث مرویه ﴿ابو داؤ و ترمذی نحوه مشکوٰة باب صلاة اللیل فصل ثانی﴾ سے بھی اسی معنی کی تائید بیان کی ہے کہ جہری نماز میں قرأت کی متوسط حد یہی ہے جیسا کہ و علیٰ هذ افالایة فی حق مقدار الجهر المندوب فی الصلوٰة سے صاف ظاہر ہے۔

﴿۴﴾ یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے جس میں صحابہ کرام کو اطمینان سے شبینہ نماز میں جہری قرأت کا موقع ہاتھ آیا تھا جیسا کہ سنن کبریٰ بیهقی جلد۲ ص ۱۹۵﴾ میں نقل کیا قال الشیخ رحمة اللّٰه تعالیٰ علیه لم یکن فی الوقت الذی جهر فیه عمر هذا الجهر ماکان فی وقت نزول الایة من خوف المشرکین ان ینالوا منه سے اس کی تائید ملتی ہے اور اوقظ الوسنان واطرد الشیطان سے اسی اطمینان عبادت کی طرف اشارہ ہے اور اس آیت کے نزول کے بعد ہی مدینہ منورہ میں آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما کو نماز میں درمیانی اور متوسط و معتدل آواز سے قرأت کا حکم دیا کیونکہ یہ حدیث ابی قتاده مدنی انصاری خزرجی سے مروی ہے جو ہجرت کے زمانہ میں بالغ ہی نہیں تھے، اسی لیے بدر میں شریک نہ ہوئے تھے اور انہیں کے بیان کے مطابق مفسر نے تصریح کی ہے کہ فلما نزلت امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ابابکر ان یرفع قلیلاً وعمر ان یخفض قلیلاً کے الفاظ سے صاف واضح ہوتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل بحث احادیث میں آئیں گے۔ ان شاء المولیٰ العزیز﴾

﴿۵﴾ اشعة اللمعات میں اس حدیث کے نیچے ان الفاظ کے ساتھ تصریح ہے۔

''ایں ہدایت است بطریق وسط و اعتدال و تصرف است بتغییر آنچہ ایشاں

برآں بودہ اند چنانچہ عادت مرشداں و تصرف ایشان است۔ ﴿رواه ابو دائود والترمذی نحوه' انتهیٰ' اشعته اللمعات جلد اوّل ص ۵۵۱ باب صلاة اللیل فصل ۲ مطبوعہ نولکشور لکھنو﴾

اصول فقہ کا واضح قانون ہے کہ نصوص میں الفاظ کے عموم کا اعتبار ہے۔ سبب نزول کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

﴿۶﴾ دوسرے غیر مختار معنی جو تفسیرات احمدیہ میں پنج وقتی نماز کی تقسیم جہری اور غیر جہری سے کی ہے، اس کی تائید اگرچہ صریح طور پر قرآن و حدیث سے بیان نہیں کی تاہم ہمارے مقصود کے خلاف نہیں ہے بلکہ اس سے

جہری اور سری نمازوں کا تعین و تقرر معلوم ہوا جو قرآنی الفاظ سے صاف معلوم نہیں ہوتا مگر مفسرین علماء کا استنباط ہے جیسا کہ **فلآیة فی تعیین الصلوٰة الجھریة وغیر الجھریة** سے واضح ہے۔

﴿۷﴾ بعض نے آیت مذکورہ میں لفظ ''صلوٰۃ'' سے دعا کے معنی لیے ہیں اور صاحب کشاف زمخشری معتزلی المولود ۴۶۷ھ المتوفی ۵۳۸ھ نے دعا والے معنی کے لحاظ سے سورۂ اعراف کی آیت اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَةً سے اسے منسوخ بتایا ہے مگر علامہ بیضاوی وغیرہ نے یہ معنی نہیں لیے جیسا کہ **قال صاحب الکشاف بعد نقل ھذا المعنی وذھب قوم الیٰ ان الایة منسوخة بقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیة الخ** سے ظاہر ہے اور **تفسیر حقانی** جلد ۵ ص ۱۱۵ میں **کشاف** کے اس قول کو غلط قرار دیا ہے۔ **حقانی** کے الفاظ یہ ہیں۔ ''اس کو آیت **ادعوا ربکم تضرعاً و خفیة** اور **اذکر ربک فی نفسک** سے منسوخ کہنا غلطی ہے۔'' **انتھیٰ بلفظہٖ** اور **تفسیر کبیر** میں بھی اس آیت کو منسوخ بتانا بعید از حق بتایا ہے۔

﴿۸﴾ اس آیت مبارکہ اور حدیث کے مفہوم سے روزِ روشن کی طرح ثابت و واضح ہوا کہ **اللّٰہ تعالیٰ** اور اس کے برحق رسول ﷺ کے ہاں جہری نمازوں میں نہ افراط پسند ہے اور نہ تفریط بلکہ حدیث **خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُھَا** کے مطابق فقط توسیط اور درمیانی آواز سے پڑھنا پسند ہے اور ان نصوصِ قطعیہ صریحہ کی خلاف ورزی مکبّر الصوت اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ کرنا محض فریبِ نفس اور قیاسِ فاسد پر مبنی ہے اور احکام الٰہیہ سے کھلا مذاق ہے جس پر **ولا تتخذوا ایات اللّٰہ ھزوا** شاہد ہے۔ **اللّٰہ تعالیٰ** ہم سب کو ایسے نفسانی فریبوں سے محفوظ فرمائے اور کتاب وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **انہ قریب مجیب**۔

﴿۹﴾ نزولِ وحی کے ابتدائی دور اور احادیث صحیحہ اور اسلامی تاریخ کے دفاتر سے واضح ہوتا ہے کہ ابتداء میں فقط دو دو رکعت کی نماز مقرر ہوئی۔ اس میں دن کی نمازوں کا آہستہ پڑھنا اور رات کی نمازوں میں بلند آواز سے پڑھنے کی تقسیم کرنا اور اس کا وسط نکالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جس سے جہری اور غیر جہری نمازوں کی تعیین کا سوال سمجھ میں آسکے کیونکہ پنج وقتی نماز کا فرض ہونا تو شب معراج میں ہوا جو ہجرت سے ایک سال پہلے کا واقعہ ہے۔

سیرۃ النبی مولفہ شبلی نعمانی نیچری جلد ۲ ص ۸۹ ایڈیشن اوّل کے حاشیہ میں مولوی سلیمان ندوی کا یہ نوٹ ہے کہ ''نماز کے بیان تاریخ میں محدثین مختلف الرائے ہیں۔ **ابن حجر** نے **فتح الباری** جلد اوّل ص ۳۹۳ میں جو خلاصۂ مباحث نقل کیا ہے اس کا لفظی ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ معراج سے پہلے ان کی غیر موقت نماز کے علاوہ کوئی اور نماز فرض نہ

تھی۔ حربی کی رائے ہے کہ صبح و شام کی دو دو رکعتیں فرض تھیں۔ امام شافعی نے بعض اہل علم سے روایت کی ہے کہ پہلے رات کی یعنی دیر تک نماز فرض تھی۔ بعدازیں فاقرؤا ما تیسر من القرآن کی آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور صرف تھوڑی رات تک نماز فرض رہ گئی۔ اس کے بعد نماز پنج گانہ نے اس حکم کو بھی منسوخ کر دیا۔

ہم نے جو تاریخ بیان کی ہے وہ انہیں چند سطروں کی تفصیل ہے جس کی تطبیق قرآن مجید کی چند آیتوں سے کردی گئی ہے۔ اس تفصیل سے یہ گرہ بھی کھل جاتی ہے کہ قرآن مجید میں اوقات نماز کے مختلف بیانات کیوں ہیں؟'' انتھیٰ۔

﴿۱۰﴾ احادیث صحاح اور اسلامی روایات سے یہ حقیقت اظھر من الشمس ہے کہ پانچ وقتی نماز کا فرض ہونا واقعۂ معراج سے متعلق ہے۔ جو اختلاف کے باوجود جمہور مفسرین ومحدثین کے نزدیک اصح اور راحج قول یہی ہے کہ ہجرت سے ایک سال پہلے معراج کا واقعہ ہوا جیسا کہ تفسیرات احمدیہ مطبوعہ علیمی دہلی ص ۳۴۹ بحث ابتداء سورۂ بنی اسرائیل میں ہے کہ:

﴿الف﴾ والاصح انها فی لیلة السابعة والعشرون من رجب فی الثانیة وعشر من النبوة وقبل الهجرة بسنة انتھیٰ۔ یعنی واقعہ معراج کے متعلق زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ ہجرت سے ایک سال پہلے ۲۷/ رجب ۱۲ نبوی کو یہ واقعہ ہوا۔

﴿ب﴾ تفسیر حقانی جلد ۵ بحث سورۂ بنی اسرائیل ص ۵ میں ہے کہ:

''یہ معراج کا واقعہ محققین کے نزدیک ہجرت سے ایک سال پیشتر رجب کے مہینہ میں ۲۷ کو ہوا تھا۔''

﴿ج﴾ علامہ ابن کثیر نے سورۂ بنی اسرائیل کی تفسیر میں مذکورہ بالا قول کی تائید فرمائی ہے۔ عن الزهری کان الاسری قبل الهجرة بسنة وکذا قال العروة الخ انتھی۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ثالث ۳ ص ۲۲)

تفسیر روح البیان جلد ۳ ص ۵۵۴ میں اس آیت کے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

ولا تجهر بصلاتک ای بقرأت صلاتک فی المسجد الحرام بحیث تسمع المشرکین فان ذلک یحملهم علیٰ سب القران ومن انزله ومن جاء به والغوافیه ففیه حذف المضاف لان الجهر والمخافت صفتان تعتقبان علی الصوت لا غیر و الصلاة افعال واذکار اوهو من تسمیة الجز بالکل مجازاً ولا تخافت بها ای بقرائتها بحیث لا تسمع من خلفک من المومنین قال الکاشفی وآواز فرومدار بآں و ابتغ اطلب بین ذلک ای بین الجهر والمخافت علی الوجه المذکور

سبیلاً امراً وسطاً فان خیر الامور اوسطها والتعبیر عن ذلک بالسبیل باعتبار انه امریتوجه الیه المتوجهون ویامه المقتدون ویوصلهم الی المطلوب ﴿روی﴾ ان ابابکر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه کان یخافت ویقول انا جی ربی وقد علم حاجتی و عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه بجهر بها و یقول اطردالشیطان و اوقظ الوسنان فلما نزلت امر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ابابکر ان یرفع قلیلاً و عمران یخفض قلیلاً انتهیٰ. یعنی اس آیت کی تفسیر علامہ اسماعیل حقی یوں فرماتے ہیں کہ آیت کا شانِ نزول تو وہی کفار مکہ کی شرارت تھی اور ولا تجهر بصلاتک میں لفظ قرأت جومضاف ہے۔ وہ محذوف، اصل میں بقرأت صلاتک ہے اور یہ آیت ہے ہی قرأت نماز کے متعلق کیونکہ جہر ومخافت آواز کی صفتیں ہیں نہ کہ کسی دوسری چیز کی اور نماز اگرچہ بہت سے افعال واذکار کا نام ہے مگر یہاں مجازاً تسمية الجز باسم الكل ہے اور جہری قرأت میں ایسی پست آواز بھی نہ کرو جو تمہارے پیچھے مومنین بھی نہ سن سکیں۔ جیسا کہ علامہ حسن کاشفی نے تفسیر حسینی میں کہا ہے بلکہ جہر ومخافت کی درمیانی راہ طلب کر کیونکہ حدیث خیر الامور اوسطها کی رو سے درمیانی راستہ ہی مطلوب ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰه عنه نماز نہایت پست آواز سے پڑھتے اور حضرت فاروق اعظم رضی اللّٰه تعالیٰ عنه بلند آواز سے نماز پڑھتے تو حضور انور علیه الصلوٰة والسلام نے ابوبکر سے فرمایا آواز اونچی کرو اور عمر سے فرمایا آواز نیچی کرو۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ آیت جہری نماز میں درمیانی آواز سے پڑھنے کے متعلق ہے جیسا کہ تمام مفسرین کا اصح اور ارجح قول یہی ہے۔

اہم نکتہ

یہاں یہ بات خصوصی طور پر غور وفکر کی مستحق ہے کہ جب ازروئے قرآن واحادیث وتفاسیر ہمیں نماز میں اپنی ذاتی آواز کو درمیانی ﴿متوسط﴾ رکھنے کا حکم ہے کہ بہت بلند آواز سے نہ پڑھو تو لاؤڈ اسپیکر جیسی ایک خارجی چیز جس کا مطلب ہی آواز کو بلند اور تیز کرنا ہے، کے ذریعے نماز پڑھنا کس قدر شدید ممنوع و مبطل نماز اور مفسد صلوٰۃ نہ ہوگا کیونکہ ہم اپنی پوری طاقت اور قوت سے بولیں اور لاؤڈ اسپیکر کو کم سے کم آواز پر چلائیں تو اسپیکر کی کم سے کم آواز ہماری پوری قوت و طاقت سے بولی ہوئی آواز سے یقیناً زیادہ اور بلند و بالا ہے تو پھر لاؤڈ اسپیکر پر کس طرح نماز ہوسکتی ہے؟ یہ احکام قرآنی اور فرمانِ نبوی کے سراسر خلاف ورزی ہے۔

مجمع کثیر میں مکبّرین کا تقرر سنت اور لاؤڈ اسپیکر بدعت ہے۔
احادیث وفقہ کی روشنی میں

جماعتِ کثیرہ کو امام کے تحریمہ و رکوع وسجود وسلام میں اقتداء اور عمل کے لیے بخاری شریف میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا سے حدیث شریف ہے۔

امر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ابابکر ان یصلی بالناس فی مرضہ فکان یصلی بھم قال عروۃ فوجد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من نفسہ خفۃ فخرج فاذا ابوبکر یوم الناس فلما راہ ابوبکر استاخر فاشار الیہ ان کما انت فجلس رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حذاء ابی بکر الیٰ جنبہ فکان ابوبکر یصلی صلوٰۃ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم والناس یصلون بصلواۃ ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض کی حالت میں ابوبکر صدیق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کو حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھائیں اور لوگوں کی امامت کریں۔ حضرت صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** جماعت کی امامت کررہے تھے۔ حضرت عروہ کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرض میں کچھ تخفیف پائی تو حجرۂ اقدس سے برآمد ہوئے۔ یہاں حضرت ابوبکر صدیق **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** لوگوں کی امامت کررہے تھے جب صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** محسوس کیا کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لارہے ہیں تو آپ پیچھے ہٹنے لگے۔ حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ایسے ہی رہو جیسے ہو۔ پھر حضور ﷺ، صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کے برابر ان کے پہلو میں تشریف فرما ہوئے اور امامت فرمائی تو صدیق اکبر حضور ﷺ کی نماز پر نماز ادا کررہے تھے اور تمام جماعت کے لوگ صدیق اکبر کی نماز کے ساتھ نماز ادا کررہے تھے۔ یعنی حضور اکرم ﷺ کی **تکبیر، تسمیع، سلام** پر صدیق اکبر نے **تکبیر، تسمیع و سلام** کہا اور لوگوں نے صدیق اکبر کی آواز پر نماز ادا کی۔ علامہ عینی نے **عمدۃ القاری** میں اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا **فیہ دلالۃ ان الائمۃ اذا کانوا بحیث لا یراھم من یاتم بھم اجاز ان یرکع الاماموم برکوع المکبّر** یعنی اس حدیث میں اس امر کی طرف دلالت ہے کہ جب امام اتنی دور ہوں کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا انھیں نہ دیکھ سکتا ہو تو جائز ہے کہ مقتدی مکبّر کے رکوع پر رکوع کرے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بہت بڑی جماعت کے موقع پر جبکہ امام کی آواز تمام مقتدیوں تک نہ پہنچ سکتی ہو تو مقتدیوں میں سے بعض لوگ امام کی تکبیر پر تکبیر کہیں۔ ان کی آواز بھی امام کی آواز کی نائب ہوگی اور اس مکبّر کی تکبیر پر رکوع وسجود امام ہی کی اقتداء میں ہوں گے۔ مکبّر کے لیے بھی شرط ہے کہ اس امام کا مقتدی

ہو اور تکبیر و تسمیع و سلام کے وقت اس کی نیت یہ ہو کہ وہ امام کے کلمات کو منتقل کر کے مقتدیوں تک پہنچا رہا ہے۔ اس کا یہ مقصد اور ارادہ نہ ہو کہ میرے لحن اور سریلی آواز کی مقتدی تعریف کریں۔کلمات انتقالیہ اللّٰــہ اکبر . سمع اللّٰہ لمن حمدہ. السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ صحیح ادا کرے۔ ان کلمات کو ادا کرنے میں اس کا یہ ارادہ نہ ہو کہ میری بلند آواز سب کی آواز پر غالب رہے۔

فتح القدیر میں ہے الناس یصلون بصلاۃ ابی بکر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یعنی انہ کان یسمع الناس تکبیرہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم و فی الدرایۃ و بہ یعرف جواز رفع الموذنین اصواتھم فی الجمعۃ و العیدین وغیرھما ۔یعنی لوگ ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے تھے یعنی ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ لوگوں کو نبی ﷺ کی تکبیر سناتے تھے۔ درایہ میں ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جمعہ اور عیدین میں مؤذنوں کا آواز بلند کرنا جائز ہے۔ اس کے بعد صاحب فتح القدیر فرماتے ہیں اقول لیس مقصودہ خصوص الرافع الکائن فی زماننا بل اصل الرافع لا بلاغ الانتقالات اما خصوص ھذا الذی تعارفوہ فی ھذہ البلاد فلا یبعدانہ مفسد فانہ کان غالباً یشتمل علیٰ مدۃ ھمزۃ اللّٰہ اکبر. اوبائہ وذلک مفسد وان لم یشتمل فلانھم یبالغون فی الصیاح زیادۃ علیٰ حاجۃ الابلاغ والاشتغال بتحریرات النغم اظھار اللصناعۃ النغمیۃ لا اقامۃ العبادۃ والصیاح ملحق بالکلام الذی بساطہ ذالک الصیاح ۔یعنی میں کہتا ہوں اس حدیث کا مقصود وہ خاص رفع نہیں جو ہمارے زمانے میں ہو رہا ہے بلکہ اصل رفع ابلاغِ انتقالات کے لیے ہو۔ ﴿امام کے انتقالات تحریمہ۔ رکوع ۔ سجود۔ سلام کو مقتدیوں تک پہنچانا﴾

یہ خاص رفع جو اِن بلاد میں لوگوں نے معروف کرلیا ہے تو یہ دور نہیں کہ یہ مفسدِ نماز میں ہو کہ یہ رفع غالبًا ﴿اکثر﴾ مدھمزہ اللّٰہ یا ھمزہ اکبر، یا مدۃ باء اکبر پر مشتمل ہوتا ہے یعنی جو تکبیر کہتے ہیں وہ اللّٰہ کے الف کو مد کے ساتھ اللّٰہ یا اکبر کے الف و بڑھا کر اکبر یا ب کو کھینچ کر اکبار کہتے ہیں اور یہ کھینچ تان مفسد نماز ہے اور جن کا رفع اس کھینچ تان پر مشتمل نہ ہو اس اینچا تانی سے پاک ہو۔ صحیح لفظ اللّٰہ اور صحیح لفظ اکبر ادا ہوتا ہو تو بھی اس لیے کہ وہ مکبّرین حاجت ابلاغ سے زیادہ صیاح ﴿بلند آواز کرنے﴾ میں مبالغہ کرتے ہیں اور اشتغالِ صناعۃ نغمیہ میں اپنے کمال کے اظہار کرنے کے لیے نہ کہ اقامت عبادت کے لیے اور صیاح ملحق بالکلام ہے جس کی بساط وہ صیاح ہے یعنی یہ مکبّرین اپنی آواز کو سنوارنے اور بنا کر نکالنے میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں اور اتنی زور سے چلاتے ہیں جو ضرورت سے بہت زیادہ ہوتا ہے امام کے انتقالات کو مقتدیوں تک پہنچانا ان

کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ ان کا مقصد کھینچ تان سے اپنی آواز کو سب سے زیادہ بلند اور کھینچ تان سے راگ راگنی کا اظہار کرنا ہوتا ہے بلکہ آواز کو بنا کر لہریں لے کر نکالنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنی نغموں بھری سریلی آواز کو سنانا چاہ رہے ہیں۔ اور ضرورت سے زیادہ چلانا اور آواز بلند کرنا بھی ایک قسم کا کلام ہے جس کی بساط الفاظ نہیں آواز ہے۔

علامہ امام ابن ہمام **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کی **فتح القدیر** میں اس واضح تصریح نے مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا کہ امام کی تکبیرات انتقالات کو مبلغ اور مکبّر کے ذریعہ جو خود بھی امام کے ساتھ نماز میں شامل ہو اور اس کا مقتدی ہو۔ تمام مقتدیوں اور جماعت تک پہنچانا سنت رسول اللہ ﷺ اور سنتِ خلیفہ اوّل صدیق اکبر **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** ہے۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز خلافِ سنت، مفسد اور ناجائز ہونے کے بارے میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت شیخ الفقہاء سیدنا مفتی اعظم سجادہ نشین بریلی شریف۔ خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت و مُسلّمہ اکابر اہل سنت و اعاظم مفتیان شریعت کے

اہم ضروری فتاویٰ مبارکہ

عاشق مدینہ مولانا محمد الیاس قادری اور ناواقف علماء و مجوزین کی خصوصی توجہ کے لئے

الجواب:- لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتھم کا فتویٰ یہی ہے کہ محض لاؤڈ اسپیکر پر انتقالات کرنے والے کی نماز فاسد ہے۔ یہ فتویٰ پاکستان و بھارت کے سُنّی اخبارات اور رسائل میں چھپ بھی چکا ہے۔ چھپے ہوئے فتویٰ کے خلاف محض اپنی بات بالا رکھنے کے لیے یہ کہنا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کا فتویٰ لاؤڈ اسپیکر پر نماز صحیح ہونے کا ہے۔ وہ بدترین جرم ہے جو ناقابل درگزر ہے۔ ان سے بڑھ کر بے باک وہ لوگ ہیں جو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے سر اس کا جواز تھوپتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے عہد مبارک میں لاؤڈ اسپیکر کا نام بھی کوئی ہندوستان میں نہ جانتا تھا۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کسی کتاب میں لاؤڈ اسپیکر کا کوئی تذکرہ نہیں اور نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کسی کتاب سے اس کے جواز کا کوئی پہلو نکلتا ہے۔ اگر نکلتا ہے تو عدم جواز کا نکلتا ہے۔ **الکشف شافیا** جو فونوگراف کے بارے میں ہے۔ ﴿لاؤڈ اسپیکر کے بارے میں نہیں﴾ اسی کا نام کچھ لوگ پیش کرتے ہیں۔ اس میں جو کچھ ہے وہ قائیلینِ جواز کے دلائل کے بیخ و بن اکھاڑنے والی ہے۔ **الکشف شافیا** میں تصریح ہے کہ ''صدیٰ ﴿آواز بازگشت﴾ پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔ حدوثِ صدیٰ کی حقیقت خواہ کچھ بھی ہو۔ صدیٰ پر سجدۂ تلاوت نہ ہونے کی علّت میں فقہاء کرام متفق البیان ہیں۔ **لانها محاكات وليس بقرأت۔**

الکشف شافیا کو جواز کی دلیل میں پیش کرنے والے بھی لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو صدیٰ مانتے ہیں۔ جب حسب تصریح فقہاء کرام صدیٰ قرأت نہیں، محاکات ہے تو نماز میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی نہ قرأت ہے نہ تکبیر ہے بلکہ محاکاتِ قرأت و محاکاتِ تکبیر ہے۔ لہٰذا جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالات کرے گا ضرور اس کی نماز **تلقنِ من الخارج** کی وجہ سے فاسد ہوگی۔ رہے وہ لوگ جو لاؤڈ اسپیکر کی آواز کو صدیٰ نہیں مانتے انہیں یہ غور کرنا

چاہیے کہ صدیٰ کس علت کی بناء پر محاکات ٹھہری۔ وہ علت اگر لاؤڈ اسپیکر میں پائی جائے تو یہ آواز بھی بلاشبہ محاکات ہوگی اور اس میں کسی کو کلام نہیں کہ صحرا، گنبد، پہاڑ خود کوئی آواز پیدا نہیں کرتے اور نہ ان میں ...... یہ نطق ہے بلکہ وہی متکلم کی آواز ٹکرا ٹکرا کر واپس آتی ہے۔ٹکرانے سے پہلے سلسلۂ تموج یا تو ختم ہوجاتا ہے یا دوسرا نیا تموج پیدا ہوتا ہے یا پہلا ہی سلسلہ تموج ٹکرا کر آتا ہے اور ٹکراؤ کی شدت کے باعث آواز پہلے سے ﴿مزید یا شدید﴾ بلند ہوجاتی ہے تو جبکہ خارج کے صرف اتنے اثرات کہ آواز خود جا کے ٹکرائی پلٹی تو محاکات ہوگئی تو لاؤڈ اسپیکر میں آواز پر اس سے کئی گنا زیادہ خارج کا اثر ہے اور آواز اس سے پوری طرح متاثر ہے۔آواز پہلے مائک میں گئی۔ مائک نے اسے کھینچ کر ایمپلی فائر میں پہنچایا۔ اس نے اسے اور قوی کرکے ہارن کی طرف پھینکا۔ ہارن نے اسے باہر نکالا۔ تین مشینوں نے آواز پر تین تین طرح کے اثر ڈالے۔ سلسلۂ تموج کہاں سے کہاں ہوتا ہوا کہاں گیا۔تو کیا وجہ ہے کہ یہ محاکات نہ ہو صدیٰ کہ جن وجوہ یا جس وجہ کی بناء پر محاکات کہا گیا وہ سب یہاں موجود ہیں بلکہ اس سے زائد۔ اس لیے اگر صدیٰ محاکات ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی ضرور محاکات ہے لہٰذا اس تقدیر پر بھی حکم وہی رہے گا جو صدیٰ ماننے کی تقدیر پر تھا مدارِ کار علت ہے اور علت محاکات دونوں جگہ محقق بلکہ یہاں بدرجہ شدید متحقق تو پھر لاؤڈ اسپیکر کی آواز بھی ضرور محاکات ہوئی پھر اس آواز پر انتقالات کرنے والا ضرور تلقن من الخارج کرتا ہے جو بلاشبہ مفسد ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ محمد شریف الحق امجدی رضوی دارالافتاء بریلی شریف ﴾

مفتی اعظم: **الجواب صحیح واللّٰہ تعالیٰ اعلم** فقیر مصطفیٰ رضا قادری غفرلہ

صاحبزادہ ریحان رضا: **الجواب صحیح** فقیر قادری محمد ریحان رضا رحمانی غفرلہ

صاحبزادہ اختر رضا: **صح الجواب وھو الجواب واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

فقیر محمد اختر رضا ازہری قادری غفرلہ۔

چند نامور اکابر خلفاء اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مبارکہ

وقت کا تقاضا ہے کہ فقیر اپنے پاس موجود امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ممتاز خلفاء و نامور تلامذہ کے مقدس فتاویٰ مبارکہ بھی پیش کردے۔ یہ وہ مسلّمہ مستند اکابر اہل سنت ہیں جنہوں نے براہِ راست امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب، فاضل بریلوی **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** سے علمی روحانی فیض اور فقہی بصیرت حاصل کی۔ اعلیٰ حضرت کے دربارِ گوہر بار میں امین الفتویٰ رہے۔ اعلیٰ

حضرت کے معتمد رہے۔ آج کے دور کے اکابر علماء بھی ان کے شاگردوں کے شاگرد ہیں اور آج علماء کے پاس جو علمی فقہی ذخیرہ و اثاثہ ہے، وہ انہیں حضرات کے علمی فیوض و برکات کے بحر کی ایک لہر ہے۔ آج کے دور کے معاصرین سے جزوی و فروعی ان مسائل میں اختلاف رائے ہوسکتا ہے جن پر مسلّمہ اکابر نے کوئی فتویٰ نہیں دیا اور جن جن مسائل میں یہ مسلّمہ علماء و ائمہ وقت فیصلہ فرما گئے۔ ان پر چھوٹے چھوٹے محققین کو اپنی انفرادی اور ذاتی تحقیق مسلط نہیں کرنی چاہیے۔ بہرحال اکابر و مشاہیر خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ حاضر ہیں۔

خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء محدث اعظم بہار مولانا ظفر الدین فاضل بہاری رحمۃ اللہ علیہ

علامہ شاہ محمد ظفر الدین احمد قادری رضوی قدس سرہ فرماتے ہیں ''صرف لاؤڈ اسپیکر پر بغیر مکبّرین نماز درست نہیں کہ لاؤڈ اسپیکر غیر نمازی ہے اور غیر نمازی کی اقتداء واتباع نمازی کے لیے مفسد نماز ہے'' واللّٰہ تعالیٰ اعلم محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ۔

دوسرا فتویٰ:-

نماز میں مقتدیوں کو امام کی تکبیرات یا مکبّروں کی تکبیرات پر رکوع وسجود کرنا چاہیے نہ کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر جس نے صرف لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع وسجود کیا نہ امام کی آواز پر نہ مکبّروں کی آواز پر۔ اس کی نماز درست نہیں ہوگی کہ لاؤڈ اسپیکر نمازی نہیں تو تلقین خارج صلاۃ سے ہوئی'' واللہ تعالیٰ اعلم محمد ظفر الدین قادری رضوی۔

تیسرا فتویٰ:-

آپ کے سوالات کے جوابات حسب ذیل ہیں۔ ﴿۱﴾ گنبد کی آواز پر رکوع وسجود کر لینے سے نماز نہ ہوگی۔ واللہ اعلم۔

﴿۲﴾ گنبد کی آواز متکلم کی بعینہ آواز نہیں ہے۔ اس پر حرکاتِ صلاۃ جائز نہیں'' واللہ اعلم۔

﴿۳﴾ نمازِ باجماعت کثیرہ میں مکبّرین کا تقرر ضروری۔ امام کی آواز کیونکہ صرف دس پندرہ صف تک پہنچ سکتی ہے...... رسالہ القول الاظہر فی عدم جواز الصلاۃ باقتداء لاؤڈ اسپیکر سے بہتر مواد اخبار رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ جلد۴ شمارہ نمبر ۴۶ و ۴۷ وغیرہ میں ملاحظہ فرمایئے۔ وہ آپ لوگوں کی اچھی نمائندگی کر رہا ہے۔''

والسلام معہ الاکرام محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہ محلّہ شاہ گنج ڈاک خانہ مہندرو پٹنہ نمبر ۶ صوبہ بہار۔

فتویٰ مفتی سہسرام شاہ آباد (آرہ) صوبہ بہار

الجواب وھو الموفق للصواب لاؤڈ اسپیکر کی کیا حیثیت ہے اور اس کے ذریعہ قرأت کرنے اور تکبیرات انتقالات میں اس کے ذریعہ امام کی اقتداء صحیح ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں حضرت مولانا ظفرالدین صاحب قادری رضوی مدرس مدرسہ جامعہ لطیفیہ بحرالعلوم کٹیہار نے ایک مفصل فتویٰ اسی قسم کے سوال پر تحریر فرمایا ہے۔ چونکہ مجھ کو بھی اس سے کلیۃً اتفاق ہے اس لئے بعینہ وہی فتویٰ ذیل میں نقل کرتا ہوں اسی کے مطابق عمل کیجئے۔

''لاؤڈ اسپیکر ایک بالکل نئی چیز ہے جس کا صریح حکم کتب احادیث وفقہ میں نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں لیکن خداوند عالم ہمارے فقہائے کرام کی قبور کو انوار سے بھر دے کہ مسائل کا بیان ایسے لفظوں سے فرمایا کہ بہت سے نئے مسائل کا حل ان کی طرز تحریر وطریقہ تعبیر سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی وضع آواز کو بڑھانے اور دور تک پہنچانے کے لئے ہوتی ہے یعنی آہستہ بھی جو بات کہی جائے یا جو بولی جائے اس کو دور تک پہنچاوے اور شرع شریف کا مشہور اصول ہے **الامر بمقاصدھا** ۔ حدیث شریف میں ہے۔ **انما الاعمال بالنیات ولکل امری مانوی** ، امور کا اعتبار اس کے مقاصد سے ہے۔ اور اعمال کا ثواب اس کی نیت پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس کے مقاصد سے ہے۔ اور اعمال کا ثواب اس کی نیت پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی ہے، اس لئے ایک ہی کام ہے۔ اگر اچھی نیت سے کرے گا اچھا ہوگا، بری نیت سے کرے گا بُرا ہوگا، تو جہاں شریعت کا مقصود اعلان اور اعلام ہو جیسے اذان وخطبہ، وعظ ونصیحت اس میں لاؤڈ اسپیکر لگانا ناجائز نہ ہوگ کہ یہ مقاصد شرع کی تکمیل وتعجیل ہے اور اصل غرض کی تاکید وتائید ہے۔ یعنی اذان کی آواز دور دور تک پہنچے اور دور کے رہنے والے اس اذان کو سن کر جماعت میں حاضر ہوں اور خطبہ و وعظ اور نصیحت سے جس طرح نزدیک والے مستفید ہوں، دور والے بھی جہاں خطیب کی آواز نہیں پہنچ سکتی اس آلہ کی مدد سے پہنچ جائے اور دور دور والے بھی اس سے فائدہ اُٹھائیں جیسے مقررین کی تقریروں کو نشر کرنے کے لئے تمام ہندوستان میں بلانکیر رائج ہے اور کسی عالم کو اس سے منع کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی لیکن نماز کہ عبادت محض ہے ہر شخص کو خضوع وخشوع سے دربار الٰہی میں حاضر ہوکر عبادت الٰہی میں مشغول ہونا چاہیے کوئی ایسی چیز درمیان میں حائل نہ ہونا چاہیے جو مانع خشوع وخضوع ہو اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز اور اس کی گھڑ گھڑاہٹ اور کبھی کبھی مہمل اور بے معنی الفاظ کا ظاہر ہونا خیالات بانٹنے والا خشوع وخضوع کو مانع ہوگا اس سے احتراز ہی چاہیے۔ اس سے بعض لوگوں کو یہ خیال ہوسکتا ہے کہ نماز میں قرأت فرض ہے تو اس آلہ کے ذریعہ سے قرأت قرآن مجید کی آواز

جہاں نہیں پہنچ سکتی دور دور تک اس الہ کے ذریعہ پہنچ جائے گی تو اس مقصد کے حاصل کرنے کو اگر لاؤڈ اسپیکر نماز میں لگایا جائے تو جائز ہونا چاہیے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ پنجوقتی نمازوں میں نصف قلیل یعنی ظہر وعصر میں تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ رہی وہ نماز جس میں قرأت جہری یعنی مغرب وعشاء وفجر جمعہ وعیدین وغیرہ تو فقہائے کرام نے اس کے متعلق فرمایا۔ **والجهر فيها يجهر والمخافة فيما يخافت** یعنی جہری نماز میں قرأت جہر سے کرنا اور سرّی نماز میں قرأت آہستہ سے کرنا، یہ نہیں فرمایا کہ **والسماع قرأته للمصلين فما يجهر** یعنی جہری نماز میں سب مصلیوں کو قرأت سنانا۔ رہا جہر اور مخافتہ کی حد کیا ہے؟ جہر یہ ہے کہ غیر سن سکے اور ادنیٰ مخافت یہ ہے کہ خود سنے اور جو قریب ہو۔ درمختار ۲۹۴ میں ہے **وادنى الجهر اسماع غيره وادنىٰ المخافتة اسماع نفسه ومن بقربه** ۔ علامہ شامی نے ردالمحتار ص ۲۹۵ میں قہستانی اور مسعودیہ سے نقل فرمایا۔ **ان جهر الامام اسماع صف الاول** ۔ جہر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ صف اول کے لوگ قرأت سن لیں تو جب شریعت نے امام کے اوپر فرض نہیں کیا کہ سب مقتدیوں کو قرأت سُنائے تو اس کے لئے خواہ مخواہ تکلف کرنا اور ایک آلہ کا سہارا پکڑنا بے فائدہ بات ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جب کہ اکثر درمیان قرأت میں یہ آلہ فیل کر جاتا ہے اور طرح طرح کی واہی تباہی آوازیں مسموع ہوتی ہیں جو مقتدیوں کی پریشانی کا باعث ہوتی ہیں۔ علاوہ بریں یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اس آلہ کے ذریعہ سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ امام ہی کی آواز ہے یا امام کی آواز اس سے ٹکر کھا کر ایک آواز نکلتی ہے جس کو عربی میں صدا کہتے ہیں تو صدا کا حکم دوسرا ہے۔ اسی لئے قرآن شریف پڑھتے وقت آیات سجدہ غیر کے پڑھنے سے پڑھنے اور سنے والے دونوں پر سجدہ واجب ہے لیکن اگر صدا سے آیت سجدہ سنا تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ درمختار ص ۵۶۹ میں ہے **لا تجب بسماعه من الصدى والطير ومن قال حرفاً و لابالتهجي اشباه** ۔ شامی اسی صفحہ میں ہے۔ **(قوله من الصدىٰ) هوما يحبيبك مثل صوتك في الجبال والصحارى ونحو هما كما في الصراح** ۔ تو اس صورت میں وہ امام کی قرأت نہیں بلکہ خارج ایک قرأت سن رہا ہے اور اس کی اقتداء کرتا ہے، اس صورت میں آلہ کو نماز میں لگانا اپنی نماز کو مشتبہ کرنا ہے۔ اس لئے احتراز ہی کرنا چاہیے اور اگر کہا جائے کہ یہ آلہ قرأت سنانے کو نہیں لگاتے ہیں بلکہ تکبیرات انتقالیہ تکبیر تحریمہ رکوع وقومہ وسجود کے لئے لگاتے ہیں تو یہ توجیہہ بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اس کا انتظام شریعت نے بذریعہ مکبرین کے کر دیا ہے، جہاں مختصر جماعت ہوتی ہو، وہاں امام ہی کی تکبیرات کافی ہیں اور جہاں بری جماعت ہوتی ہے تو تیسری یا چوتھی صف میں مکبر متعین کر دیئے جاتے ہیں امام کی تکبیرات کے ساتھ تکبیرات کہتے

ہیں اور تمام مصلیوں تک پہونچتی ہیں اس سے نظم درست ہو جاتا ہے اور سب لوگوں کو امام کی تکبیرات انتقالیہ کا علم ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ اس میں ایک سخت دقت یہی ہے کہ پہلی تکبیر تحریمہ کے لئے حسب تصریح فقہاء کرام یہ ضروری امر ہے کہ مکبر کی نیت تکبیر افتتاح سے صرف اعلام نہ ہو بلکہ احترام مقصود ہو۔ اگر صرف اعلام کے لئے مکبر نے تکبیر کہی اور تکبیر تحریمہ کہنا مقصود نہ تھا تو اس کی نماز نہ ہوئی اور نہ ان لوگوں کی ہوگی جنہوں نے اس کی تکبیر پر تکبیر کہی اس لئے کہ اس نے ایسے شخص کی اقتداء کی جو داخل نماز نہیں ہے۔ ردالمحتار ص ۳۵۱ میں ہے **ثم اعلم ان الامام اذ کبر الا فتتاح فلابد صحة صاوته من قصده بالتکبیر الاحرام والا فلا صلوة له اذا قصد الاعلام فقط فان جمیع بین الامرین بان قصد الاحرام والاعلان الاعلام فذالک هوالمطلوب منه شرعا وکذلک المبلغ اذا قصد التبلیغ فقط خالیا عن قصدالاحام فلا صلوة له ولا لمن یصلی بتبلیغه فی هذه الحالة لانه اقتدی لمن یدخل فی الصلوة فان قصد بتکبیره الاحرام مع التبلیغ للمصلین فذالک هوالمقصود منه شرعا کذانی فتاوی الشیخ محمد ابن محمد الغز ی المقلب شیخ الشیوخ وجه ان تبکیر الافتتاح شرط اورکن فلابد فی تحقیقها من قصد الاحرام ای الدخول فی الصلوة** ۔ اس عبارت سے بہت واضح طور پر معلوم ہوا کہ مبلغ جب پہلی تکبیر کہے تو اس کی نیت نماز شروع کرنے کے ساتھ زور زور سے کہنا اعلام کے لئے ہو اور اگر صرف اعلام ہی کی غرض سے مکبر نے تکبیر کہی تو اس کی نماز نہ ہوگی اس لئے اقتداء غیر مصلی کے ساتھ ہوئی اور یہ جائز نہیں اور ظاہر ہے کہ جس شخص نے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر تکبیر کہی اس نے بھی غیر مصلی کے ساتھ اقتدا کیا اس لئے کہ لاؤڈ اسپیکر تو مصلی نہیں بلکہ وہ ایک آلہ بے جان ہے جو امام کی آواز سے ٹکرا کر ایک آواز پیدا کرتا ہے اور بجلی کی قوت سے صاف طور پر لوگوں کو سناتا ہے تو اقتداء کرنے والوں کی نماز درست نہ ہوگی، اس لئے کہ انہوں نے امام کی اقتداء میں نہ تکبیر تحریمہ کہی نہ دیگر تکبیرات انتقالیہ بلکہ ایک غیر مصلی کی اقتداء کر کے قرأت اور تکبیرات سنی اور کہی ایسی صورت میں لاؤڈ اسپیکر نماز میں ہرگز نہ لگانا چاہیے یہی قرین عقل اور مقتضائے فقہ ہے اور مقتضائے عقل و ورع ہے، کیوں اپنی نماز کو بے وجہ خطرہ میں ڈالیں اور دوسروں کی نماز ضائع ہونے کا وبال اپنے سر لیں **واللّٰہ اعلم وعلمه جل مجده واتم واهک فقط**'' **واللّٰہ اعلم بالصواب** کتبہ محمد صدیق **کان اللّٰہ لهٗ**

مہتمم مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام۔ ۶ / ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ یوم شنبہ

الجواب صحیح محمد ضیاء الحسن **عفی عنه** مدرس اول مدرسہ خیریہ نظامیہ

الجواب صحیح محمد ظل الرحمٰن بھاگلپوری مدرس مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام

الجواب صحیح محمد وجاہت حسین مدرسہ خیریہ نظامیہ سہسرام۔ (مجرم کون صفحہ ۹۸ تا ۱۰۲ مصنفہ خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی بانی سنی تبلیغی جماعت و دارالعلوم غریب نواز الہ آباد یوپی)

حضور صدر الافاضل استاذ العلماء سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا دوسرا فتویٰ:-

آپ جب آخری بار ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۹۴۸ء کراچی میں حضرت محدث صاحب کچھوچھوی مدظلہم العالی کی معیت میں تشریف لائے تو ایک فتویٰ پر جو راقم الحروف (مفتی اعظم پاکستان و مرکزی نائب صدر جمعیت العلماء پاکستان) نے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کی ممانعت پر لکھا تھا اور بعد میں (مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی نے﴿ جمعیت العلماء پاکستان کراچی کی طرف سے ''اہم فتویٰ'' کے نام سے شائع کیا گیا تھا۔ (اس فتویٰ پر) ان الفاظ میں تصدیق ثبت فرمائی۔

مبسملا حامداً مسلماً اذان داخلِ مسجد مکروہ ہے۔ خواہ مستمراً ہو یا احیاناً اور بعد اذان لاؤڈ اسپیکر کا مسجد میں لانا ہی بیکار ہے کیونکہ امام کی قرأت سنانے کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال درست نہیں جیسا کہ حضرت مجیب سلمہ﴿علامہ مفتی محمد صاحب داد خان صاحب﴾ نے تحریر فرمایا **واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم کتبہ العبدالمعتصم بحبل المتین محمد نعیم الدین المراد آبادی غفرلہ الهادی.**

محدث اعظم ہند کچھوچھوی رحمۃ اللّٰہ علیہ نے اس فتویٰ پر یوں تصدیق فرمائی **کذالک الجواب واللّٰہ و رسولہ اعلم بالصواب** فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی کچھوچھوی۔ ایک اہم فتویٰ جمعیت العلماء پاکستان مطبوعہ کراچی و **القول المقبول** ص۵۳ مطبوعہ لاہور)

محدث اعظم ہند تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھہ شریف کا فتویٰ

مسئلہ: ''کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت کثر هم اللّٰہ تعالیٰ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ زید کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ نماز نہیں ہوتی اور بکر کہتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر جو نماز پڑھی جاتی ہے وہ ہوجاتی ہے، اس لئے کہ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر پر برابر نماز ہوتی ہے، ہم خود اور لاکھوں مسلمان اور علماء وغیرہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں پڑھتے ہیں، کیا وہاں عالم دین نہیں ہیں، جہاں اسلام کی جڑ ہے، تحقیق طلب یہ ہے کہ زید کا کہنا صحیح ہے یا بکر کا کہنا؟ منجانب حاجی محمد عبدالغفور۔

الجواب: بکر کے قول کی حقیقت اس ظاہر ہے کہ وہ عہدِ حکومت سعودیہ کی بدعتوں میں ایک بدعت کو دلیل شرعی قرار دیتا ہے اور کتاب وسنت وتصریحات فقہائے کرام کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ بازار مکہ میں تصویریں بکتی ہیں، مکہ کا

نوجوان طبقہ زیادہ تر داڑھی منڈاتا ہے اور کترانا تو عام عادت ہے۔ شہر کے اکثر گھروں میں ریڈیو پر عریاں قسم کے گانے سنے جاتے ہیں۔ نماز وطواف میں اہل مکہ کم نظر آتے ہیں تو کیا اہل مکہ کے نزدیک اس کے پیش کردہ دلیل کی بناء پر جرائم شرعیہ جرم ہی نہ رہیں گے۔ وہاں کے علماء مجبور ہیں یا حکومت کی بدعتوں کی تائید کریں یا اپنے گھروں میں خاموش رہ کر اپنے دین کی حفاظت کریں۔ ایسے لوگوں کا عمل شرعاً ہرگز حجت نہیں۔ جو حج کو جاتے ہیں وہ ایک میلاد کر لینے کے سوا دینی مسائل سے اکثر بے خبر اور اکثر بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اور جو دیندار اپنے دین سے واقف ہیں وہ بعونہ تعالیٰ نہ کثرت جماعت سے مرعوب ہوتے ہیں نہ کسی بدعت میں شریک ہوتے ہیں۔ یہ تو بکر کی دلیل کا حال ہے، اور زید کا دعویٰ بالکل حق ہے، کیونکہ اول تو لاؤڈ اسپیکر ایک سنت کو مٹا رہی ہے، رسول پاک ﷺ نے کثرتِ جماعت میں مکبرین کو قائم کرنے کا حکم دیا تھا، اس آلہ نے اس سنت کو ختم کر دیا اور جو چیز کسی سنت سے مزاحمت کرے وہ بدعت ہے، دوسرے نماز میں امام کو وہی لقمہ بھی دے سکتا ہے اور وہی تکبیر کہہ سکتا ہے جو خود شریک نماز ہو اور اگر نماز سے باہر کوئی امام کو لقمہ دے اور امام قبول کرے تو نماز نہیں ہوئی۔ اگر نماز سے باہر کسی نے تکبیر کہی اور اس پر نمازیوں نے عمل کیا تو نماز نہ ہوئی، اور اتنی بات تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ ریڈیو نہ شریک نماز ہے اور نہ شریک نماز ہونے کی اس میں اہلیت ہے، وہ تو ایک آلہ ہے، نمازی نہیں ہے تو اس کی تکبیر پر عمل کرنا ایک خارج از نماز کے کہنے عمل کرنا ہے۔ جس سے نماز نہیں ہوئی، پھر اس بدعت کی بدولت قطع صفوف کا جرم ہوتا ہے، امام کعبہ کے پاس ہے، مقتدی صفا ومروہ کی سڑک یعنی اپنی اپنی دوکانوں میں ہیں بیچ کے راستہ سے موٹر جاتا رہتا ہے، تو یہ نماز ہے یا نماز کی نقالی۔ بڑی بات سوچنے کی یہ ہے کہ اگر آلہ فیل ہوجائے تو امام صاحب پوری نماز پڑھ گئے اور حرم سے باہر مقتدی جو کھڑے ہیں وہ کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ یہ ہیں ایک سنت کے مٹانے کی ناپاک بدعت کے نتائج، جس کو اگر بکر صدق نیت سے سوچے تو زید سے اختلاف کی جرأت نہ کرے۔''

هٰذا ما عندی والعلم عند الله تعالیٰ والله رسولوله اعلم وعلمه جل مجده اتم و احکم فقط کتب عبیده المذنب الجانی ابو المحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی نزیل بنارس ۲۵؍صفر المظفر ۱۳۷۹ھ

الجواب صحیح احقر محمد نعیم اللہ خادم جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم الٰہ آباد

الجواب حق محمد نعمت اللہ غفرلہٗ مدرس جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد

الجواب صحیح سید محمد احسان علی باندوی

الجواب حق و صواب ابوالرضا محمد لقمان الصدیقی غفرلہٗ

الجواب صحیح مستاق احمد نظامی الہٰ آباد

اصاب ما اجاب محمد سلیمان اشرفی بھاگلپوری غفرلہٗ مدرس جامعہ رضویہ مدنپورہ بنارس

الجواب صحیح عبدالعزیز عفی عنہ ٹانڈوی

الجواب حق لا ریب فیه فقیر عبدالواحد رضوی دربھنگوری

الجواب صحیح فقیر محمد ابوالوفاء فصیحی غازی پوری

ما اجاب سید المحدث الاعظم صحیح حق بلا ریب محمد باقر علی خاں اشرفی صدر مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس

سبحان الله سبحان الله سبحان الله حضرت محدث اعظم ہند **دامت بر کاتهم العالیه** کے حکم گرامی جو بفضلہٖ تعالیٰ عین مطابق حدیث و فقہ ہے کے بعد ہم کم علموں کی تصدیق نہیں بلکہ ایمان ہے حق و درست ہے۔ فقیر عبدالوحید فریدی خادم خانقاہ حمیدیہ بنارس

(ماخوذ از التحقیق المبتکر فی عدم جواز الصلوٰۃ علی لاؤڈ اسپیکر)

منجانب اراکین اشاعت الحق ۹۲/۱۷ پانڈے حویلی بنارس)

تلمیذ اعلیٰ حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی کا دوسرا فتویٰ:-

استفتاء: لاؤڈ اسپیکر پر نماز شرعا درست ہے یا نہیں؟ اور یہ کہ لاؤڈ اسپیکر و گنبد کی آواز پر رکوع و سجود درست ہے یا نہیں؟ نماز میں مکبّرین کا تقرر سنت ہے یا نہیں؟ سائل عبدالنبی الولی محمد حسن علی غفرلہ الولی قادری رضوی میلسی۔

الجواب: لاؤڈ اسپیکر پر نماز شرعا درست نہیں۔ لاؤڈ اسپیکر و گنبد کی آواز پر رکوع و سجود درست نہیں۔ نماز میں مکبّرین کا تقرر سنت ہے۔ فقیر ابوالمحامد سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف۔ ضلع فیض آباد ۲۷ رمضان المبارک ۸۰ھ

محدث اعظم ہند تلمیذ اعلیٰ حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھہ شریف کا تیسرا فتویٰ

''رسول پاک ﷺ نے کثرت جماعت میں مکبّرین کو قائم کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس آلے ﴿لاؤڈ اسپیکر﴾ نے اس سنت کو ختم کر دیا اور جو چیز رافع سنت ہے .... اتنی بات ہر کوئی جانتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر نہ شریک نماز ہے نہ شریک نماز ہونے کی اس میں اہلیت ہے۔ وہ تو ایک آلہ ہے نمازی نہیں ہے۔ تو اس کی تکبیر پر عمل کرنا ہے ایک خارج از نماز کے کہنے پر عمل کرنا جس سے نماز نہیں ہوتی۔'' ﴿ابوالمحامد سید محمد الاشرفی الجیلانی، ۱۳۷۹ھ﴾

از : حافظِ ملت استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ مفتی محمد عبدالعزیز صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور ضلع اعظم گڑھ

الجواب : لاؤڈ اسپیکر کے متعلق میری ذاتی کوئی تحقیق نہیں البتہ علمائے اہل سنت کا یہی ارشاد ہے اور احتیاط اسی میں ہے کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کیا جائے جو لوگ مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے سے استدلال کرتے ہیں ان کی غلطی ہے کہ مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ میں اس وقت نجدی حکومت ہے، اس وقت کے افعال ہرگز قابلِ استدلال نہیں، نجدیوں نے حرمین طیبین میں طرح طرح کے خرافات اور مظالم کئے ہیں اور کر رہے جو کسی طرح جائز نہیں، قبر قبر پر نجدی مسلط ہیں، فاتحہ اور زیارت سے روکتے ہیں۔ مسجد مسجد نجدی مسلط ہیں، مسجدوں میں نماز سے روکتے ہیں تو کیا ان کے یہ افعال جائز ہیں؟ اور اس سے یہ استدلال کیا جاسکتا ہے کہ چونکہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں مسجدوں سے روکا جاتا ہے لہٰذا جائز ہے۔ قبروں کی زیارت اور فاتحہ سے روکا جاتا ہے لہٰذا جائز ہے ہرگز نہیں، اسی طرح مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنے سے بھی اس کے جائز ہونے پر استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ احتیاط اسی میں ہے کہ نماز میں ہرگز لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کیا جائے۔

کتبہ عبدالعزیز عفی عنہ

الجواب صحیح دارالافتاء عبدالمنان الاعظمی خادم دارالعلوم اشرفیہ

الجواب صحیح عبدالرؤف غفرلہٗ مدرس دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور

(مجرم کون، ص ۹۵ مصنفہ پاسبان ملت علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ)

نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ:-

اللھم ھدایتہ الحق والصواب ......نماز پڑھتے وقت امام کو لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شدید ممنوع کما قال الفاضل المجیب ائمہ مساجد کو اس سے احتراز لازم اور متولی و ناظم و اراکین مسجد کمیٹی اور مقتدیوں پر ضروری ہے جس جگہ امامت کے لیے یہ آلہ استعمال ہوتا ہو اس کو بند کرائیں۔ بعض اہل علم کے نزدیک جو مقتدی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر تکبیر تحریمہ یا تکبیر انتقال کہے گا اس کی نماز ہی نہیں ہوگی۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ اپنی نمازیں صحیح طور پر ادا کریں اور جس جس چیز سے نماز میں قباحت و کراہت یا فساد و بطلان لازم آئے۔ اس سے احتراز کریں نہ کہ احکام شرعیہ کو اپنے ذوق کے تابع بنائیں اور نہ اپنے جذبہ کے مطابق تبدیل کریں۔ اہل علم خدام شرع مطہر کو

عموماً اور اس نازک دور میں خصوصاً نہایت محتاط اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے۔فقیر محمد سردار احمد غفر لہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور (ایک ''اہم فتویٰ'' شائع کردہ مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی جمعیت العلماء پاکستان کراچی و القول المقبول و ماہنامہ ''نوری کرن'' و بریلی شریف)

نائب اعلیٰ حضرت محدث اعظم پاکستان رحمة اللّٰه علیه کا دوسرا فتویٰ :-

سوال:-نماز پڑھتے وقت امام کو لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شرعاً درست ہے یا نہیں اور اس پر نماز پڑھانا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب : -نماز پڑھاتے وقت امام کو لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز نہ چاہیے مگر وہ ناپسند ہے کیونکہ قرأت میں ایسا تصنع و تکلف اور زیادہ بلند آواز جو حضورِ قلب، خشیّت اور تذلل نماز کے منافی ہو منع ہے۔ ائمہ مساجد کو اس سے احتراز چاہیے اور متولی و اراکینِ مسجد کمیٹی اور مقتدیوں کو چاہیے کہ جس جگہ امامت کے لیے یہ آلہ استعمال ہوتا ہو، اس کو بند کرائیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ کے متعلق غور کیا گیا۔ اس کے متعلق زمانے کے ماہر لوگ بھی دو قسم کے ہیں۔بعض کہتے ہیں لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی آواز ہے یعنی لاؤڈ اسپیکر متکلم کی آواز کو دور تک پہنچاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ لاؤڈ اسپیکر سے متکلم کی آواز ٹکراتی ہے جس سے لاؤڈ اسپیکر میں جدا آواز پیدا ہوتی ہے۔ اس صورت میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز نہیں، لہٰذا اس قول کی بناء پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے جو تکبیرات انتقالات کی جائیں گی اس سے نماز فاسد ہو جائے گی۔فساد و عدم فساد میں معاملہ دائر ہے۔ احتیاط اسی میں ہے کہ نماز کے لیے ہرگز نہ لگایا جائے۔مسلمانوں کی نمازیں خطرے میں نہ ڈالی جائیں۔ ہمارے اکابر علماء نے نماز میں اس کے لگانے کو پسند نہیں کیا بلکہ بعض علماء نے صراحۃً فرمایا کہ اس کا نماز میں لگانا درست ہے بعض نے فرمایا مفسدِ نماز ہے۔بعض نے فرمایا ہرگز نہ لگایا جائے۔بعض نے فرمایا اس کا نماز میں لگانا بدعت سیئہ ہے اور بعض نے فرمایا کہ نماز تو نماز اذان و خطبہ میں بھی اس کا استعمال نہ کیا جائے۔ ان وجوہ کی بناء پر احتیاط اسی میں ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا نماز میں ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ **واللّٰه تعالیٰ ور سوله الاعلیٰ اعلم و احکم بالصواب۔**

سوال:-گنبد سے سُنی ہوئی آواز پر رکوع و سجود کرنے والے مقتدیوں کی نماز کو کیا کتب فقہ میں فاسد و باطل لکھا ہے؟

الجواب: -گنبد سے سُنی ہوئی آواز چونکہ امام کی آواز نہیں ہے لہٰذا گنبد کی آواز پر رکوع و سجود کرنے کا کوئی مطلب نہیں، نہ اس کی آواز پر سجدہ تلاوت لازم نہ اقتداء کا تحقق۔ **واللّٰه تعالیٰ اعلم۔**

سوال :-کیا گنبد یا لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز ہے یا اس کی مثل و مشابہ ہے؟ **بینوا توجروا۔**

الجواب :-گنبد سے سنی ہوئی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں ہے کیونکہ اگر گنبد سے سُنی ہوئی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز

ہوتی تو جو آدمی گنبد سے آیتِ سجدہ سنتا تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہوتا، حالانکہ لازم نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ گنبد سے سُنی ہوئی آواز بعینہٖ متکلم کی آواز نہیں۔ بعض علماء لاؤڈ اسپیکر کے متعلق بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ در مختار میں ہے لا تجب السماعة من الصدی ۔ ردالمحتار میں ہے۔ ھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوھما کما فی الصراح۔ بدائع الصنائع میں ہے بخلاف السماع من الببغاء للصدی فان ذلک لیس بتلاوۃ۔ بحرالرائق میں ہے کالسماع من الصدی کما فی الصناع والصدی ما یعارض الصوت فی الاماکن الخالیة۔ مراقی الفلاح میں ہے ولا تجب بسماعھا من الصدی وھو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری ونحوھما ۔ اس کی شرح طحطاوی میں ہے۔ فانه لا اجابة فی الصدی وانما ھو محاکات ۔ فتاویٰ ھندیه میں ہے اگر کسی نے گنبد کے اندر جا کر آیتِ سجدہ پڑھی اور وہاں سے آواز گونج کر لوٹی اور وہ آواز کسی نے سُنی تو اس پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ خلاصہ میں لکھا ہے بہارِ شریعت میں ہے بہاؤ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہٖ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں اور بدائع الصنائع کی عبارت سے صراحۃً ثابت ہے کہ گنبد کی آواز بازگشت تلاوت نہیں۔ باقی عبارتوں کا مطلب بھی یہ ہے۔ واللّٰہ تعالیٰ و رسوله الاعلیٰ۔ ﴿جامع الفتاویٰ جلد شش دہم ۵۰۹/۵۰۸﴾

فقیر ابوالفضل محمد سردار احمد غفرلہ خادم اہل سنت

خلیفہ اعلیٰ حضرت مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد رحمة اللّٰہ تعالیٰ علیه:-

استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی خلیفہ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی و خلیفہ سیدنا شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی قدست اسرار ھم) اپنے طویل جامع فتویٰ میں لکھتے ہیں۔

الجواب:- ھو الموفق للصواب۔ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وعظ، خطبہ، اذان، تلاوتِ قرآن خوانی، نعت خوانی اور خبر رسانی کے لیے جائز ہے اور لاؤڈ اسپیکر پر نماز میں اقتداء ناجائز بلکہ جن نمازیوں کو امام کی تکبیرات نہیں پہنچتی ہے اور وہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن کر رکوع وسجود کرتے ہیں۔ ان کی نماز فاسد اور کالعدم ہوگی اس لیے لاؤڈ اسپیکر قائم مقام مکبّر اور مبلغ ہے اور نماز میں مکبّر و مبلغ کا جامع جمیع شرائط ہونا اور امام کا شریک فی التحریمہ اور شریک فی الادا ہونا اور اہل نیت سے ہونا ضروری ہے اور آلہ مائکروفون اور آله جھر الصوت میں ایک شرط بھی نہیں پائی جاتی اور لاؤڈ اسپیکر کی صدا صدائے صحرا یا گنبد کی آواز کے معنیٰ میں ہے۔ شامی میں ہے وکذالک المبلغ اذا قصد الاعلام فلا صلوٰۃ له ولمن یصلی معه ھذہ الحالة لا له بمن لم یدخل

الصلوٰۃ یہ تو اس بناء پر ہے کہ آلہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز امام کی آواز کا مثل اور غیر مانا جائے جیسا کہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے اور بالفرض امام کی ہی بعینہٖ آواز تسلیم کی جائے تو یہ آواز زائد علی الحاضۃ ہے بایں طور کہ امام کی آواز بھی مقتدی سنتے ہیں اور اس کی بھی تو یہ بدعت منکرہ اور مکروہ تحریمہ ہوگی۔ شامی جلد اوّل میں ہے۔ واعلم ان التبلیغ عند عدم الحاجة الیه فان بلغهم صوت الامام مکروه وفی السیرة الحلبیة. اتفق الائمه الاربعه علی ان التبلیغ حینئذ بدعة منکرة ای مکروهة واما عندالاحتیاج الیه فمستحب. یہ مکبّر کی اپنی آواز کے بارے میں ہے اور تحقیق یہ ہے کہ مائیکروفون اور لاؤڈ اسپیکر کی آواز صوتِ امام نہیں بلکہ مثل مشابہ صوتِ امام ہے۔ جیسے کاپی سے جو پریس میں چھاپا وہ کاتب کے بعینہٖ نقوش نہیں بلکہ اس کے مثل ہیں اور اقتداء میں عان صوت یا فی حکم صوت الامام ہونا چاہیے۔ فقط هذا عندی المولی تعالیٰ اعلم بالصواب فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد غفرلہ ناظم ومفتی دارالعلوم حزب الاحناف ورسالہ فتاویٰ علماء کرام شائع کردہ نوری کتب خان لاہور والقول المقبول و ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف بجواب مفتی افضل حسین صاحب مونگیری مرحوم)

ضروری وضاحت

جب ماہنامہ نور وظہور قصور اور ماہنامہ الحبیب لاہور میں مفتی افضل حسین مرحوم کی ذاتی رائے کو مرکزی رضوی دارالافتاء کے مفتی اعظم ﴿شہزادۂ اعلیٰ حضرت﴾ کا فتویٰ ظاہر کرکے مغالطہ دیا گیا تو حضرت علامہ ابوالبرکات کے حکم پر شارح بخاری علامہ محمود احمد رضوی مدیر رضوان مہتمم دارالعلوم حزب الاحناف لاہور نے اس کی شدید ترین الفاظ میں تردید فرمائی تھی اور ماہنامہ رضوان میں ماہرین اصوات کی آراء سے ثابت کیا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز بعینہٖ آواز متکلم نہیں اور نماز فاسد ہوگی۔

محافظ مسلک اعلیٰ حضرت محدث امروہوی

مولانا علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امروہوی رحمة الله علیه علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیه الرحمة کے پیر ومرشد واستاد محترم اور برادر بزرگوار ہیں۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔''نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال خلاف سنت اور استعمال بدعت ہے۔

والسلام فقیر **محمد خلیل کاظمی امروہوی** یکم ذی الحجہ ۸۳ھ۔ بریلی شریف سے حضرت مفتی اعظم ہند کی خدمت میں استفتاء کرکے تصحیح فرمالیجئے۔

فخر المحد ثین علامہ محمد خلیل الکاظمی قدس سرہ حضور سیدنا مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت سجادہ نشین بریلی

شریف رضی اللّٰہ عنہ کے مرید یا شاگردنہیں۔خود نامور محدث اور استاد الاساتذہ ہیں مگر اپنے فتویٰ کے باوجود تصحیح کے لیے حضور سیدنا مفتی اعظم کی خدمت میں استفسار کرکے تصحیح مسئلہ کا حکم فرما رہے ہیں۔لیکن اس کے برعکس برادر طریقت عاشق مدینہ مولانا محمد الیاس قادری اپنے جد طریقت سرکار سیدنا حضور مفتی اعظم شہزادۂ اعلیٰ حضرت کے متعدد فتاویٰ اور شرعی فیصلہ سے انحراف و عدول کرکے دعوتِ اسلامی کے سالانہ اجتماع میں لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھ اور پڑھا رہے اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت و خلفاء اعلیٰ حضرت کے واضح و غیر مبہم فتاویٰ مبارکہ کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز خلافِ سنت اور بدعت و مفسدِ صلوٰۃ ہے، کی موجودگی میں لاکھوں نمازیوں کی نماز برباد ہونے کا وبال اپنے سر لے رہے ہیں۔ یا تو ثابت کریں کہ تاجدارِ اہل سنت شہزادۂ اعلیٰ حضرت اور خلفاء و تلامذہ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ مبارکہ غلط ہیں یا خلاف تحقیق ہیں یا ان سے غلط منسوب ہیں یا آج مولانا محمد الیاس قادری جن چھوٹے موٹے اونے پونے مولویوں کے فتاویٰ پر عمل کررہے وہ ان رضوی سرکاروں، رضوی تاجداروں، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت کے پیاروں سے بڑے عالم و فاضل فقیہہ و محدث ہیں۔

علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہی کا دوسرا فتویٰ

''لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نماز کے لیے فقیر کے نزدیک اس لیے غلط ہے کہ اس میں شبہ ہے کہ آواز اصلی ہے یا عکسی۔فقیر کی ناقص رائے میں اب تک اس کا اصلی ﴿عین صوت متکلم﴾ ہونا ثابت نہیں۔'' فقط والسلام محمد خلیل کاظمی امروہی عفی عنہ شبہ ۱۸/ رمضان ۸۱ ھ۔

حاشیہ:- دونوں فتاویٰ مبارکہ کی فوٹو کاپی میلسی سے منگوائی جاسکتی ہے۔

تصدیق حضرت مولانا عبدالحامد صاحب قادری بدایونی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم. نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اب سے آٹھ سال قبل مرکزی جمعیت علماء پاکستان کی طرف سے لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھنے کے بارے میں ایک مفصل فتویٰ مرتب کیا گیا تھا جس پر حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللّٰہ علیہ و حضرت مولانا محدّث کچھوچھوی، حضرت مولانا سردار احمد صاحب نیز علماء اہل سنت کراچی کے دستخط ثبت تھے۔ اس فتویٰ میں وضاحت کے ساتھ بتادیا گیا تھا کہ لاؤڈ اسپیکر سے اذان و خطبہ دینا تو درست ہے، نماز پڑھانا غیر صحیح ہے۔ یہ فتویٰ پورے پاکستان میں شائع کیا گیا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلہ میں پنجاب سے دو رسالے لاؤڈ اسپیکر سے نماز کے جواز میں

شائع کیے گئے۔ علماء کراچی آپس میں اختلافات کو پسند نہ کرتے ہوئے اس بحث کو زیادہ آگے بڑھانا نہ چاہتے تھے، مگر دیکھا گیا کہ جب ...... صاحب نے دو بار خواہ مخواہ اقدام فرما کر عبارات کے مفہوم میں غلطیاں فرمائیں۔ لوگوں کو ان رسالوں سے کافی مغالطے ہوئے اس لیے مجبوراً حضرت مولانا مفتی صاحب داد صاحب شیخ الحدیث جامعہ راشدیہ پیر گوٹھ نے جو پچھلے فتوے کے مرتب کرنے والے تھے، اس فتوے کو مرتب فرمایا۔ ہم لوگوں نے اس رسالہ کو از اوّل تا آخر مطالعہ کیا۔ حضرت مولانا مفتی صاحب داد صاحب کے جوابات و دلائل انتہائی معقول و صحیح ہیں۔ ہم سب لوگ اب بھی وہی رائے رکھتے ہیں، جو آج سے آٹھ سال قبل تھی کہ لاؤڈ اسپیکر سے نماز پڑھانا ناجائز ہے۔ صدر مرکزی جمعیت العلماء فقیر عبدالحامد القادری بدایونی کراچی۔ ﴿منقول از القول المقبول ص ۸ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ رضویہ لاہور﴾

ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت حکیم الامت مولانا الحاج مفتی احمد یار خاں صاحب نعیمی علیہ الرحمۃ

''لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے۔

حاشیہ قرآن نور العرفان ص ۴۶۷۔

''لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھانے میں چند قباحتیں ہیں ایک یہ کہ اس میں قرأت قدر ضرورت سے زیادہ اونچی آواز سے ہوتی ہے اور یہ مکروہ ہے۔

﴿۲﴾ دوسرے یہ کہ لاؤڈ اسپیکر میں یہ بھی شبہ ہے کہ جو آواز یونٹ سے نکلتی ہے وہ امام کی اپنی آواز نہیں بلکہ صدائے بازگشت ہے، جیسے گنبد یا جنگل کی آواز اگر یہ ہے تو اس پر نماز کی حرکتیں کرنا زیادہ برا ہے۔

﴿۳﴾ یہ کہ اس میں سنت کا ترک ہے یعنی سنت یہ ہے کہ نماز میں مکبّر کھڑے کیے جائیں اور لاؤڈ اسپیکر میں اس کو بند کر کے آلہ استعمال کرتا ہے اور جو شے رافع سنت ہو وہ بدعت سیئہ ہے۔ ﴿فتاویٰ نعیمیہ ص ۱۸۵﴾

منظور نظر حضرت میاں شیر محمد شرقپوری

مناظر اعظم مولانا محمد عمر صاحب اچھروی لاہور

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال خلافِ سنت ہے۔'' ﴿۱۲/ رمضان ۱۳۸۴ھ﴾

﴿**ضروری نوٹ**﴾: پنج گانہ نماز و عیدین و جمعہ کی طرح وتر و تراویح میں بھی لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز و مفسد ہے چاہے امام استعمال کررہا ہو یا کوئی مکبّر۔

مرید ونواسہ اعلیٰ حضرت خلیفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا تقدس علی خان صاحب قادری رضوی بریلوی

نماز میں قرأت کے لیے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کرنے میں علمائے اہل سنت مضطرب تھے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ جو آواز سنائی دیتی ہے، وہ بعینہ متکلم کی آواز ہے یا نہیں؟ اور اسی پر جواز وعدم جواز صلاۃ کا دارومدار قائم کیے ہوئے تھے۔ خدا جزائے خیر عطا فرمائے ہمارے شیخ الجامعہ حضرت مفتی صاحب داد صاحب مفتی اعظم پاکستان کو کہ انھوں نے نصوص قطعیہ کی روشنی میں ایک نئی راہ نکالی کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نصوصِ قطعیہ کے منافی ہے کیونکہ قرآن کریم کی صریح نص موجود ہے کہ نماز میں مخافتہ و جہر میں درمیان راہ اختیار کی جائے۔ مفتی صاحب قبلہ نے اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے کسی پہلو کو تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑا ہے۔ اس سے قبل ہندوپاکستان کے اکابرین اہل سنت لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو منع لکھ چکے ہیں، جو ہمارے لیے مشعل ہدایت ہے۔ میں علماء اہل سنت سے گزارش کروں گا کہ وہ متفقہ طور پر اس پر خود عمل فرمائیں نیز اپنے حلقہ اثر کے ائمہ مساجد کو اس پر عمل کرنے کی ہدایت فرمائیں۔ خدانخواستہ آپ کی رائے کا اختلاف عامہ اہلسنّت کے لیے باعث تشتت و افتراق بن جائے۔ فقط ﴿تقدس علی خان قادری رضوی بریلوی صدر مدرس جامعہ راشدیہ درگاہ شریف پیر صاحب پاگارہ، ۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ﻫ﴾

تصدیق فقیہ العصر حضرت مولانا محمد اعجاز الرضوی بریلوی مفتی دارالافتاء سواد اعظم لاہور

الجواب صحیح و صواب و نعم ماافادو اجاد العلامۃ المفتی الاعظم محمد صاحب داد سلمہ رب العباد۔ الحمد للہ کہ حق واضح ہو کہ لاؤڈ اسپیکر پر اقتداء صلاۃ کے عدم جواز میں کسی متعفف کو انکار نہیں اور متعفف کے لیے جائے اصرار نہیں۔ مسئلہ اوّل مرتبہ حضرت علامہ مجیب اوائل ۱۹۴۸ء میں بھی میرے روبرو آیا تھا اور اس پر بھی میں نے حضرت علامہ کی تصدیق وتوثیق کی تھی۔ جو اصحاب بصیرت سے پوشیدہ نہیں۔ میں خود عرصہ سے اس ہی خیال میں لگا تھا۔ حضرت علامہ بصیر پوری اور حضرت افضل المحققین سلمہما کے استدلال کا سدہ ومزعومات فاسدہ کا متین وسنجیدہ جواب ہو، حمد ہے اس وجہ کریم کو جس نے یہ کام حضرت علامہ مجیب سے لیا، **جزاہ اللہ خیر الجزاء۔**

سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت **رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کے رسالہ مبارکہ ''**الکشف شافیا**'' کی عبارت متعلقہ عینیت صوتِ متکلم کی آڑ لے کر **سیدنا المجدد الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ** کی طرف جواز کی نسبت کس قدر غیر مناسب وغلط تھی۔ آج یہ بات بھی کھل گئی کہ مسئلہ لاؤڈ اسپیکر میں عینیت صوت وغیریت ومثلیت کا

سوال ہی لغو، پھر اگر عینیت ہی درکار تو ٹیپ ریکارڈ تو عینیت صوت کا شاہد ہے۔ اس پر ہی امامت فرمائی جانے لگے۔ ایک خطبہ جمعہ کارآمد اور پوری جہری نماز محفوظ رسالہ مبارکہ سیدنا المجدد الاعظم رضی اللّٰہ عنہ میں بھی صوت محفوظ کا حکم تھا نہ صوتِ منقطع کا، لاؤڈ اسپیکر کی آواز تو قطعاً یقیناً ختم ہوجاتی ہے اس لیے قیاس ہی غلط تھا اور اشہاب بھی لغو۔ مولیٰ تعالیٰ عوام وخواص اہل سنت کو عمل خیر کی توفیق اور قبول حق پر بہترین صلہ عطا فرمائے۔ واللّٰہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔ فقیر قادری محمد اعجاز الرضوی مفتی مرکزی دارالافتاء رضویہ سواد اعظم لاہور و صدر موتمر علماء پاکستان لاہور، ۱۴/ اولی جمادین ۸۰ھ ۵ نومبر ۱۹۶۰ء

تلمیذ حجۃ الاسلام خلیفۂ تاجدارِ گولڑہ شریف شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی

''میں اور میرے مشائخ طریقت نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتے کیونکہ صورۃ مستفسرہ ﴿لاؤڈ اسپیکر ونماز﴾ میں اقتداء بمالا یدخل فی الصلوٰۃ لازم آتی ہے جو کہ مفسدِ صلاۃ ہے۔ ﴿محمد عبدالغفور عفی عنہ وزیرآباد﴾

جانشین امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری سراج الملت مولانا صاجبزادہ محمد حسین صاحب علی پوری

''اگر مقتدی آلہ مکبّر الصوت ﴿لاؤڈ اسپیکر﴾ کی آواز پر تکبیر تحریمہ کی بناء پر نماز ادا کریں گے تو نماز فاسد اور واجب الاعادہ ہوگی۔ التلقین من الغیر مفسد لا محالہ ﴿عنایہ﴾ تکبیراتِ امام کی تبلیغ کے لیے مکبّرین مقرر کیے جائیں جیسا کہ حضور ﷺ اور صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین سے ثابت ہے۔ ﴿سید محمد حسین عفا اللّٰہ عنہ خلف الرشید امیر ملت مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللّٰہ علیہ﴾.

حضور مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن قادری حامدی رحمۃ اللّٰہ علیہ

ارشاد فرماتے ہیں۔

''آلہ مکبّر الصوت ﴿لاؤڈ اسپیکر﴾ سے نماز ادا کرنے کی ایک شورش برپا ہوتی جارہی ہے اگر اس کی آواز متکلم کی آواز کی غیر ہے یعنی اس آلہ میں دوسری آواز پیدا ہوجاتی ہے تو اس کی اقتداء میں فساد ظاہر ہے اور اگر بعینہ امام کی آواز مانی جائے تب بھی ماننا پڑے گا کہ اس میں خارج دخیل ہے ورنہ آلے کا لگانا عبث ہوجائے گا۔ خارج کی اقتداء عدم جواز کو مستلزم ہے اور جہاں جواز وعدم جواز متعارض ہوں۔ عدم جواز کو ترجیح ہوتی ہے۔ اس بناء پر فساد مرجح رہے گا۔ لہٰذا نماز میں لاؤڈ اسپیکر نہ لگانا چاہیے ھذا ماظھر لی الآن لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ فقط۔ واللّٰہ سبحانہ

و تعالیٰ اعلم علمہ جل مجدہٗ اتم واحکم

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری ربیع النور ۱۳۸۰ھ نزیل بنارس

الجواب صحیح وصواب والمجیب مثاب الیہ المرجع والمآب

فقیر شمس الدین احمد الجعفری الرضوی جونپوری حفظہ ربہ القوی

الجواب صحیح والمجیب مثاب فقیر اخلاق احمد مدرس جامعہ حمیدیہ رضویہ مدنپورہ بنارس

مجرم کون ص ۹۳ مصنفہ پاسبان ملت خطیب مشرق حضرت علامہ مولانا مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب فیض پوری بہاری مفتی اعظم گجرات دارالعلوم شاہ عالم، احمد آباد

''مکبّر الصوت کی آواز قائل کی آواز نہیں جب یہ کیفیت ہے تو اس کا نماز میں استعمال کرنا اور اس سے خارج شدہ آواز وتکبیرات کا اتباع کرکے ارکان صلوٰۃ ادا کرنا کیسے جائز قرار دیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اقتدائے غیر مصلی وغیر مکلّف کی صورت مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ ﴿مجرم کون ص ۱۰۸﴾

شارح بخاری کی تحقیقی جدوجہد کا خلاصہ اور نتیجہ

جناب مولانا مفتی نظام الدین صاحب مبارکپوری نے فقیہہ کبیر محدث شہیر شارح بخاری علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمۃ کے احوال گرامی اور شانِ افتاء پر ''معارف شارح بخاری'' نامی طویل و ضخیم کتاب میں صفحہ ۸۳۶ تا صفحہ ۸۳۹۔ مسئلہ لاؤڈ اسپیکر ان کی تحقیقی وعرق ریزی اور جدوجہد کا مفصل تذکرہ کرکے نتیجہ اور خلاصہ کے طور پر خود اعتراف واقرار کیا ہے۔ مولانا نظام الدین صاحب علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ سے نقل کرتے ہیں۔ غرضیکہ صدائے بازگشت میں آواز کا محل ہوا ہی رہی اور یہاں محل تین درجہ تک بدل گیا تو اس کو بدرجہ اولیٰ محاکات ہونا چاہیے اور ﴿بعینہٖ﴾ قرأت نہیں ہونا چاہیے اور اس پر اقتداء سے نماز فاسد ہونی چاہیے...... اس تحقیق کے بعد حضرت ﴿شارح بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی﴾ نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کے کثیر فتویٰ صادر کیے جو فتاویٰ شریفیہ میں کثیر مقامات پر ابھی تک بکھرے ہوئے ہیں۔''

﴿معارف شارح بخاری ص ۸۳۹، ۸۳۸ ملخصاً﴾

علامہ مفتی افضل حسین صاحب مونگیری اور علامہ مفتی جہانگیر خاں صاحب کا رجوع نامہ

بحر العلوم مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری نے ایک عرصہ دراز تک بریلی شریف میں مسند تدریس وافتاء کو زینت بخشی اور پھر آخری ایام میں ہجرت کرکے پاکستان چلے گئے اور وہاں فیصل آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

آپ نے لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں حضور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ سے اختلاف کیا اور جواز کا فتویٰ صادر کردیا۔مگر ہندوستان کے دورے پر جب تشریف لائے تو انھوں نے مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی کو گواہ بنا کر علی الاعلان اپنے فتویٰ سے رجوع کا اعلان کیا اور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ کی تائید و تصدیق کی۔آپ کے قابل فخر شاگرد علامہ مفتی جہانگیر خاں رضوی نے بھی لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر جواز کا فتویٰ دیا تھا مگر حال ہی میں انھوں نے اپنے فتوی سے رجوع کیا اور اپنا اعلان شائع فرمایا۔جس کو ناظرین کے لیے پیش کیا جارہا ہے۔

''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کے سلسلہ میں مشاہیر مفتیان کرام و مشائخ اہل سنت کا اتفاق ہے،صرف مفتی سید افضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کیا تھا۔میں بھی مفتی اعظم ہند قدس سرہ وغیرہ مشاہیر مفتیانِ اہل سنت کے فتویٰ سے اتفاق کرتا ہوں اور اب تک جو میرا جواز کا فتویٰ تھا اس سے رجوع کرتا ہوں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے'' امر بکتبہ محمد احمد المعروف جہانگیر خاں غفرلہ

یہ تحریر میرے سامنے لکھی گئی اور اس پر حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر خاں صاحب نے میرے روبرو دستخط فرمائے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

میں بھی اس تحریر و دستخط کا چشم دید گواہ ہوں۔**صغیر احمد رضوی جوکھن پوری** ۳۰ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

(ماخوذ از قرآنی نماز بمقابلہ مائیکروفونی نماز مطبوعہ ممبئ)

اجماعِ امت ازروئے اکابر اہل سنت

عمدۃ المحققین استاذ الاساتذہ مفتی غلام محمد خان ناگپوری مدظلہ کے قلم سے ائمہ دین فقہاء و علماء معتمدین کا کسی مسئلہ کی حلت یا حرمت پر اتفاق ہوجائے تو وہ مسئلہ اجماع امت کہلاتا ہے۔اجماع امت پر عمل واجب ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنا گمراہی اور امت مسلّمہ میں فتنہ و فساد برپا کرنا ہے۔جو سخت حرام ہے حجج شرعیہ میں اجماع امت ایک شرعی حجت ہے۔لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز و حرام ہونے پر اجماع امت ہوچکا ہے۔مجدد اسلام اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ کے زمانۂ حیات میں کسی نے اس بدعت سیئہ کو نماز میں رائج کرنے کے بارے میں سوچا تک نہیں تھا اور نہ کسی نے آپ کی بارگاہ میں اس کے بارے میں سوال پیش کیا۔اس لیے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مستقل طور پر لاؤڈ اسپیکر کے ناجائز و حرام ہونے پر کوئی رسالہ تصنیف نہیں فرمایا۔لیکن سیدنا امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے بعد وہ علمائے کرام جو مسلک اہل سنت کی اتھارٹی تسلیم کیے جاتے تھے انھوں نے اس مسئلہ پر اپنی کامل علمی بصیرت سے خوب تحقیق فرمائی اور ان علمائے

کرام نے اس کے ناجائز وحرام ہونے پر اتفاق کر کے اس مسئلہ کو اجماع امت کی شکل دیدی۔ سینکڑوں علمائے اہل سنت نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے ناجائز ہونے پر اتفاق کرلیا، ان میں سے چند اکابر علمائے کرام کے اسماء مبارکہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں جن کی بارگاہوں میں صاحبان علم و دانش کی بلند پیشانیاں خمیدہ نظر آتی ہیں۔

☆ حضرت صدرالافاضل مولانا نعیم الدین صاحب مراد آبادی
☆ صدرالشریعہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی
☆ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بریلوی
☆ رئیس المفکرین حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث اعظم ہند
☆ شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خان صاحب
☆ تاج العلماء حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب سجادہ نشین مارہرہ مقدسہ
☆ حضرت برہان الملت مولانا مفتی برہان الحق صاحب
☆ علامہ محدث احسان علی مظفر پوری شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی
☆ حضرت مولانا مفتی رفاقت حسین صاحب کانپوری
☆ حضرت مولانا مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی
☆ حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب مفتی اعظم دہلی
☆ حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خان صاحب
☆ استاذ محترم حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب
☆ امام اہل سنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قادری
☆ مفتی پاکستان استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی
☆ علامہ سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہوی
☆ مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی
☆ مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد صاحب داد خان
☆ علامہ مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی
☆ علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی

☆ مفتی اعجاز ولی رضوی بریلوی

☆ مجاہد ملت علامہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب

☆ رئیس المحققین مولانا غلام جیلانی صاحب میرٹھی

☆ یادگار سلف مولانا ضیاء الدین صاحب پیلی بھیتی

☆ سیدالعلماء مولانا سید آل مصطفیٰ مارہروی

☆ حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب داناپوری

☆ حضرت علامہ قاضی شمس الدین صاحب جونپوری

☆ حضرت مولانا قاضی فضل کریم صاحب حامدی مظفر پوری

☆ حضرت مولانا مفتی محمد رضوان الرحمٰن صاحب فاروقی اندور۔ رحمۃ اللہ علیہم ۔

عاشق مدینہ مولانا محمد الیاس قادری کے استاذ محترم و شیخ طریقت مفتی اعظم کراچی علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری کا فتویٰ مبارکہ

الاستفتاء: ۔کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس بارے میں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ کچھ علماء اسپیکر پر نماز کی ادائیگی سے منع کرتے ہیں حالانکہ حرمین شریفین میں بھی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ ہی نماز پڑھائی جاتی ہے۔ صحیح شرعی حکم واضح فرمائیں احسان ہوگا۔ (سائل محمد طیب فاروق سعود آباد کراچی)

الجواب: ۔''تمام اکابر اہل سنت و دیوبندی اور اہل حدیث (وہابی غیر مقلدین) کا متفقہ فتویٰ متعدد بار پہلے بھی شائع ہو چکا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء ازروئے احکام شرع صحیح نہیں اور یہی صحیح ہے۔ حرمین میں کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں یہ کوئی دلیل شرعی نہیں۔'' واللہ اعلم (وقار الفتاوی جلد دوئم ۴۸۸ از علامہ مفتی محمد وقار الدین رضوی)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لاؤڈ اسپیکر کے حامیوں کے چند نامعقول سوالات کے معقول جوابات

زیر مطالعہ کتاب کی تدوین جاری تھی کہ محبی مخلصی جناب محمد عمر فاروق صاحب بانی ومنصرم ادارہ مسلم کتابوی لاہور کا والا نامہ نظر نواز ہوا جس میں چند سوالات کے جوابات کے لیے ارشاد فرمایا۔ بہتر اور مناسب ہوتا کہ اس نوع کے سوالات مجوزین حضرات کے کسی معتبر کتاب سے بحوالہ صفحات نقل فرما کر ارسال کیے جاتے۔ بہر حال جو کچھ حکم ہوا، ان سوالات کے مختصر و جامع جوابات حاضر ہیں۔

لاہور ۲۹ نومبر ۲۰۰۰ء

۷۸۶
۹۲

بقیۃ السلف، مخلص اہل سنت سرمایہ اہل سنت حضرت علامہ محمد حسن علی رضوی صاحب دامت برکاتھم

السلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ مزاج گرامی .... مسئلہ لاؤڈ اسپیکر پر رسالہ کا مسودہ ارسال فرمادیں۔ ان شاء اللّٰہ العزیز پندرہ بیس روز کے اندر شائع کر دیں گے۔ مزید اس موضوع پر چند سوالات مذہبی موافقین و حامیین کے ذہنوں میں گردش کرتے رہتے ہیں ان کے جوابات آ گئے ہیں۔ تو فبھا وگرنہ سوالات برائے جوابات ارسالِ خدمت ہیں۔

سوال نمبر 1 :جب کوئی متعارف شخص لاؤڈ اسپیکر پر کسی مقرر، قاری، حافظ اور عالم کی آواز سن کر فوراً کہہ دیتا ہے کہ یہ فلاں صاحب کی آواز ہے اور حقیقت میں وہی شخص ہوتا ہے تو پھر اسپیکر کی آواز اجنبی یا مخلوط یا اصل شخص کی آواز نہیں کیونکر کہا جا سکتا ہے؟

الجواب: - یہ سوال کسی کمسن اور سطحی ذہن کی پیداوار ہے۔ آواز کی مختلف صورتیں اور مختلف حیثیتیں ہیں۔ ﴿۱﴾ عین صوت متکلم ﴿یعنی بولنے والے کی اپنی اصلی آواز جو بغیر کسی ذریعہ اور واسطہ کے سنی جائے﴾

مثل صوت متکلم ﴿یعنی بولنے والے کی آواز جیسی آواز﴾

غیر صوت متکلم ﴿بولنے والے کی بعینہٖ اصل آواز کے برعکس دوسری آواز﴾

لاؤڈ اسپیکر سے جس بولنے والے کی آواز سن کر پہنچانی جاتی ہے وہ اصلی، حقیقی پہلی آواز نہیں ہوتی بلکہ بالواسطہ سامع کی سماعت میں آتی ہے۔ امام کی آواز قاری یا مقرر وخطیب کی آواز مائیک میں جاتی ہے۔ مائیک ایمپلی فائر ﴿مشین﴾ کو دیتا ہے۔ ایمپلی فائر اس کو مزید قوت و طاقت دیگر یونٹ کی طرف منتقل کرتا ہے اور یونٹ

اس کو مزید زور آور بنا کر ہارن کے ذریعہ خارج کرتا ہے۔ گویا کہ چار واسطوں اور ذریعوں سے طاقت وقوت و توانائی پاتی ہوئی چار منزلیں طے کرکے پھر سامع کی سماعت میں آتی ہے یا مقتدی کے کان میں پڑتی ہے تو یہ اصل حقیقی متکلم کی اپنی ذاتی پہلی آواز کیونکر قرار دی جاسکتی ہے؟

لاؤڈ اسپیکر کے ہارن سے نکلنے والی آواز جو چار واسطوں سے اپنی حقیقت ماہیت بدلتی ہوئی سامع کی سماعت میں آئی وہ ایسی ہی ہے جیسے انسان کا فوٹو جس میں انسان کی بظاہر اصل شخص وصورت ہے وہی چہرہ، وہی آنکھیں، وہی کان، وہی سر، وہی بال، وہی منہ، ناک نظر آتے ہیں مگر یہ اصل انسان نہیں۔ وہ شخص حقیقی نہیں جس کا یہ فوٹو ہے۔ یا یوں سمجھ لیں کہ آپ ٹیلیویژن پر کسی مقرر کی تقریر سن رہے ہیں۔ بولنے والے کی شکل دکھائی دے رہی ہے اور اس کی آواز بھی سنائی دے رہی ہے اور آپ خوب پہچان رہے ہیں کہ یہ آواز اسی مقرر خطیب حافظ قاری یا نعت خواں کی ہے اور شکل سے بھی آپ نے پہچان لیا کہ وہی شخص ہے جس کی آواز ہے تو کیا آپ اس بولنے والے کو ٹیلی ویژن پر شکل اور آواز پہچان کر اس کو ہی اصل حقیقی شخص مقرر وخطیب حافظ قاری وغیرہ قرار دیں گے جس کی شکل اور آواز آپ پہچان رہے ہیں؟ اور آپ ٹیلی ویژن پر مقرر کی تقریر قاری کی تلاوت اور نعت خواں کی نعت خوانی سے متاثر سو دوسو روپیہ نذرانہ پیش کرنا چاہیں تو کیا ٹیلیویژن کے بکس میں ڈال دیں گے اور وہ بولنے والا قبول کرکے آپ کو رسید پیش کردے گا؟ پس جس طرح ٹیلیویژن پر دیکھی جانے والی شکل اور بولی جانے والی آواز کسی بھی شخص کی اصلی حقیقی نہیں۔ اسی طرح لاؤڈ اسپیکر سے سُنی گئی آواز خواہ آپ پہچان لیں۔ وہ اصلی حقیقی بعینہٖ آوازِ متکلم نہیں اور اس آواز پر نماز رکوع وسجود درست نہیں ہیں۔

سوال نمبر 2 :- جو لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے مخالف ہیں انہیں چاہئے کہ پھر عام اذان وعظ اور دیگر تقاریر وغیرہ بھی بغیر اسپیکر کے انجام دیا کریں کیونکہ دونوں صورتوں میں اللہ اور اس کے رسول ﴿جل جلالہ و ﷺ﴾ کا نام نامی لیا جاتا ہے...... ایک کے لیے جائز اور دوسرے کے لیے ناجائز کیوں؟

الـــجـــواب: - یہ بھی انتہائی بچکانہ سوال ہے۔ سائل نے لاؤڈ اسپیکر کے عشق کی وارفتگی میں اندھا دھند اعتراض جڑ دیا۔ کیا اذان، نماز، تقاریر کے احکام ایک جیسے ہیں؟ اذان بسا اوقات بغیر وضو کے بھی دے سکتے ہیں۔ اذان محض بنیائن سے بھی دے سکتے ہیں۔ اذان میں دونوں طرف سر اور گردن گھما سکتے ہیں۔ کیا معترض صاحب نماز میں بھی ایسا کریں گے؟ اگر کریں گے تو کس دلیل سے کریں گے؟ اور پھر اذان کا مقصد بلانا اور نماز کی دعوت دینا ہے۔ نماز کا یہ مطلب نہیں۔ اذان تو پورا زور لگا کردی جاتی ہے سر اور گردن بھی ادھر ادھر

گھماتے ہیں تو کیا نماز میں بھی ایسا کریں گے اور پورا زور لگا کر نماز پڑھیں گے۔ اذان تو مؤذن تنہا دیتا ہے۔ کیا اذان کی طرح نماز بھی تنہا پڑھنا قرار دیں گے اور جماعت کرنے کرانے سے دست بردار ہوجائیں گے؟ رہی وعظ و تقاریر تو اس کا بھی مقصد تبلیغ ہے۔ دین پہنچانا ہے۔ زیادہ سے زیادہ لوگ سنیں۔ نماز پڑھنے کا یہ مقصد نہیں وہ خالص عبادت ہے۔ دونوں کے مقاصد یکساں نہیں ہیں وعظ و تقاریر میں تو مقرر و خطیب مغرب کی بجائے مشرق شمال و جنوب کی طرف بھی منہ کرسکتا ہے۔ میز اور چھڑی پر ہاتھ مارسکتا ہے۔ منہ میں نمک کی چٹکی، مصری کی ڈلی، پانی کا ٹکڑا رکھ سکتا ہے۔ کسی بڑے عالم و بزرگ کی آمد پر نعرہ لگواسکتا ہے کہیں بھول جائے سجدۂ سہو کے بغیر تقریر جاری رکھ سکتا، پانی پی سکتا ہے۔ نادان سوال نگار نے نماز اور وعظ و تقاریر کے احکام یکساں کیسے سمجھ لیے۔ وعظ و تقاریر تو وضو ٹوٹ جانے کی صورت میں بھی جاری رکھ سکتا ہے۔ تقاریر کے دوران سامعین اٹھ کر بھی جاسکتے ہیں۔ نماز میں ایسا نہیں کرسکتے لہٰذا دونوں کا واضح فرق ظاہر ہے۔

سوال نمبر 3 :- زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو لوگ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ﴿نماز﴾ پڑھتے ہیں۔ ان کا درجہ اونچا اور وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہیں۔ بہ نسبت اسپیکر پر نماز کے مجوزین کے۔

الجواب: - جب یہ تسلیم ہے اور اس کا اقرار ہے کہ بغیر لاؤڈ اسپیکر کے ﴿مکبّرین کے ساتھ﴾ نماز پڑھنے والوں کا درجہ اونچا ہے اور وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہیں تو جناب والا آپ اپنا درجہ اونچا کرنے کے عمل سے کیوں الرجک ہیں اور تقویٰ کے عمل سے کیوں بھاگتے ہیں۔ بغیر اسپیکر کے سنت مکبّرین کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ اپنا درجہ بھی اونچا کریں اور تقویٰ بھی اختیار کریں۔ **قد افلح من زکھا** مراد کو پہنچے وہ لوگ جنھوں نے تقویٰ اختیار کیا۔ تو نہ صرف اونچا درجہ اور تقویٰ بلکہ مکبّرین کی سنت کو زندہ کرکے سو شہیدوں کا ثواب بھی حاصل کریں۔ معترض کا یہ نسخہ بھی خود اسی کے کام آ گیا۔ ﴿**سبحان اللّٰہ**﴾

سوال نمبر 4 :- لاؤڈ اسپیکر نماز کے عدم جواز کا فتویٰ اعلیٰ حضرت **رحمۃ اللّٰہ علیہ** کا نہیں۔

الجواب : - جواباً گزارش ہے کہ جواز کا فتویٰ بھی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کا نہیں ہے تو آپ جواز کے جدید فتویٰ پر کیوں عمل کرتے ہیں اور پھر عدم جواز اسپیکر کا عمل ایک قدیم مسنون عمل ہے جو عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ کرام سے جاری و ساری ہے اور آج تک باقی ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** کا بھی اس پر عمل تھا۔ اعلیٰ حضرت **علیہ الرحمۃ** کا عملی نقشہ اور مشاہدہ تو آپ کے سامنے ہے۔ ویسے سیدنا اعلیٰ حضرت **قدس سرہٗ العزیز** کے ترجمہ قرآن عظیم اور **الکشف الشافیا** میں مذکور

احکام سے یہی مترشح ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز جائز نہیں جیسا کہ اس کتاب کے فتاویٰ کے ضمن میں درج ہوا اور سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تربیت وفیض یافتہ شہزادگان خلفاء وتلامذہ ان کے جانشین اور ان کے علوم و فیوض کے وارث حضرات نے لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز اور فساد و بطلان کے احکامات پر مشتمل فتاوے جاری کیے اور آخر وقت تک اس پر قائم دائم رہے۔

سوال نمبر 5 :- اسپیکر پر اگر ﴿نماز میں﴾ تلاوت نہ ہوتو دور کے نمازی قرأت سننے سے محروم رہ جاتے ہیں اور قرأت سننے سے جو راحت وسرور ملتا ہے اس سے محروم رہ جاتے ہیں۔

الجواب :- یہ مفروضہ بھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتا۔سوال نگار بالکل ہی چٹا کورا ان پڑھ معلوم ہوتا ہے۔تمام مقتدیوں کا امام کی قرأت سننا کہاں فرض، واجب وسنت اور لازم ضروری لکھا ہے۔ اور اس کا ثبوت حدیث وفقہ میں کہاں ہے؟ قرأت سننے سے محروم رہنے کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کے اجر وثواب بھی محروم رہ گئے۔ باقی رہا امام کی قرأت سننے کی راحت اور کیف وسرور کا ذائقہ تو اس کا ازالہ آپ اس طرح کر سکتے ہیں کہ محبت اور محنت سے قرآن مجید حفظ کریں۔تجوید وقرأت سیکھیں اور کیف وسرور سے پڑھیں۔ یہ راحت اور سرور تو محض نماز باجماعت کی دومنٹوں کے سوا بھی زیادہ اوقات میں آپ کومل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمیــــن۔مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہدِ رسالت وعہدِ صحابہ کرام سے لیکر آج تک ہزاروں صحابہ کرام اہل بیت اطہار، تابعین عظام، ائمہ مجتہدین، اولیاء کاملین **رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیھم اجمعین** سب کے سب امام کی قرأت کی سماعت کی راحت اور سرور سے محروم رہے؟ اور ان کی نمازیں ناقص رہیں؟

سوال نمبر 6: لاہور کے ایک جامعہ کے مفتی صاحب نے دونوں چیزوں کے استعمال کا فتویٰ دیا ہے کہ مکبّر بھی مقرر کیے جائیں اور اسپیکر بھی استعمال کیا جائے ....

الجواب :- اگر بالفرض مفتی صاحب کا ایسا فتویٰ ہو بھی تو لاؤڈ اسپیکر پر عدم اعتماد کی دلیل ہے ورنہ وہ مطلقاً لاؤڈ اسپیکر پر جوازِ نماز کا فتویٰ دیتے مفتی صاحب کا اصل فتویٰ فقیر نے نہیں دیکھا نہ دیکھنے کی ضرورت۔ مفتی صاحب کے پیر و مرشد استاد محترم کے اساتذہ کرام صدرالشریعت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہارِ شریعت وشہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم علامہ مصطفیٰ رضا خان بریلوی **قدست اسرارھم** کے فتاویٰ ہمارے لیے مشعل راہ اور مینارۂ نور ہیں۔ وہ ہمیں کافی ہیں۔مفتی صاحب اسی بحر کی ایک لہر ہیں۔ بیک وقت مکبّر اور لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کے جو منفی نتائج ومضمرات جو آپ نے بیان کیے یہاں تک نوبت کیوں آئے اور ہمیں

اس جھنجھٹ میں پڑنے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے۔کل کو اگر کوئی مفتی صاحب یہ فتویٰ دے دیں گے کہ ایک بار اسپیکر پر نماز پڑھ لو اور ایک بار مکبّرین کے ساتھ پڑھ لو تو یہ ان کی شانِ فقاہت کا آئینہ دار ہوگا مگر ہمارے لیے شہزادۂ اعلیٰ حضرت سیدنا مفتی اعظم سجادہ نشین بریلی شریف اور امام اہل سنت کے ۹ خلفاء و تلامذہ کے مدلل و محقق جامع فتاویٰ کافی ہیں اور ان کے بعد اب۔ کون نظروں میں جچے دیکھ کے تلوا تیرا

سوال نمبر 7 : کو آپ نے نمبر 7 رقم فرمایا ہے کیونکہ سوال نمبر 5 اپنے دو سوالوں پر لکھ دیا۔ بہر حال اپنے اپنے مرقومہ سوال نمبر 6 اور حقیقی نمبر 7 میں سیدی حضرت صدرالشریعت علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی مصنف بہارِ شریعت قدس سرہ کے دو متضاد و مختلف فتاویٰ کی وضاحت طلب فرمائی ہے تو جواباً گزارش ہے کہ اس کی وضاحت سیدی صدرالشریعت مصنف بہار شریعت قدس سرہ کے فاضل و محقق صاحبزادہ شیخ الحدیث مفتی محمد ثناء المصطفیٰ اعظمی گھوسوی شیخ الحدیث ہوڑہ انڈیا ماہنامہ نوری کرن کے ۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۰ء کے کسی شمارہ میں مولانا مفتی افضل حسین صاحب مونگیری مرحوم کے جواب میں دے چکے ہیں۔ وہی معقول جواب قرین قیاس ہے۔ وہی فقیر کا جواب ہے کہ سیدی حضور صدرالشریعۃ قدس سرہ نے پہلے عدم فساد نماز کا فتویٰ دیا تھا جو فتاویٰ میں مرقومہ تواریخ سے ثابت ہے اور جب سیدنا صدرالشریعۃ علیہ الرحمۃ پر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر انتقالاتِ نماز کا فساد و بطلان اور اسپیکر کی آواز کا عکسی و فرضی و مصنوعی یا مثل صوت متکلم ہونا ثابت ہوگیا تو بعد کے دو فتاویٰ میں حضور صدرالشریعۃ علیہ الرحمۃ نے فساد کا حکم دیا۔ اس طرح پہلا فتویٰ خود بخود کالعدم ہوگیا۔ بس ان پر عمل کیا جائے۔ مزید حضرت مولانا مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی علیہ الرحمہ نے وضاحتی حاشیہ خود ارقام فرمایا تو انہی کے دستخط ہونا تھے۔ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

باقی رہا لاؤڈ اسپیکر کی آواز کی حقیقت و ماہیت کے بارے میں تو فقیر اپنی بجائے اپنے اور اہل سنت اکابرین کے مسلّمہ امام شیخ الفقہاء علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا مفتی اعظم ہند شہزادۂ اعلیٰ حضرت اور خلیفہ اعلیٰ حضرت برہانِ ملت مولانا مفتی محمد برہان الحق قادری رضوی قدس سرھما کے اقوال و ارشادات سے ثابت کرچکا ہے اور آواز کی حقیقت کی تفصیل کے لیے صیانۃ الصلوٰۃ از برہان ملت مفتی اعظم جبل پوری اور القول الاظھر مصنفہ شیر بیشۂ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب قادری رضوی لکھنوی کو دیکھا جاسکتا ہے۔

فقط سگ بارگاہِ محدث اعظم پاکستان

الفقیر محمد حسن علی رضوی غفر لہ الولی میلسی۔

نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال قطعاً جائز نہیں اور اس کی آواز پر اقتداء باطل باطل ہے اور حرام اشد حرام

اللھم ارنا الحق والصواب

حضورِ پرنور امام اہل سنت نائب امام اعظم شبیہ غوث اعظم مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خان قادری **نفعنا اللہ تعالیٰ بعلوم المبارکۃ** اپنے رسالہ مبارکہ مسمیٰ بنام تاریخی **الکشف شافیا فی حکم فونو جرافیا** میں صوت وصدا کے متعلق اپنے ابحاث رائقہ وتحقیقات فائقہ چند امور روشن فرمائے ہیں بخوف طوالت ان ابحاث مبارکہ کو ترک کرکے اصل مقصد وحکم مع قدرے دلیل حاضرِ خدمت کر رہا ہوں۔

نوٹ: ہماری تقریر میں اگر کہیں لفظ قرع یا لفظ قلع استعمال ہو تو قرع وقلع کا معنی ذھن میں محفوظ کر لیں۔ ایک جسم کا دوسرے جسم سے بقوت ملنا قرع کہتے ہیں یا بسختی جدا ہونا اس کو قلع کہتے ہیں۔

اسی رسالۂ مبارکہ میں امام اہل سنت نے جو بحثیں کی ہیں اسے واضح و لائح ہوگیا کہ صدائے لاؤڈ اسپیکر در حقیقت صدا ہی ہے تو اس آلہ سے سنی ہوئی آواز اگرچہ وہی اصل متکلم کی آواز ہے خواہ پہلی ہی ہو تو اسے لئے ہوئے پلٹ آئی یا اس آواز کی کاپی دوسرے میں اتر گئی۔ اور وہ لائی مگر بحکم شریعت مطہرہ اس کے سننے سے سجدہ واجب نہیں، قول ثانی پر یہ کہنا ہوگا سماع سے ایجاب سجدہ کے لئے اس تموج اول سے وقوع سماع لازم ہے اور یہاں اس آلے کی ٹھیس سے ہوا کا وہ تموج اول زائل ہوکر تموج تازہ اس کیفیت سے متکیف ہم تک آتا ہے اور قول اول پر یہ قید بڑھانی واجب ہوگی کہ وہ تموج محض اس طاقت کا سلسلہ ہو جو تحریک گلو و زبان تالی نے پیدا کی تھی پلٹنے میں تنہا نہ رہی بلکہ آلے کی مصادمت کی قوت دافعہ بھی شریک ہوگئی۔ جب بحکم فقہ صدا سے آیت سجدہ سننا سجدہ واجب نہیں کرتا تو اس کا اتباع کرکے اقتدا کیونکر صحیح ہوسکتی ہے جو لوگ محض اس آلہ ہی سے تکبیر تحریمہ سن کر اسی کو امام کی آواز سمجھ کر تحریمہ باندھیں گے ان کی نمازیں باطل اور جو لوگ امام کی تکبیر تحریمہ پر علاوہ اس آلے کے کسی اور ذریعہ سے اطلاع پاکر تحریمہ باندھ چکے مگر تکبیرات انتقالات یا تکبیرات واجبہ کو اس آلے سے سن کر انہیں کو امام کی تکبیرات تصور کرکے ان کا اتباع کریں گے اس کی نمازیں فاسد ہوں گی بالجملہ اس آلے کے متعلق اس فقیر کفش برادر علماء اہل سنت **غفر لہٗ بھم** کے نزدیک حکم شرعی یہی ہے کہ عین نماز میں اس کا استعمال کرنا۔ مفسد نماز ہے۔

جو منتظمین مساجد وعید گاہ نے ایسا کیا ان پر توبہ فرض ہے شریعت مطہرہ نے مقتدیوں پر نفس قرأت کا

صرف سننا ہی فرض نہیں بلکہ امام کی آواز مقتدی تک نہ پہنچنے یا نماز سری ہو تو مقتدی کے لئے انصات یعنی خاموش رہنے کو استماع یعنی سننے کا قائم مقام ٹھہرایا، اور اس کو بھی فرض ہی فرمایا یا تحریمہ و انتقالات امام پر مقتدیوں کو اطلاع دینے کے لئے شریعت مطہرہ نے مبلغین مقرر فرمائے ہیں جن کو عرف عوام میں مکبرین کہتے ہیں تو نیچریوں آزاد خیالوں نئی روشنی کے پرانے نمک حلالوں کی طرف سے نماز میں پیش آنے کی ضرورت بتائی جاسکتی ہے وہ بذریعہ مبلغین شرعی طریقے پر پوری ہو جاتی ہے اور مبلغین کی آواز سن کر کسی عامی کو بھی یہ اشتباہ نہیں ہوتا کہ یہ امام کی آواز ہے نہ کوئی ان مبلغین کا اتباع کرتا ہے بلکہ مقتدیوں نے جس امام کی اقتدا کی ہے ان تکبیرات مبلغین سے اپنے اس امام کا انتقالات پر اطلاع پا کر اسی کا اتباع کرتے ہیں اور اگر بالفرض کوئی مقتدی اپنی ناواقفی کی بنا پر کسی مبلغ ہی کا اتباع کرے تو وہ مبلغ اس مقتدی کا اس نماز میں شریک اور اسی کے امام کا مقتدی تو **من لم یدخل فی الصلاۃ** کی اقتدا نہ ہوئی **فافھم لھذا** وقت نماز اس آلے کے استعمال سے احتراز لازم وضروری ہے اور وقت خطبہ اس آلے کا استعمال نہ کرنا اچھا ہے۔

شرع مطہر نے خطبے کا مقصود اصل ذکر الٰہی بتایا **فاسعوا الیٰ ذکر اللہ** اور خطبے کا صرف سننا ہی فرض نہیں ٹھہرایا کہ خطبے کے متعلق قرآن پاک میں **فاسعوا ذکر اللہ** نہ آیا بلکہ اگر مقتدی اس قدر فاصلے پر ہو کہ خطیب کی آواز نہ پہنچ سکے تو بھی اس پر خاموش رہنا فرض فرمایا اور فقہ حنفی نے اس انصات پر بھی قائم مقام استماع ہونے کا حکم سنایا تو خطبہ میں بھی یہ آلہ بے ضرورت ٹھہرا اور خطبہ اگرچہ نماز نہیں لیکن نماز کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے لہٰذا وقت خطبہ اس نو ایجاد آلے کے استعمال سے اجتناب و احتراز ہی بہتر ہے۔ خطبے کا مقصود اصلی ذکر الٰہی دور فاصلے پر جگہ پانے والے مقتدی کو بھی قلبی طور پر محض انصات ہی سے حاصل ہے اور وہ اپنے حضور جسمی کے ساتھ احترام خطبہ و امثال حکم شرعی کے لئے خاموش بیٹھ کر بھی، **فاسعوا الیٰ ذکر اللہ** پر عمل کرنے والوں میں داخل، البتہ وعظ کی مجلسوں میں اس کا استعمال مضائقہ نہیں رکھتا کہ وعظ کا مقصود اصل تبلیغ و تعلیم و تذکیر و تفہیم ہے جو بغیر سنے محض انصات سے حاصل نہیں ہوتا (کما فی ردالمحتار)

دلیل ثانی: نیز امام و مقتدی کے درمیان تکبیرات وغیرہ کی آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ اسپیکر ایک واسطہ ہے اور ظاہر ہے کہ وہ انکا غیر ہے ان کی نماز میں شریک نہیں تو مقتدی کی نماز کی بناء ایسی چیز پر لازم آئی جو ان کا غیر ہے اور خود نمازی نہیں لہٰذا مقتدی نے قول غیر پر عمل کیا جو مفسد صلاۃ ہے تو لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر جو لوگ اقتداء میں ارکان نماز ادا کریں گے ان کی نماز ہی نہ ہوگی اب باقی رہی یہ تحقیق کہ لاؤڈ اسپیکر اور گراموفون میں

جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ عین آواز متکلم اور قرع اول ہی ہے یا نہیں؟ تو اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ ان سے عین آواز متکلم بھی سنی جاتی ہے تو اس سے تو کسی طرح انکار نہیں کیا جاسکتا کہ آواز متکلم پر برقی طاقت کی آواز کا شمول اصل آواز متکلم سے کئی گنا زائد ہے۔ اس کا ثبوت ظاہر ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کی آواز اس قدر دور تک پہنچ جاتی ہے کہ اصل آواز متکلم اتنی دور تک ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتی، اس غلبہ کی بناء پر اس آواز کی نسبت لاؤڈ اسپیکر یا گراموفون کی طرف کردی جاتی ہے اور ہر سننے والا بے تکلف کہتا ہے کہ یہ لاؤڈ اسپیکر یا گراموفون کی آواز ہے اور یہ آلات اس آواز کو اپنی کیفیات کے ساتھ اس قدر متکیف کر دیتے ہیں کہ کبھی اصل متکلم کی آواز کا امتیاز مٹ جاتا ہے اور پہچان میں نہیں آتا کہ کون بول رہا ہے تو ان آلات کے ان تصرفات کا انکار نہیں کیا جاسکتا ہے، لہٰذا یہ ماننا پڑے گا کہ ان آلات سے عین آواز متکلم میں زبردست اضافہ اور بین فرق پیدا ہوگیا تو اس آواز کو گنبد کی آواز سے مشابہت پیدا ہوگئی اور کتب فقہ میں ہے کہ گنبد کی آواز پر نہ سجدۂ تلاوت واجب نہ اقتداء صحیح۔

اور اب استعمال کرنے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان آلات میں عین آواز متکلم اپنی اصلیت پر باقی نہیں رہتی اور قرع اول باقی نہیں رہتی بلکہ آواز بازگشت ہو جاتی ہے تو اس بناء پر اقتداء ہی صحیح نہیں ہے رہی امام کی نماز تو اس کے لئے یہ وجہ فساد تو نہیں ہے مگر وہ بھی کراہت سے خالی نہیں کہ اس آلہ سے نماز کے شغل خاص میں خلل پیدا ہوتا ہے جو کراہت مستلزم ہے رہا اذان واقامت وخطبہ کا حکم تو ان میں اگرچہ نماز کے سے احکام نہیں لیکن ان میں اس آلہ کا استعمال خلاف اولےٰ ضرور قرار پائے گا۔

کتبہ محبّ الرضا محبوب المصطفیٰ بلال احمد نوری ظفری افضلی سراجی شیخ الحدیث وصدرالمفتی لشعبہ دارالافتاء الجامعۃ القادریۃ الاشرفیہ چھوٹا سونا پور شوکت علی روڈ ممبئی۔ ۸ ۷/ جنوری ۲۰۰۵ء



القول الاشرف
لعدم الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر

از

مفتی محمد اشرف رضا صدیقی قادری مصباحی
قاضی شریعت ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی
استاذ دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ ممبئی

﴿ ناشر ﴾
جامعہ ضیائیہ فیض الرضا، دادری، سیتامڑھی، بہار

لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء جائز نہیں

عزت مآب مفتی صاحب قبلہ! السلام علیکم و رحمت اللہ و برکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز لاؤڈ اسپیکر پر ہوتی ہے یا نہیں؟ ہمارے یہاں کے امام صاحب کہتے ہیں کہ مائک پر نماز ہرگز جائز نہیں ہے۔ جب کہ کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اگر مائک پر نماز نہیں ہوتی ہے تو کرلا اور ممبئی کی بہت ساری سُنّی بریلوی مساجد میں کیوں کر پڑھائی جاتی ہے؟ اس معاملہ کو لے کر ہمارے یہاں آپسی خلفشار کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اس لیے براہِ کرم قرآن وسنت اور اکابرین امت کے اقوال سے بالتفصیل جواب مرحمت فرما کر ممنون فرمائیں۔

اراکین رضا جامع مسجد۔ ٹھکر بابا کالونی، چمبور، ممبئی ۷۱۔ صدر نیاز احمد، نائب صدر محمد حسن، سکریٹری علی رضا خان۔ بتاریخ ۱۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۱؍ستمبر ۲۰۰۰ء

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علی سیّدنا و مولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم الجواب بعون الملک الوھاب۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز سے نماز نہیں ہوتی۔ آپ کے امام صاحب کا قول مطابق شرع ہے۔ کرلا، ممبئی وغیرہ کی جن مساجد میں لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں ہوتی ہیں ان کے اکثر اراکین وٹرسٹیان با شرع علماء وصلحاء کی صحبت سے دور، دولت اقتدار کے نشہ میں مخمور، احکامِ شرع سے بےخبر ہیں۔ وہاں کے ائمہ ٹرسٹیوں کے تحکم آمیز فرمان پر مجبور ہوکر طوعاً و کرھاً مائک پر نماز پڑھاتے ہیں۔ میں نے بعض ائمہ سے محاسبہ کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہمیں ٹرسٹیان مجبور کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ مائک سے نماز پڑھائیں۔ اس سلسلہ میں جو عذاب و گناہ ہوگا وہ ہم اپنے سر لیتے ہیں۔ سب کے فساد نماز کا وبال و عذاب ڈھونے والے، نفس پرست، انانیت کے شکار ٹرسٹیوں، اور ان کے ہاتھوں مجبور اماموں کی بزدلی کے سبب مائک کی آواز پر صحتِ نماز کا حکم نہیں ملے گا۔ فسادِ صلوۃ کا حکم برقرار ہے۔ بمبئی و دیگر بڑے شہروں میں جمعہ و عیدین اور اعراس واجتماع میں لاکھوں بندگانِ خدا مکبّرِ و مبلغ کی آواز پر بیک وقت با جماعت نماز پڑھتے ہیں کبھی کوئی دشواری نہیں ہوتی۔ چند صفوں کی مسجد کے ٹرسٹیوں کو بھی تکبیر و تبلیغ کے احکام سکھائیں اور اسلامی

وضع وقطع اپنانے کی تاکید وتنبیہ فرماتے رہیں تاکہ بوقتِ ضرورت یہ سب مکبّرین کی خدمات انجام دے سکیں۔ مائک پرنماز کے حامی ائمہ وٹرسٹیان کبھی کبھی پولیس کی ایک ڈانٹ و آرڈر پر میناروں سے لاؤڈ اسپیکر اتار لیتے ہیں اور اس میں اذان تک بند کردیتے ہیں۔مگر فقہائے اسلام و بزرگانِ دین کے فتاویٰ و ارشادات میں ممانعت کے باوجود نمازوں میں مائک کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے۔ لاؤڈ اسپیکر امام ومقتدیوں کا غیر ہے اور امام کا غیر مقتدیوں کےقول پر اورمقتدیوں کا غیر امام کےقول پرعمل کرنا تلقن من الخارج ومفسدِ نماز ہے، جولوگ مائک ہی سے امام کی تکبیر تحریمہ سن کر اسی کو امام کی آواز سمجھ کرتکبیرِ تحریمہ باندھیں گے ان کی نماز باطل۔اور جولوگ امام کی تکبیر تحریمہ پر لاؤڈ اسپیکر کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے اطلاع پاکرتکبیر تحریمہ باندھ چکےمگر تکبیراتِ انتقالات کو لاؤڈ اسپیکر سےسن کرانہیں کو امام کی تکبیرات تصور کرکے ان کی اتباع کریں گے، ان کی نمازیں فاسد ہوں گی۔ لاؤڈ اسپیکر کا نمازوں میں استعمال لغو واسراف اور کئی اعتبار سے منافی خشوع ہے۔ تاجدارِ اہلِ سنت،فقیہ النفس، مرشدی الکریم سرکار حضور مفتیٔ اعظم ہند، برہان ملت، محدث اعظم، شیر بیشۂ سنت، مفتیٔ اعظم دہلی، اجمل العلماء، سید العلماء، حافظ ملت، مجاہد ملت، امین شریعت، محبوب ملت، قاضی شریعت مفتی فضل کریم، شارح بخاری، بدر ملت، پاسبان ملت، مفتی غلام محمد خان، علامہ ارشد القادری، مفتی جلال الدین امجدی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم اجمعین جن پر اہل سنت و جماعت کو ناز ہے اور ان کے علم وفضل، تحقیق وتقویٰ، دینی وعلمی بصیرت، اورصداقت ودیانت پر پورا پورا اعتماد واتفاق ہے ان سب کا متفقہ شرعی فیصلہ ہے کہ لاؤڈ اسپیکر پرنماز نہیں ہوتی اور لگانے والے سخت گنہگار ہیں۔ ان حضرات کی اطاعت ہی میں صلاح وفلاح اور احتیاط ونجات ہے اور ہم جیسوں کو ان کی اطاعت واتباع کے سوا چارہ کارنہیں۔ آج کل تجدّد پسند وغیرمحتاط مولویوں کی وجہ سے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر وبال وفتنہ کی طرح پھیل رہا ہے۔فیشن پرست، شوقین، میکروفونی ائمہ مسلمانوں کی نمازوں کو برباد کررہے ہیں۔ خدایا تو انہیں اپنے فضل وکرم سے علمائے ربانیین کے فتاویٰ وارشادات کی طرف لوٹ آنے اور ان کے مطابق عمل کرنے ونمازوں کی حفاظت کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین بحرمة اشرف المرسلين عليه وعلىٰ آله الطاهرين واصحابه الفائزين و علماء شريعته المتأدبين و اولياء ملته الكاملين وابنيه الكريمين الشيخ عبدالقادر محى الدين والشيخ حسن معين الدين و شهيد محبته احمد رضا شيخ الاسلام المسلمين وعلينا معهم وبهم ولهم وفيهم افضل الصلوٰة و ادوم التسليم الف الف مرة فى كل لمحة و لحظة الىٰ يوم الدين. واللّٰه سبحٰنه و تعالىٰ اعلم بالصواب وعلمه اتم واحكم واستغفراللّٰه العظيم التواب.

کتبہ عبید المصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری خادم الافتاء والقضا ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر، خطیب و امام مسجد اشرفیہ، منیش مارکیٹ ممبئی۔ ۱، و دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ۔ ۱۸؍رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ ۱۵؍دسمبر ۲۰۰۰ء

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال شرعاً جائز ہے یا ممنوع و مکروہ ہے؟ حقیر فقیر سراپا تقصیر شبیر احمد نوری۔ ۲۸؍کامبیکر اسٹریٹ، عمر منزل، چوتھا مالہ، ممبئی ۳

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين صلى الله تعالىٰ على سيدنا ومولانا محمد و علىٰ آله و اصحابه و بارك وسلم الجواب بعون الملك الوهاب. نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز و مکروہ اور خلافِ سنت ہے۔ اس کی آواز پر ارکانِ نماز ادا کرنا نمازوں کو فاسد و برباد کرنا ہے۔ جو سخت تر معصیت ہے۔ مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو اس فتنۂ بدعت سے بچنے اور مکبّرین کی سنت قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ **والله سبحنه و تعالىٰ اعلم و علمه اتم واحكم وما خلافه فهو اعمىٰ واصم و ابكم واستغفر الله العظيم التواب.**

کتبہ عبید المصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری، خادم الافتاء والقضا، ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر۔ خطیب و امام مسجد اشرفیہ، منیش مارکیٹ ممبئی ۱، و دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ، ۲۸؍شوال ۱۴۲۰ھ۔ ۴؍فروری ۲۰۰۰ء دوشنبہ

بخدمت قبلہ مفتی اشرف رضا قادری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مائک پر نماز کے جواز اور عدم جواز کے متعلق۔ ہمارے گاؤں میں برسوں سے مائک پر نماز ہوتی آرہی تھی مگر گذشتہ سال چند کتابیں اور رسالے نظروں سے گذرے، مثال کے طور پر (۱) فتاویٰ فیض الرسول (۲) صیانت الصلوات (۳) فتاویٰ امجدی (۴) ماہنامہ اعلیٰ حضرت فروری، مارچ ۲۰۰۱ء وغیرہ وغیرہ جس میں مائک پر نماز کو ناجائز قرار دیا ہے۔ کچھ لوگوں کے اعتراض پر کمیٹی والوں کو اس مسئلہ پر غور کرنا پڑا۔ رمضان المبارک بھی شروع ہو چکا تھا۔ اگر مائک بند کرتے ہیں تو تراویح میں تلاوتِ قرآن مجید کی آواز دوسرے مقتدی تک پہنچانا ناممکن ہوتا ہے اس لیے کمیٹی والوں نے فوراً نواسۂ صدرالشریعہ حضرت مفتی محمود اختر قبلہ سے روبرو مسئلہ کا خلاصہ چاہا۔ مفتی صاحب نے نماز میں مائک کے استعمال کو قطعی ناجائز فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ اگر کسی نے انجانے میں مائک پر نماز پڑھ بھی لی تو اسے دہرانا واجب ہوگا۔ مفتی صاحب کے اس زبانی فرمانے سے گذشتہ سال عینِ رمضان المبارک ہی میں مائک پر نماز بند کردی گئی اور آج تک بند ہے۔ لیکن اب رمضان المبارک پھر آرہا ہے۔ تراویح کے شوقین حضرات اس امر سے ناراض ہیں کہ مائک کے بند رہنے سے سارے

مقتدی تلاوتِ قرآن پاک کے روحانی مزے سے محروم رہیں گے۔ اس پوری بحث کا باعث ساتھ میں دیا ہوا دارالعلوم دیوان شاہ، بھیونڈی کا یہ فتویٰ ہے جس میں جواز کے چند ثبوت موجود ہیں جو کسی شافعی شخص نے ہم تک پہنچایا ہے۔ اس فتویٰ سے الجھنیں اور بڑھ گئی ہیں۔ آیا ہم (مفتی) محمود اختر اور دیگر سُنّی علماء کی تحریروں پر عمل کریں یا اس فتویٰ پر عمل کریں۔ خیال رہے کہ ہمارے گاؤں کی مسجد کا مصلّی حنفی مسلک پر ہے۔ لیکن شافعی کی بھی تعداد اتنی ہی ہے جتنی حنفی مقتدیوں کی ہے۔ سب ہی شافعی مقتدیوں کا کہنا ہے کہ کچھ شافعی مصلی مسجدوں میں نماز باقاعدہ مائک پر ہوتی ہے اور ہمارے شافعی مسلک میں اس کا جواز ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا شافعی، حنفی، مالکی، حنبلی کسی بھی مسلک کے رو سے مائک پر نماز کا جواز ہے یا نہیں؟ برائے کرم جواب سے نوازیں۔ سُنّی مسلم جماعت۔ منور۔ تعلقہ پال گھر، ۹/اکتوبر ۲۰۰۱ء

(۱) ناظم رئیس (۲) واصف نعم پٹیل (۳) ظفر خلیل ناچن (۴) فاروق پٹیل (۵) نوید بشیر پٹیل (۶) ذکی خان (۷) وصی پٹیل (۸) محمد امین پٹیل (۹) شکیل رئیس (۱۰) اشرف پٹھان۔

وعلیکم السلام و رحمة الله و بر کاتهٗ

بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العلمين صلى الله تعالىٰ علىٰ سيدنا و مولانا محمد و علىٰ آله و اصحابه وبارک وسلم. الجواب بعون الملک الوهاب ۔ فتاویٰ امجدیہ، صیانت الصلوات، فتاویٰ فیض الرسول، ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر عدم اقتداء کا جو حکم شرع درج ہے وہ یقیناً واجب العمل ہے۔ مفتی محمود اختر صاحب قادری رضوی نے اس سلسلہ میں جو بتایا وہ مطابق شرع ہے۔ مرشدی الکریم، عارف باللہ، فقیہ النفس حضور مفتیٔ اعظم ہند **رضی الله تعالیٰ عنهٗ** وارضاہ عنا کی تحقیق وفتویٰ اوران کی اتباع میں سینکڑوں اکابر علماء ومشائخ کرام کی تصدیق وتائید کا خلاصہ ہے۔ بھیونڈی والا فتویٰ فقہاء ومشائخ کی تحقیق ومعمول کے خلاف اور اُمتِ مسلمہ میں انتشار کا باعث وفسادِ نماز کا موجب ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کے شوقین نمازِ تراویح میں مائک کے بند رہنے پر سماعتِ قرآن حکیم کے روحانی مزے سے محروم رہنے کا بہانہ بنانے والے نمازِ ظہر وعصر میں اپنے روحانی مزے کا لطف کیونکر پاتے ہوں گے اور کس طرح اپنے نفس کو تسکین دیتے ہوں گے؟ دراصل یہ لوگ دجلِ شیطانی سے مغلوب ہوکر نمازِ میکروفون کی آواز کو روحانی مزے کا ذریعہ جانتے ہیں۔ مائکروفون کی آواز پر عدم اقتداء میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کسی مذہب کے محتاط علماء کا اختلاف نہیں ہے سب فسادِ صلاۃ پر متفق ہیں۔ بعض شافعی مصلی پر مائک کا استعمال اس کو جائز نہ کردیگا۔ یہاں تو بعض حنفی بھی ٹرسٹیان و

مقتدیوں کے دباؤ وخوش نودی حاصل کرنے کے لیے نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرتے ہیں۔ تو کیا ان کا فعل جمہور احناف کے نزدیک جواز کا ثبوت قرار پائے گا؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ حرم کے نجدی اماموں کو مثل میں نہ لایا جائے وہ تو گمراہ ہیں۔ واللہ سبحٰنہٗ و تعالیٰ اعلم بالصواب و علمہ اتم واحکم واستغفراللہ العظیم التواب

☆ حضرات مفتیان کرام! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

☆ اس سلسلہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ چند افراد مائک پر امام کو نماز پڑھانے پر مجبور کریں اور انھیں شریعت کا حکم اور فتویٰ بتایا جائے کہ مائک پر نماز درست نہیں ہوتی تو وہ یہ کہیں کہ ہم فتویٰ کو نہیں مانتے تو ایسے افراد کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ جواب سے نوازیں۔

محمد محبوب اصدق قادری۔ خطیب وامام سُنّی رحیمی مسجد ٹرسٹ، ٹیگور نگر، وکرولی ممبئی۔

و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد و علی آلہ واصحابہٖ وبارک وسلم الجواب بعون الملک الوھاب. برتقدیر صحت سوال ایسے افراد احکامِ شرع سے جاہل، بد باطن، فسادی، مسلمانوں کی نمازوں کو برباد کرنے والے، بدعت کے حامی، اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ و بارک وسلم کے قہر وغضب کے مستحق ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ انھیں اپنے اس بدترین قول سے رجوع اور توبہ واستغفار کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ سبحٰنہٗ و تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمہ اتم و احکم والیہ المرجع والمآب واستغفراللہ العظیم التواب.

کتبہ عبیدالمصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری، خادم الافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر،

۴۳/ تیجوکایا بلڈنگ، روم ۱۸، صوفیہ زبیر روڈ، نیونا گپاڑہ، ممبئی ۸۔ ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ ۱۸/ نومبر ۲۰۰۲ء دوشنبہ

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید ایک مسجد کا صدر ہے۔ اس کی غیر موجودگی میں مسجد میں مائک کا استعمال کر دیا گیا جبکہ زید اس کے خلاف ہے۔ مسجد کمیٹی میں گیارہ ممبران ہیں چھ مائک کی حمایت میں ہیں۔ لہٰذا میرے نہ چاہتے ہوئے بھی مائک پر نمازیں ہو رہی ہیں۔ اکثریت کے لحاظ سے وہ لوگ غالب آتے ہیں۔ ایسی صورت میں زید پر کیا حکم آتا ہے؟ اور جن لوگوں نے مائک کو چالو کیا ہے ان کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے؟ اور جو امام صاحب نے مائک پر نماز پڑھائی ہے۔ ان کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ کچھ نوجوان لڑکے جن کا تعلق سُنّی دعوت اسلامی سے ہیں، ان لوگوں نے زیادہ دل چسپی لیا ہے اور یہ تأویل پیش کیا کہ

ایسی صورت میں فساد ہوسکتا ہے۔ لہٰذا مائک چالو کردیا جائے۔ ان لوگوں پر کیا حکم صادر ہوتا ہے؟ جبکہ ٹرسٹیان میں زیادہ تر افراد حضور ازہری میاں صاحب قبلہ سے بیعت ہیں۔ اگر زید زیادہ سختی کرے گا تو انتشار پیدا ہوگا۔ لہٰذا ایسی صورت میں زید کیا کرے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل ومفصل جواب عنایت فرمائیں۔ اور ہم سُنیوں کو عذاب سے بچائیں۔

شیخ عاشق علی۔صدر انجمن قادریہ مسجد، پلاٹ نمبر ۱/۳، ۲۸۳بی، دھورواڑہ ایم پی نگر، کراس روڈ، دھاراوی۔ممبئی

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین صلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وعلی آله و اصحابه وبارک وسلم الجواب بعون الملک الوهاب. نماز میں مائک چالو کرنے والے فسادی، مسلمانوں کی نمازوں کو برباد کرنے والے بدعت کے حامی، سنت کو مٹانے والے ہیں۔ مذکورہ امام ان کاموں میں بھی ان کا امام ہے۔ اسپیکر پر پڑھائی ہوئی نمازوں کی بربادی کا وبال ان کے سر ہے۔ جن نوجوانوں کی دل چسپی کا ذکر ہے آخر وہ کس منہ سے اپنے کو سُنّی دعوت اسلامی کا کہلاتے ہیں؟ کیا سنیت کا داعی ومبلغ بدعت کے فروغ میں ایسا سرگرم ہوگا؟ دراصل وہ لوگ سُنّی دعوت کے مقصد سے ناواقف ہیں۔ زید کو چاہیے کہ متقی علمائے اہل سنت و جماعت کو بلوا کر ناواقف عوام کو مسائلِ نماز وشریعت کے احکام سے باخبر کرائیں۔ حکمت عملی اختیار کریں، باشرع مکبّرین کا نمازوں میں اہتمام رکھیں۔ **واللہ سبحٰنه و تعالیٰ اعلم بالصواب وعلمه اتم واحکم والیه المرجع والمآب واستغفر الله العظیم التواب**

کتبہ عبیدالمصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری، خادم الافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر

۴۳/ تیجوکایا بلڈنگ، روم نمبر ۱۸، صوفیہ زبیر روڈ، نیوناگپاڑہ، ممبئی ۸۔ ۶/ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ ۱۱/ نومبر ۲۰۰۲ء

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ میں کہ (۱) نماز جمعہ میں نمازیوں کی کثرت کی بنیاد پر مائک پر نماز پڑھنا جائز ہے یانہیں؟ (۲) مکبّر کو مائک میں تکبیر کہنا جائز ہے یانہیں؟

سرفراز حسین انجمن اتحاد المسلمین غوثیہ مسجد جی، این، ایم، اے ۲/۲۔۴۔۵۷، مکند نگر دھاراوی، ممبئی ۱۷

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین صلی الله تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علی آله و اصحابه و ازواجه و بارک و سلم الف الف مرّه فی کل لمحه ۔ الجواب بعون الملک والوهاب. نمازیوں کی کثرت ہو یا قلت بہرصورت نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال بدعت ہے۔ جو نمازی مائک کی آواز پر تکبیر تحریمہ کہے یا اس کی آواز پر رکوع یا سجدہ کرے محتاط واکابر علمائے اہل سنت کے نزدیک

ایسے نمازیوں کی نماز فاسد ہوتی ہے کہ تـلـقـن مـن الـخـارج ہے۔مکبّر،مؤذن، امام کسی کونمازوں میں مائک کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے فقیہ النفس تاجدارِ اہل سنت مرشدی الکریم حضور مفتیٔ اعظم ہند و اکابرین کے فتاویٰ وتصدیقات کا مجموعہ القول الازھر۔ القول الانور۔ صیانۃ الصلوات۔ قصدالسبیل۔ مجرم کون؟ لاؤڈ اسپیکر پر نماز؟ میکروفونی نماز وغیرہم کتابوں میں مطالعہ فرمائیں۔ والـلـه سبـحـنـه و تعالیٰ اعلم بالصواب و علمه اتم واحکم والیه المرجع والمآب واستغفرالله العظیم التواب

کتبہ عبیدالمصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری، خادم الافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر

۴۳ر تیجوکایا بلڈنگ، روم نمبر ۱۸،صوفیہ زبیر روڈ، نیوناگپاڑہ ممبئی ۸۔ ۲۵ر رجب المرجب ۱۴۲۳ھ/۳ر اکتوبر ۲۰۰۲ء پنج شنبہ۔

☆ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہمارے یہاں مسجد میں تراویح کی جماعت ثانیہ ہوتی ہے جس میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال نہیں ہوتا ہے۔ امام ومقتدی حضرات بھی ہرگز لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا نہیں چاہتے۔مگر کچھ لوگ تراویح میں لاؤڈ اسپیکر لگانے کے لئے مصر ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اورنماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیسا ہے؟ اور جو لوگ لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر رکوع سجدہ کرتے ہیں ان کی نماز کا کیا حکم ہے؟ المستفیان (۱) یعقوب ابراہیم مولوی (۲) محمد فاروق سوریا (۳) محمد اقبال بٹاٹے والا (۴) مشتاق ابوبکر سوریا۔ مینارہ مسجد، محمد علی روڈ ممبئی ۳

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العلمین صلی الله تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلـه واصـحـابه و بارک وسلم الجواب بعون الملک الوهاب. نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا لگانا خلافِ سنت و اسراف ہے۔ اسپیکر کی آواز پر جو لوگ تکبیر تحریمہ یا رکوع وسجود کرتے ہیں ان کی نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔عوام ہو یا ٹرسٹیان جو بھی نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر لگانے پر مُصِر ہوں یا دباؤ ڈالتے ہوں سب کی گردنوں پر مسلمانوں کی نمازوں کو برباد کرنے کا وبال وگناہ ہوگا۔نماز میں میکروفون کے استعمال کےفتنوں سے بچنے پر سوشہیدوں کے اجر کی امید ہے۔ لـقـول النبی الکریم صلی الله تعالیٰ علیه وسلم من تمسک بسنتی عند فساد امتی فله اجـر مـأـة شهیـد. والـلّٰـه سبـحـنه و تعالیٰ اعلم بالصواب و علمه اتم واحکم والیه المرجع والمآب واستغفرالله العظیم التواب.

کتبہ عبیدالمصطفیٰ فقیر اشرف رضا قادری، خادم الافتاء والقضاء ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸

۳ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۳ء

☆کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ پانچوں وقت کی فرض نماز و جمعہ وعیدین اور تراویح کی نماز میں مائک کا استعمال جائز ہے یانہیں؟ جولوگ ان نمازوں میں مائک کی آواز پر تکبیر تحریمہ باندھیں یا رکوع وسجود وغیرہ کریں ان کی نمازیں ہوتی ہیں یانہیں؟ کیا ہمارے کسی اکابر ومحتاط عالم دین مثلا سرکار مفتی اعظم ہند، سرکار محدث اعظم ہند، حضور برہان ملت، شیر بیشۂ سنت، اجمل العلماء، محبوب ملت، حافظ ملت، مجاہد ملت، امین شریعت، سید العلماء، شارح بخاری نائب مفتی اعظم ہند، مفتی بدرالدین، مفتی جلال الدین امجدی **رحمت اللّٰہ تعالیٰ علیھم** میں سے کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر امامت فرمائی؟ یا اس کی آواز پر اقتداء کی اجازت دی؟ کیا ان کے زمانوں میں نمازیوں کی اتنی کثرت نہ تھی؟ کیا مساجد دومنزلہ نہ تھی؟ کچھ جاہل عوام کی خواہش پر احکام شرع و اکابر کے معمولات و احتیاط کو نظر انداز کرکے جو امام **قولاً و عملاً** نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو جائز بتائے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ہمارے یہاں ایک تین منزلہ طویل وعریض مسجد ہے جہاں پہلے لاؤڈ اسپیکر پر نمازیں ہوتی تھیں۔مگر ایک عالم دین کی ہدایت اور تنبیہ پر نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال موقوف ہوگیا اور سات آٹھ مہینوں سے **بحمدہٖ تعالیٰ** مکبّرین کے ذریعہ نہایت اطمینان وسکون کے ساتھ سنت کے مطابق نمازیں ہوتی رہیں۔اس مدت میں کبھی کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔اس رمضان المبارک کے دوسرے عشرے میں کچھ جاہل عوام کو شر پسندوں نے اکسایا اور ان سے کہلوایا کہ ہماری خواہش ہے اور آج کے دور کا تقاضا ہے کہ ہم قرآن شریف کو آواز کے ساتھ سنیں۔لہٰذا نمازِ تراویح و جمعہ وغیرہ میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کیا جائے اور وہ اس پر بضد رہے۔انہیں اس علاقے کے ایک مفتی نے اپنا خیالی وحبابی فیصلہ لکھ کر دیدیا کہ مائک پر نماز صحیح و درست ہے۔اور حوالہ میں حضور ازہری میاں کے مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے ایک مطبوعہ فتویٰ کا اقتباس پیش کیا۔اور مائک پر نماز پڑھانے کے لوچ پوچ فوائد بھی گنادیئے۔اس خیالی فتویٰ کا زیروکس بھی اس سوال کے ساتھ منسلک ہے۔

مولانا عبدالرشید عزیزی مصباحی۔مولانا محمد عظیم رضوی۔غلام سرور قادری رضوی۔مالونی ملاڈ ویسٹ ممبئی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم الحمد للّٰہ رب العلمین صلی اللّٰہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و علیٰ آلہ و اصحابہ و بارک وسلم الف الف مرۃ فی کل لمحۃ ولحظۃ الجواب بعون الملک الوھاب۔

عارف باللّٰہ فقیہ النفس مجدد ابن مجدد اعظم ابوالبرکات محی الدین آل رحمٰن محمد مصطفیٰ رضا نوری سرکار مفتی اعظم ہند **رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ** تحریر فرماتے ہیں" نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال جائز نہیں ہے۔اگر میکروفون میں امام

آواز ڈالے بے اس کے وہ آواز نہ لیگا تو اس عمل سے امام کی نماز جاتی رہے گی۔ امام کی جائیگی تو مقتدیوں کی بھی جائیگی۔ اور اگر ایسا لاؤڈ سپیکر ہو کہ اس کے میکروفون میں آواز نہ ڈالی جاتی ہو فرض کیجیے کہ وہ خود لے لیتا ہو امام کے منہ کے سامنے نہ ہو قریب ایک طرف رکھا ہوا ہو امام اس میں آواز نہ ڈال رہا ہو تو امام کی تو ہو جائیگی اور ان مقتدیوں کی بھی جو خود آواز سن کر اتباعِ امام کررہے ہوں مگر دور دور کے وہ مقتدی جن تک امام کی آواز پہنچ ہی نہ سکتی ہو وہ لاؤڈ اسپیکر ہی کی آواز کی اتباع کررہے ہیں ان کی نماز نہ ہوگی۔ کہ لاؤڈ اسپیکر میں پہنچ کر امام کی آواز اس سے ٹکرا کر ختم ہوجاتی ہے جیسے گنبد اور کنوئیں میں بولنے والے کی آواز ختم ہوجاتی ہے۔ پانی اور گنبد کے اس ٹکراؤ سے آواز پیدا ہوتی ہے ویسے ہی لاؤڈ اسپیکر میں اور پیدا ہوتی ہے۔'' **صیانۃ الصلوات عن حیل البدعات**'' صفحہ ۶۲

مفتی مظہر اللہ صاحب امام شاہی جامع مسجد فتح پوری دہلی تحریر فرماتے ہیں'' ظاہر ہے کہ یہ آلہ (لاؤڈ اسپیکر) امام و مقتدیوں کا غیر ہے اور امام کا غیر مقتدیوں کے قول پر اور مقتدی کا غیر امام کے قول پر عمل کرنا مفسدِ صلاۃ ہے۔ پس آلہ کی آواز پر جو لوگ نماز ادا کریں گے ان کی نماز نہ ہوگی۔ **قصد السبیل** صفحہ ۱۰۔

اجمل العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اجمل قادری رضوی اشرفی نعیمی **رحمت اللّٰہ علیہ** تحریر فرماتے ہیں ''جس مقتدی نے اس آلہ کی آواز پر اقتدا کی تو اس نے غیر امام ہی کے قول پر عمل کیا اور غیر نمازی کے واسطے سے ارکانِ نماز ادا کیے اور یہ امور مفسدِ صلاۃ مقتدی ہیں۔ **ردالمحتار** ج ۲ ص ۳۸۱ (مطبوعہ زکریا دیوبند) میں ہے **وکذا الاخذ ای اخذ المصلی غیر الامام یفتح من فتح علیہ مفسد.**

جب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے اقتدا ہی صحیح نہیں اور مقتدی کی نماز ہی ادا نہیں ہوتی تو جو اس سے نماز پڑھائے اور جو پڑھیں وہ سب شرعاً مجرم و گنہگار ہوں گے'' (**فتاویٰ اجملیہ** صفحہ ۶۲۳ جلد ۲)

مناظر اعظم علی الاطلاق، شیر بیشۂ سنت، مظہر اعلیٰ حضرت مفتی محمد حشمت علی خان رضوی پیلی بھیتی **رحمت اللّٰہ تعالیٰ علیہ** تحریر فرماتے ہیں'' لاؤڈ اسپیکر سے سنی ہوئی آواز کی اقتداء بھی شرعاً باطل ہے۔ نماز میں اس آلہ کا استعمال شرعاً حرام، ناجائز اور موجبِ بطلانِ نماز مصلیان ہے۔ جس کو اس مسئلہ کی تفصیل دیکھنی ہو وہ فقیر کے رسالہ مسمی بنام تاریخی'' **القول الازھر فی الاقتداء بلاؤڈ اسپیکر** '' کا مطالعہ کرے۔ **التفصیل الانور فی حکم لاؤڈ اسپیکر** صفحہ ۲۳ / ۲۲

شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی شریف الحق صاحب امجدی **رحمت اللّٰہ علیہ** تحریر فرماتے ہیں'' یہ خادم مدتِ مدید تک لاؤڈ اسپیکر کی ساخت اور اقتداء کی حقیقت پر غور کرنے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا

ہے کہ واقعی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتدا تلقن من الخارج ہونے کی وجہ سے مفسد نماز ہے۔اسے بار بار اپنے متعدد فتاویٰ میں دلائل و براہین سے ثابت کر چکا ہوں۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز کے بارے میں کسی قسم کی ادنیٰ سے بھی شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ یہ ضرور بالضرور یقیناً حتماً بلاشبہ حکماً محاکاۃ ہے۔قرأت ہرگز نہیں اس لیے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی جانے والی تکبیر، تکبیر نہیں محاکاۃ ہے۔قرأت ہرگز ہرگز نہیں اس لیے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سنی جانے والی تکبیر پر اقتدا کرنے والا یقیناً خارج سے تلقن کر رہا ہے اور اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تلقن من الخارج مفسدِ نماز ہے اس وجہ سے لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کرنے والوں کی نماز قطعاً فاسد کالعدم۔ صیانة الصلوٰۃ عن حیل البدعات صفحہ نمبر ۳۸/۳۷۔

چودھویں صدی کے اساطین و اکابرین اہل سنت وجماعت کے فتاویٰ و ارشادات سے صاف ظاہر و واضح ہوگیا کہ پانچوں وقت کی نماز و جمعہ وعیدین اور تراویح کی نماز میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ناجائز وممنوع ہے اور اس کی آواز پر قتداء حرام اور نمازیں فاسد ہوتی ہیں۔ ہمارے ان اکابر نے نہ کبھی لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھائی نہ اس کی آواز پر جوازِ اقتداء کا قول کیا بلکہ حرمت وممانعت ہی کا علی الاعلان فتویٰ دیتے رہے جیسے کہ (۱) صیانت الصلوٰت عن حیل البدعات (۲) امانت الاسلام (۳) رسالہ مکبّر الصوت (۴) القول الازہر (۵) القول الانور (۶) التفصیل الانور (۷) قصد السبیل (۸) مجرم کون؟ وغیرہم میں ان کے فتاوے چھپے ہوئے ہیں۔موجودہ مساجد ان کے سجدوں سے مزین اور ان نفوس قدسیہ کی برکتوں سے کل بھی یہی مسجد اپنی وسعتوں کے باوجود نمازیوں کے لیے تنگ تھیں۔ لاؤڈ اسپیکر کے شوقین بعض امام وعوام کی حیلہ سازی و فتنہ پردازی کے سبب مائک کا رنگین وسنگین فتنہ ہماری نمازوں کی بربادی کا سبب بنا ہوا ہے۔ ایسے اماموں کے بارے میں حضرت شارح بخاری فقیہ اعظم ہند حضرت علامہ الحاج مفتی محمد شریف الحق امجدی نائب مفتی اعظم ہند رحمة اللّٰه علیہ تحریر فرماتے ہیں ''آج کل تجدّد پسندی ہی کی وجہ سے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال وباء کی طرح پھیل ہوا ہے۔ اس کے باوجود متعدد جگہ بارہا لاؤڈ اسپیکر فیل ہوجانے کی وجہ سے نمازوں میں گڑبڑ ہوئی مگر لوگ نہیں مانتے۔ یہ فیشن پرست شوقین اس رسالہ (صیانة الصلوات) کو دیکھیں۔سعادت ازلی گر دستگیری کرے تو نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر استعمال کر کے مسلمانوں کی نمازیں برباد کرنے سے بچیں اور دوسرے کو بچائیں۔ اللّٰه عزوجل حضرت برہانِ ملت دامت برکاتھم العالیہ کو اسلام و مسلمین کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے، اور فیوض و برکات سے اہل سنت و جماعت کو بیش از بیش متمع فرمائے، اور ان کا ظلِ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔ آمین بجاہ

حبیبہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ اصحابہ و بارک وسلم'' تصدیقات صیانت الصلوات ص ۳۸

جو امام اکابرین اہل سنت و جماعت کے فتاویٰ و ارشادات سے منحرف ہوکر لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کو جائز بتائے وہ اس کی جسارتِ بے جا ہے، مسلمانوں کی نمازوں کی بربادی وفساد کا وبال وگناہ اپنے سر لے رہا ہے، دارین میں ذلیل ورسوا ہوگا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو منصب امامت سے معزول کردیں کہ وہ نالائقِ امامت ہے اس کی اقتداء سے بالکل احتراز واجتناب کریں۔

عوام کی خواہش پر ناجائز کو جائز نہیں کردیا جائیگا۔ کتنے ناجائز امورعوام کے معمول میں ہیں تو وہ محض عملِ عوام کی بناء پر جائز نہیں ہوجاتے۔ اور نہ کوئی محتاط ومتقی عالمِ دین محض عوام کالانعام کی خواہش وضد پر اس کو جائز بتائے گا۔

آپ نے سوال کے ساتھ جو خیالی وحبابی فتویٰ بھیجا ہے اس کے مفتی نے مرکزی دارالافتاء بریلی شریف و حضور ازہری میاں صاحب قبلہ دامت برکاتھم العالیہ کے نام کو بے جا اور غلط استعمال کرنے کی ناپاک کوشش کی ہے۔ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کا مذکورہ فتویٰ سوال کے مطابق صحیح وصواب ہے۔ جو امام مائک میں آواز نہ ڈالے تو اس کی نماز درست اور اس کی آواز پر جتنے لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کی نماز صحیح ہے۔ مگر دوسرے وتیسرے منزلے اور سڑکوں پر چڑھنے والے نمازی جہاں امام کی آواز نہیں جاتی وہ مائک کی آواز پر اقتدا کررہے ہیں ان کے لیے اس فتویٰ میں جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اس سوال کا جواب اسی ''فتاویٰ مرکزی دارالافتاء'' کے صفحہ ۹۱ پر درج ہے، آپ کی معلومات کے لیے وہ سوال وجواب نقل کیے جاتے ہیں۔

سوال : زید لاؤڈ اسپیکر پر جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور زید پر کیا حکم ہے؟

جواب : کسی نماز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ چاہیے اور جو مقتدی محض لاؤڈ اسپیکر کی آواز سن کر رکوع وسجود کریں گے ان کی نماز ہی نہ ہوگی۔ اور جو مقتدی خاص امام کی آواز سنکر رکوع وسجود کریں گے ان کی نماز ہوجائے گی۔ یہی ہمارے اکابر علمائے اہل سنت کا فتویٰ ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند، حضور محدث اعظم ہند وحضور مجاہد ملت نور اللّٰہ مرقدھم وغیرہم کا تاحین حیات اسی پر عمل بھی رہا۔ زید پر لازم ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا استعمال ترک کرکے توبہ کرے۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ محمد ناظم علی قادری بارہ بنکوی۔

صح الجواب واللہ تعالیٰ اعلم، قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی ۲۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۲ ایسے

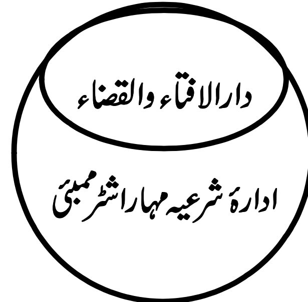
واضح حکم وفتویٰ کے بعد بھی اگر کوئی مفتی نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء کو صحیح و درست بتائے اور مرکزی دارالافتاء بریلی شریف کے مفتیوں کے سر اس کو تھوپے تو یہ سراسر فریب و دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟ ایسا شخص سخت فریبی، دھوکہ باز وافتراء پرداز ہے۔ مولیٰ تعالیٰ قبولِ حق کی توفیق دے، آمین

کچھ میکروفونی امام شرعی کونسل بریلی شریف کے سمینار کی تجاویز کو بطور حوالہ پیش کررہے ہیں جب کہ اس کے پہلے ہی پیراگراف میں صراحت کردی گئی ہے کہ ''لاؤڈ اسپیکر کی آواز متکلم کی عین آواز نہیں اس لیے محض لاؤڈ اسپیکر سے مسموع آواز پر اقتداء ہم احناف کے نزدیک صحیح نہیں۔ محض اس آواز پر اقتداء درست نہ ہوگی'' جہاں لوگ احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہیں، امام کو مجبور وکٹھ پتلی بنا کر رکھیں اور من مانی نمازیں پڑھوائیں تو اب وہاں کیا کیا جاسکتا ہے۔

نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کے ساتھ مکبّرین کا نام نہاد تقرر نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے مثل ہے۔ لاؤڈ اسپیکر سے امام کی تکبیر سنتے ہی نیچے سے اوپر تک اور اندر سے باہر تک ہر کوئی سرپٹ رکوع وسجدے کی طرف بھاگتا ہے اور کچھ یہی حال اکثر مکبّرین کا بھی رہتا ہے۔ مکبّرین سے مکبّرین کا آواز لینا لاؤڈ اسپیکر کی موجودگی میں دور کی بات ہے۔ کبھی آپ بھی ایسی بھگدڑ والی نمازوں کا حال کہیں کھڑے ہوکر خود مشاہدہ کرلیں۔ بعض اماموں کے بارے میں سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ''اپنی تو ہوجاتی ہے ان کی ہو یا نہ ہو وہ جانیں، ان کی نمازیں جائے چولہے بھاڑ میں'' **العیاذ باللّٰہ تعالیٰ من ذلک** ۔ حدیث پاک ہے حضور انور ﷺ نے فرمایا تم میں جو اچھے ہوں انہیں امام بناؤ یہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان تمہارے قائد وسفارشی ہیں۔ **اجعلوا ائمتکم خیارکم فانھم و فدکم بینکم و بین ربکم. شرح مسند امام اعظم للامام علی القاری الحنفی المکی ص ۱۷۔ واللّٰہ سبحٰنہ و تعالیٰ اعلم بالصواب و علمہ اتم و حکمہ احکم و الیہ المرجع والمآب واستغفرلہ اللّٰہ العلی العظیم الرحیم الحلیم الکریم العفو البر التواب۔** کتبہ عبیدالمصطفیٰ فقیر **اشرف رضا** قادری

۲۰ ؍رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ ۴ نومبر ۲۰۰۴ء جمعرات





علامہ مفتی جہانگیر خاں صاحب کا رجوع نامہ

بحرالعلوم مفتی سید افضل حسین صاحب مونگیری نے ایک عرصۂ دراز تک بریلی شریف میں مسند و تدریس و افتا کو زینت بخشی اور پھر آخری ایام میں ہجرت کر کے پاکستان چلے گئے اور وہاں فیصل آباد میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔

آپ نے لاؤڈ اسپیکر کے مسئلہ میں حضور مفتیٔ اعظم ہند کے فتویٰ سے اختلاف کیا اور جواز کا فتویٰ صادر کر دیا۔ مگر ہندوستان کے دورے پر جب تشریف لائے تو انہوں نے مفتی مطیع الرحمٰن مضطر پورنوی کو گواہ بنا کر علی الاعلان اپنے فتویٰ سے رجوع کا اعلان کیا اور مفتی اعظم ہند کے فتویٰ کی تائید تصدیق کی آپ کے قابل فخر شاگرد علامہ مفتی جہانگیر خاں صاحب رضوی نے بھی لاؤڈ اسپیکر کے استعمال پر جواز کا فتویٰ دیا تھا مگر حال ہی میں انہوں نے اپنے فتویٰ سے رجوع کیا اور اپنا اعلان شائع فرمایا۔ جس کو ناظرین کے لئے پیش کیا جا رہا ہے۔

''لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے عدم جواز کے سلسلہ میں جماہیر مفتیان کرام و مشائخ اہل سنت کا اتفاق ہے صرف مفتی سید افضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اختلاف کیا تھا۔ میں بھی مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ وغیرہ جماہیر مفتیان اہلسنّت کے فتویٰ سے اتفاق کرتا ہوں، اور اب تک جو میرا جواز کا فتویٰ تھا اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ لاؤڈ اسپیکر پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔''

امر بکتبہ محمد احمد المعروف جہانگیر خاں غفرلہ

یہ تحریر میرے سامنے لکھی گئی ہے اور اس پر حضرت علامہ مفتی محمد احمد جہانگیر خاں صاحب نے میرے روبرو دستخط فرمائے۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

میں بھی اس تحریر و دستخط کا چشم دید گواہ ہوں۔ صغیر احمد رضوی جوکھن پوری ۳۰ ر صفر المظفر ۱۴۱۶ھ

لاؤڈ اسپیکر کی اقتداء! اپنے فتویٰ سے رجوع

نحمده ونصلی ونسلم علیٰ حبیبه الکریم

میں شعبان علی نعیمی خطیب و امام جامع مسجد سانتا کروز ممبئی، ۱۴/رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ ۲۹/اکتوبر ۲۰۰۴ء کے اپنے محررہ فتویٰ سے رجوع کرتا ہوں اس میں تحریر کردہ (کوئی امام اپنی ضد پر قائم رہے تو وہ فتنہ ساز ہے معزول کر دینا چاہئے) اپنی اس تحریر پر میں نادم ہوں اس سے بزرگوں کی توہین واضح ہوتی ہے یہ مجھ سے تسامح ہوا اس سے رجوع کرتے ہوئے توبہ کرتا ہوں۔ نماز میں لاؤڈ اسپیکر کے استعمال کو نا جائز جانتا سمجھتا ہوں لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر اقتداء جائز نہیں نماز فاسد ہوتی ہے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند اور حضور محدث اعظم ہند اور حضور مجاہد ملت وغیرہم اکابرین اہل سنت و جماعت کا اس سلسلہ میں یعنی لاؤڈ اسپیکر کی آواز پر عدم جواز کا فتویٰ حق وصحیح اور درست ہے میں اس کی تائید و تصدیق کرتا ہوں کوئی شخص اس سلسلہ میں میری کسی تحریر اور فتویٰ کو بطور دلیل پیش نہ کرے میرے اس جوازی کے فتوے سے جن لوگوں نے نمازوں میں لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کیا ان کی نماز فاسد وخراب ہوئی ان لوگوں پر لازم ہے کہ ان نمازوں کو دوبارہ پڑھیں۔ اور توبہ کریں۔

شعبان علی نعیمی غفرلہ القوی نزیل ہانڈی والی مسجد ممبئی

۲۰/شوال ۱۴۲۵ھ ۴/دسمبر ۲۰۰۴ء

مندرجہ ذیل افراد کے سامنے یہ تحریر لکھی گئی

(۱) سید سراج اظہر قادری، خطیب و امام رضا جامع مسجد ممبئی ۳۔ ۴/دسمبر ۲۰۰۴ء

(۲) اشرف رضا قادری، مفتی و قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹر ممبئی ۸۔ ۲۰/شوال المکرّم ۱۴۲۵ھ/ ۴/دسمبر ۲۰۰۴ء

(۳) عبدالقدوس قادری، خطیب و امام ہانڈی والی مسجد ممبئی ۳۔

(۴) سید محمد جیلانی، نائب امام رضا جامع مسجد پھول گلی، ممبئی ۳

(۵) اعجاز احمد قادری، نائب امام ہانڈی والی مسجد، ممبئی ۳

(۶) السید منہاج رضا رضوی ہاشمی، ممبئی ۳